ایضاح الصحیح فی

احکام المیت و الضریح

از

محمد اسمٰعیل

۲۹۳۵۱

CENTRAL ... DEPT ... BAD

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی یحیی ویمیت وهو علی کل شیء قدیر
والصلوة والسلام علی اکرم الخلق محمد ن البشیر
النذیر الذی بعثه الله الی الناس کافة وسماه
بالسراج المنیر وعلی آله واصحابه الذین فازوا
بنصرة الدین وکبت المشرکین بلسان المناظرة
وسیف التدمیر اما بعد مخفی نماند که درین جزو
زمان شورش اهل بدعت وطغیان نجدی سیده
کدر[illegible] ات وعادات ومعاشرات و
معاملات [illegible] سنیه جناب افضل البریات
علیه افضل ال[illegible] التسلیمات بانواع بدعات
ومنکرات مخلوط گردیده هرچند این خلط قبیح در
اکثر عبادات وعادات راه یافته اما در رسوم
متعلقه باموات انواع شرک و بدعات بوجهی
متراکم گردیده که از سنت سنیه بجز [illegible] اسمی باقی
[illegible] وحتا اهل آن بحا

سب تعریف ثابت ہی خدا کو جو زندہ کرتا ہے ا
مارتا ہی اور وہ ہر چیز پر قادر ہی اور تمامی درود ا
سلام بہترین خلایق یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جو خوشی سنا
اور ڈرانیوالی ہین بہیجا اونکو اللہ نے طرف تمام آدمیون کے
اور نام رکہا اونکا چراغ روشن اور تمام درود اور سلام اونکے
اولاد اور یارون پر جو پہونچی اپنی مطلب کو بسبب مدد کرنے دین ا
سرنگون کرنی مشرکین کے ساتہ زبان مناظرہ اور تیغ ہلاک
کرنیوالیکے پس بعد حمد اور صلوۃ کی پوشیدہ نہ ہو کہ اس زمانہ مین
غل بدعتیون اور مشرکون کا اس حد کو پہنچا ہی کہ بہت عبادتون او
چال چلن اور میل کرنا کہانی اور پینی اور لین دین مین سنت
روشن جناب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جو کہ بزرگ دونو جہانکی ہین اور
اونکی درود اور سلام ساتہ سنت اونکیکے بہانت بہانت کی بدعتین
اور بری باتین ملائی گئی ہین حاصل کہ ملنی برائی کی اکثر عبادتون اور
عادتون مین راہ پائی ہی اور رسمین متعلقہ موتا مین بطرح [illegible]
شرک سطرح کہپی ہوئی ہین کہ سنت روشن [illegible]

... خاندان ارباب معقول ومنقول نقاوه دودمان افاضل فحول مشفقی مکرمی مولوی تفضل علی صاحب را خواهش تمیز فیما بین السنة و البدعة در رسوم مذکوره بهمرسید بنا بر علیه این بنده ضعیف الراجی رحمة الله الجلیل احقر العباد محمد اسمعیل عفی عنه استفسار این معنی فرموده پس بنده ضعیف اجوبه مسائل مستفسره را در ضمن چند اوراق مفصل ومدلل گردانید و آن را بالایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح مسمی نموده و آنرا بر یک مقدمه و دو باب و یک خاتمه مرتب ساخت وما توفیقی الا بالله هو حسبی ونعم الوکیل

مقدمه در بیان حقیقت بدعت وحکم آن و آن بر دو فصل است

فصل اول در بیان حقیقت بدعت باید دانست که لفظ بدعت که در حدیث شریف مستعمل گردیده معنی آن هم از حدیث شریف تحقیق باید کرد زیرا که مثل مشهور ست تصنیف را مصنف نیکو کند بیان پس میگوئیم که امام احمد وابو داود وترمذی و ابن ماجه از عرباض بن ساریه رض نقل کرده اند قال صلی بنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات یوم ثم اقبل علینا بوجهه فوعظنا موعظة بلیغة ذرفت منها العیون ووجلت القلوب فقال رجل یا رسول الله

برگزیدہ خاندان اصحاب معقول اور منقول کی اور چنی ہوے گھرانی بڑے فاضلون کے مشفق اور بزرگ میری مولوی تفضل علی صاحب کو خواہش جدا جدا معلوم کرنے سنت اور بدعت کی درمیان ہی رسمین ذکر کے گئے ہین بہم پہونچی اسلئے اس بندۂ ضعیف امید وار رحمت خدای بزرگ کا حقیر زیادہ بندون کا محمد اسمعیل عفی عنہ سے دریافت اس امر کا فرمایا پس بندۂ ضعیف نے جواب مسئلون پوچھے گئے کا درمیان چند ورقون کی مفصل بدلیل ہی بیان کیا اور اوسکا نام الایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح رکھا اور اوسکو ایک مقدمہ اور دو باب اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا۔ نہین ہے توفیق مگر ساتہ اللہ کے وہ ہے بس ہے اچھا کام بنانیوالا

مقدمہ بیان مین حقیقت اور حکم بدعت کے اور اسمین دو فصل ہین

فصل اول بیان مین حقیقت بدعت کے جاننا چاہیئے کہ جسجگہ یا جہان کہین کہ لفظ بدعت کا حدیث شریف مین استعمال ہوا ہی پس معنی اوسکے بہی حدیث شریف ہی سی تحقیق کرنے چاہئین اسلیے مثل مشہور ہی کہ مصنف اپنی تصنیف کو خوب بیان کرتا ہی پس کہتا ہون مین کہ امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نی عرباض بن ساریہ رضی سی نقل کیا ہے کہ کہا عرباض بن ساریہ رض نی حدیث کہا نماز پڑہی ہمارے ساتہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی ایکدن پہر موہنہ کیا ہمارے طرف پس نصیحت کی ہمکو بہت کہ رونی لگین اوس سے آنکھین اور ڈر گئی اوس سے دل پس کہا ایک شخص نے ای رسول خدا کے

كان هذا موعظة مودع فاوصنا فقال
اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة
وان كان عبدا حبشيا فانه من يعش منكم
بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي و
سنة الخلفاء الراشدين المهديين
تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ و
اياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة
بدعة وكل بدعة ضلالة وبخاري ومسلم از
حضرت عائشه رضی الله تعالے عنها
نقل کرده اند قالت قال رسول الله صلی
الله عليه وسلم من احدث في امرنا هذا ما ليس منه
فهو رد ونیز بخاری ومسلم از انس ابن مالک
نقل کرده اند قال جاء ثلثة رهط الى ازواج
النبي صلى الله عليه وسلم يسئلون عن عبادة
النبي صلى الله عليه وسلم فلما اخبروا
بها كانهم تقالوها فقالوا اين نحن من النبي
صلى الله عليه وسلم فقد غفر الله له ما تقدم
من ذنبه وما تاخر فقال احدهم اما انا
فاصلي الليل ابدا وقال الاخر انا اصوم
النهار ابدا ولا افطر وقال الاخر انا
اعتزل النساء فلا اتزوج ابدا فجاء النبي
صلى الله عليه وسلم اليهم وقال انتم الذين
قلتم كذا وكذا اما والله انی ...

گویا کہ یہہ نصیحت وقت رخصت کی ہی پس وصیت فرمائے
ہمکو پہر فرمایا کہ وصیت کرتا ہوں میں تمکو ساتہ ڈرنی کے
الله کے اور سننے اور تابعداری کرنی امام کی اگرچہ ہو غلام حبشی
پس تحقیق جو کوئی جیے گا تم میں سے میری بعد پس قریب ہے
کہ دیکھیگا اختلاف بہت پس لازم پکڑو تم طریقہ میرا اور طریقہ
خلیفوں رشد اور ہدایت پانیوالونکا اور پکڑ لو ساتہ اوسکے
اور مضبوط پکڑو اوسکو کچلیوں سے اور بچو تم نئی باتوں سی پس
تحقیق ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے
اور بخاری اور مسلم حضرت عائشہ رضی الله عنہا سی نقل
کرتے ہیں کہ حدیث کہا حضرت عائشہ نے کہ فرمایا پیغمبر
خدا صلے الله علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے نکالی نئی چیز ہمارے
اس کام میں کہ نہیں ہی اوسمیں سے پس وہ مردود ہے اور بخاری
اور مسلم حضرت انس ابن مالک سی بہی نقل کرتے ہیں —
حدیث کہا انس نے کہ آئی تین شخص طرف بیبیوں نبی صلے الله علیہ
وسلم کے پوچہتے تہے عبادت پیغمبر صلے الله علیہ وسلم سے پس جب خبر
دیی گئی اوس سے گویا کمتر جانا اوسکو پس کہا کہاں ہیں ہم
پیغمبر صلے الله علیہ وسلم جیسے تحقیق بخشدیے ہیں الله نے اوسکے
اگلے گناہ اور پچہلے پہر کہا ایک نے اونمیں سے میں نماز
پڑہونگا رات بہر ہمیشہ اور کہا دوسرے نے میں روزہ رکہونگا
ہمیشہ اور نہ افطار کرونگا اور کہا تیسرے نے میں الگ رہونگا
عورتوں سے پس نہیں نکاح کرونگا کبہی پس آئے نبی صلے الله
علیہ وسلم طرف اونکی پہر فرمایا تم وہی ہو کہ کہا تہا تمنے
ایسا ایسا خبردار رہو تم قسم خدا کے تحقیق میں

یا نظیر او در زمان ثلثہ بوجود آمدہ باشد ملحق
باسنۃ ودلیل برین آنست کہ ما ممنوع ایم از
اتباع محدثات بحکم ایاکم ومحدثات الامور کہ در حدیث
مرقومۃ الصدر واقع گردیدہ ماموریم باتباع امور مسطورہ
بحکم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
المہدیین کہ در ہمان حدیث واقع گردیدہ و
بحکم آنچہ ترمذی از عبد اللہ بن عمرو روایت کردہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل
حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم
من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع
ذلک وان بنی اسرائیل تفرقوا علی ثنتین
وسبعین فرقۃ وستفترق امتی علی ثلث
وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ
قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ
واصحابی ونیز محدثات الامور شر است بحکم
شر الامور محدثاتہا کہ در حدیث مرقوم
الصدر واقع گردیدہ وقرون ثلثہ خیر اند
بحکم آنچہ بخاری ومسلم از عمران بن حصین روایت
کردہ اند قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین
یلونہم ثم ان بعدہم قوما یشہدون
ولا یستشہدون ویخونون ولا یوتمنون

یا مثل اوسکی تینون قرنون مین موجود رہی ہو وہ ملحق باسنت
ہے اور دلیل اسپر یہ ہی کہ ہمکو ممانعت ہی پیروی محدثات سے
بموجب اس حکم کے کہ بچو تم نئے کامون سی کہ حدیث اوپر والے
مین واقع ہی اور حکم کئی گئی ہین ہم ساتہ پیروی کامون لکہے گئے
کے بحکم حدیث کی کہ حدیث لازم پکڑو تم سنت میریکو اور سنت
خلیفون رشد اور ہدایت پانیوالونکو کہ اوسی حدیث مین
واقع ہوا ہی اور بحکم اوسکی کہ جو ترمذی نی عبد اللہ بن عمر سی
روایت کی ہی کہ حدیث کہا ابن عمر نے کہ فرمایا رسولخدا
صلے اللہ علیہ وسلم نی البتہ آویگا زمانہ اوپر امت میریکی جیسا کہ
آیا اوپر بنی اسرائیل کی برابر آنا جوتیکا ساتہ جوتیکے یہانتک
کہ اگر تہا اونمین سی کوئی آیا یا اپنی ماں کو علے الاعلان البتہ
ہوگا بیچ امت میری کی بہی کوئی شخص کہ کریگا ایسا اور تحقیق
بنی اسرائیل متفرق ہوی بہتر مذہبون مین اور متفرق ہو گے
امت میری اوپر تہتر مذہبون کی سبکے سب دوزخی ہین
لیکن ایک مذہب یعنے صحابہ میرے کہا لوگون نی کیا ہی وہ
ای رسول اللہ کے فرمایا وہ چیز کہ مین اوسپر ہون اور یار
میری اور یہہ بہی ہے کہ نئے کام بری ہین بحکم اسکے کہ بدتر ین
کامون کی نئی نکالی ہوی اونکی ہینگے کہ حدیث اوپر والے
مین واقع ہے زمانہ تین بہتر ہین بحکم اسکی کہ بخاری اور مسلم
نے عمران بن حصین سی روایت کی ہی کہ حدیث کہا عمران
نی کہ فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ بہترین امت میرے زمانہ
میریکی ہی پہر وہ لوگ جو متصل ہین انکی پہر وہ لوگ جو متصل ہین انکے
پہر تحقیق بعد انکی ایک لوگ ہین کہ گواہی دینگی اور طلب گواہی نہ کیے جاوینگے

ویشذ دون ولا یوثقون ویظهر فیهم
السمن پس محدث غیر سنت اصلیہ غیر ملحق
بالسنۃ باشد و مراد بوجود آن شیٔ یا نظیر او
در زمان آنجناب آنست کہ آنجناب یا آن عمل
کردہ باشند یا امر فرمودہ باشند و یا کسی دیگر
در آن زمان عمل کردہ باشد و آنجناب با وجود
اطلاع بر آن انکار نفرمودہ باشند و دلیل
بر آن آنست کہ ہمہ اہل اسلام اجماع دارند
بر اینکہ ہر سہ اقسام مذکورہ در سنت مندرج است
و مراد از وجود آن چیز یا نظیر او در قرون ثلثہ آنست
کہ در قرنی از قرون مذکورہ بلا نکیر تعامل
بر آن جاری شدہ باشد و بی رد و قدح
رواج یافتہ باشد نہ آنکہ کسی او را بطریق ندرت
بعمل آوردہ باشد یا رد و انکار بر فاعلین ان
اگرچہ جم غفیر باشند متوجہ شدہ باشد کہ امثال
این امور اصلا از محدثات خارج نیست و دلیل
برین آنست کہ مراد از کلمہ ما در حدیث ما انا
علیہ واصحابی اخلاق و سیرت صحابہ بحکم
آنچہ رزین از ابن مسعود روایت کردہ است
انہ قال من کان مستنا فلیستن بمن
قد مات فان الحی لا یومن علیہ الفتنہ
واولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا
افضل ہذہ الامۃ وابرہا قلوبا واعمقہا

اور نہ رہا نہین گے اور نہ وفا کرینگے اور ظاہر ہوگی اونمین فربہی
پس محدث سوا سنت اصلیہ اور سوا ملحق بالسنۃ کے ہے
اور مراد موجود ہونے اوس چیز سے یا مثل اوسکی سے زمانہ حضرت
خدا مین یہ ہے کہ آپنے اوس پر عمل کیا ہو یا حکم فرمایا ہو یا کسی اور
شخص نے اوس زمانہ مین عمل کیا ہو اور آپنے باوجود اطلاع کے
اوس پر انکار نہ فرمایا ہو اور دلیل اسپر یہہ ہی کہ سب مسلمان
اتفاق رکھتے ہین اسپر کہ یہہ تینون قسمین جو ذکر کی گئی
ہین سنت مین داخل ہین اور مراد موجود ہونے ایک چیز
یا مثل اوسکی سے قرون ثلثہ مین یہ ہے کہ کسی زمانہ مین
زمانون مذکور سے بلا انکار عمل در آمد اوس پر جاری ہوا ہو
اور بے رد اور قدح کے رواج پکڑا ہو نہ یہہ کہ کوئی اوسکو
بطریق نادر کے عمل مین لایا ہو یا اوسکی کرنیوالون پر انکار
اور رد کیا ہو اگرچہ بہت لوگ موجود ہوئی ہون کہ مثل
ان کامون کے جن پر رد اور انکار ہوا ہو ہرگز محدثات
سے باہر نہین ہین اور دلیل اسپر یہہ ہے کہ مراد کلمہ ما
سے بیچ حدیث ما انا علیہ واصحابی کے خوسے نیک اور حضرت
نیک صحابہ کے ہے بحکم اوسکے کہ رزین نے ابن مسعود سے
روایت کی ہے کہ حدیث بتحقیق اوسنے کہا ہے کہ جو
کوئے ہو طریقہ پکڑنے والا پس چاہیئے کہ طریقہ پکڑے
اوسکا جو مر چکا ہو پس بتحقیق زندہ نہین ہے بےخوف
فتنہ سے اور و ... صلے اللہ علیہ وسلم کے
ہین کہ تھے بہتر ... ت کے اور نیک زیادہ
دلون کے او ... علم مین ۔ ÷ ÷

علما واقلها تكلفا اختارهم الله تعالے
لصحبة نبيه ولاقامة دينه فاعرفوا
لهم فضلهم واتبعوهم على اثرهم و
تمسكوا بها استطعتم من اخلاقهم
وسيرهم فانهم كانوا على الهدى المستقيم

ومتبادر از لفظ سیرت که مضاف بقومی باشد
همین ست که آن سیرت در ایشان مروج باشد
نه آنکه کسی از ایشان بطریق ندرت بر آن
سیرت باشد یا آنکه طعن و ملامت ایشان
بر صاحب آن سیرت متوجه شده باشد مثلا خوردن
گوشت خام اهل عرف سیرت اهل هند نمیگویند
هرچند بعضے از ایشان بطریق ندرت خورده
باشند بخلاف اهل حبش که خوردن گوشت
مذکور در ایشان مروج ست لهذا بت
در عرف از سیرت ایشان شمرده
بحکم آنکه لفظ اصحابی جمع مکسر
بیای متکلم که آن معرفه ست
بسوی معرفه مفید استغراق
بخاری و مسلم از ابن مسعود
تعلیم تشهد نقل کرده اند که
وسلم فرموده فانه ا
الله الصالحین
فی السماء والارض

علم مین اور کمتر بناوٹ مین پسند کیا تھا اونکو اللہ تعالی نے
واسطے صحبت نبی اپنی کے اور واسطے قایم کرنے دین اپنے
کے پس جانو بزرگی اونکی اور چلو اونکے قدمون پر
اور تمسک پکڑو جہانتک ہو سکے اونکی نیک خو اور نیک
خصلتون سے پس تحقیق تھے وہ اوپر راہ سیدھی کے
اور سمجھا جاتا ہے لفظ سیرت سے کہ مضاف ساتھہ کسی
کے ہو یہہ ہے کہ وہ خصلت اونمین مروج
کوئی اونمین بطریق نادر اوس خصلت
کہ طعن اور ملامتین اونکی اوس خص
ہوتی ہون مثلا کہا گرش
مین خصا
ل

ستفاد گردیده که کلمه عباد الله مفید استغراق
ست پس کلمه اصحابی هم مفید استغراق باشد
واستغراق حقیقی در ما نحن فیه باینصورت
متحقق خواهد شد که جمیع صحابه بر آن سیرت
باشند و استغراق عرفی باین وجه خواهد شد
که اکثر از ایشان بر آن باشند و باقی ساکت
از انکار ورد و همین معنی را رواج میگویند
و نیز از کلمه خیر امتی قرنی که در حدیث سابق
... همین معنی مستفاد میگردد چه از
... قرنی از قرون در عرف
مروجه آن
... از

یہہ فائدہ نکلا کہ کلمہ عباد اللہ استغراق کا فائدہ دیتا ہے
پس کلمہ اصحابی بھی مفید استغراق کو ہوگا اور استغراق
حقیقی جسمین ہم ہین اسطرح ثابت ہوگا کہ سب صحابہ اوس
خصلت پر ہون اور استغراق عرفی اسطرح ہوگا کہ
اکثر اونمین سی اوسپر ہون اور باقی خموش ہون انکار
اور اعتراض سی اور اسی مضمون کو رواج کہتے ہین
اور کلمہ خیر امتی قرنی سی بھی کہ پہلے حدیث مین واقع
ہے یہی معنے معلوم ہوتے ہین اسلئے کہ بہلائی کے
نسبت کرنے سے طرف کسی زمانہ کے زمانون سے
محاورہ مشہور مین یہی سمجھا جاتا ہے کہ رسمین مروج
اوس زمانہ کی اچھی ہون نہ یہہ کہ ہر کام ہر شخص کا
اشخاص اوس زمانہ سے اچھا ہو مثلا اگر کوئی کہی کہ
رہنی والی شاہجہان آباد کے زمانہ محمد شاہ بادشاہ مین
فضول خرچ تھے نواہل ... اور اوس سی یہی معنے
ہین گئے کہ رسمین مروج اونکی شادی اور غمی
نے اور ... پہننے اور آراستگی مکان مین متضمن
کے تہین گو کہ بعض اونمین سے بہت کم
مذکورہ سے بہی پرہیز کرتے ہون
زمینداروں سے کہ رہنا شہر کا
رسمون سے بچتے ہون اور
نے کے طعنے اور ملامتین
ون پر علیحدہ تھے ہون چنانچہ

یظہر الکذب کہ در روایت نسائی در حدیث
مذکور واقع گردیدہ بران معنی دلالت صریحہ
میدارد چہ ثم یوجد الکذب در مقام ثم یظہر
الکذب فرمودہ اند پس ازین کلمہ صریح مستفاد
می شود کہ امتیاز قرون ثلثہ از سایر قرون
بعدم ظہور کذب ست دران نہ بعدم تحقق
آن و نیز بحکم فتوی رئیس العلما حضرت شاہ
عبد العزیز صاحب قدس سرہ کہ استمداد
را بمعنی طلب دعا از اموات از جنس بدعات
شمردہ اند باوجود آنچہ صاحب استیعاب روایت
کردہ کہ در زمان حضرت عمر رض اعرابی طلب
دعاء استسقاء از مزار مبارک جناب رسالت
مآب علیہ الصلوۃ والسلام نمودہ پس باوجود
تحقق این امر مذکور دران قرن بنا برآنکہ
مروج دران قرن نگردیدہ از بدعات شمردہ اند
بالجملہ خلاصہ مفہوم محدث اینست کہ ہر چیزیکہ
در زمان برکت نشان جناب رسالت مآب
علیہ الصلوۃ والسلام نہ خود آنچیز بوجود آمدہ باشد
و نہ نظیر آن و در قرون ثلثہ نہ خود آن چیز
بلا نکیر مروج گشتہ و نہ نظیر آن پس ہمان چیز
محدث ست و ہمینمعنے در ذہن محفوظ باید داشت
ہر جا کہ دراین اوراق لفظ محدث مستعمل خواہد
گردید ہمین معنی مراد خواہد بود اما تحقیق مفہوم

یظہر فیہم الکذب کہ روایت نسائی مین بیچ حدیث مذکور
کے واقع ہے اس مضمون پر صریح دلالت کرتا ہی اسلیے
کہ ثم یوجد الکذب کی جگہہ بجای ثم یظہر الکذب نہین فرمایا
پس اس کلمہ سی صریح معلوم ہوا کہ مختار ہونا قرون
ثلثہ کا تمام زمانون سے بہ سبب ظاہر نہونے جھوٹ کے
ہے اونمین نہ اس سبب سے کہ جھوٹ اونمین پایا ہی
نہین گیا اور بحکم فتوے سردار علماؤن کے حضرت
شاہ عبد العزیز صاحب کے کہ مدد چاہنے یعنے
دعا طلب کرنے مردون سے قسم بدعت سے گنا ہے
باوجود اسکے کہ صاحب کتاب استیعاب نے روایت کیا ہے
کہ بیچ زمانہ حضرت عمر رض کے ایک اعرابی نے دعاے
استسقا مزار مبارک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم طلب کی ہی
پس باوجود پائے جانے اس کام کے اوس زمانہ مین
اسکے سبب کہ مروج اُس زمانہ مین نہ تہا بدعتون سے
گنا ہے حاصل کلام خلاصہ مضمون محدث کا یہہ ہے کہ
جو چیز زمانہ برکت نشان رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم
مین نہ آپ وہ چیز موجود ہوی ہو نہ مثل اوسکی اور
قرون ثلثہ مین نہ آپ وہ چیز بلا انکار مروج ہوئی ہو
نہ مثل اوسکی پس وہ چیز محدث ہے اور یہہ مضمون
ذہن مین نگاہ رکہنا چاہیے جسجگہہ اس کتاب
مین لفظ محدث بولا جاوے گا یہی مراد
ہون گے لیکن تحقیق سمجھا جاتا ـــ

کلمۂ ثانیه یعنی لفظ امور پس باید دانست که مراد از امور
درینمقام امر دین ست چنانچه کلمۂ امرنا در حدیث
مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ بران دلالت
میدارد وزیراکه امریکه مزید اختصاص بانبیاء
علیهم السلام میدارد امر دین ست و نیز آنچه
مسلم از رافع بن خدیج نقل کرده که پیغمبر خدا
صلی الله علیه وسلم فرمودند انما انا بشر اذا
اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِنْ اَمْرِ دِیْنِکُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا
اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِنْ رَّاْیِیْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ دلالت
میدارد برانیکه اتباع سیرت سلف در غیر امر
دین واجب نیست پس احداث دران ممنوع
نباشد و حال آنکه مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ را
شر فرموده اند پس لابد مراد از لفظ امور
درینمقام امر دین باشد و مراد از امر دین
چیزیست که احکام شارع بدان متعلق
میتواند شد بحکم اِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِنْ اَمْرِ
دِیْنِکُمْ فَخُذُوْا بِهٖ و امر دین بمعنی مذکور
باستقرا منحصر ست در عقاید حقه و اخلاق
جمیله و مقامات و حالات و واردات
قلبیه و اقوال لسانیه و افعال جسمانیه خواه
از جنس عبادات باشد خواه از جنس عادات
خواه از جنس معاملات چه امر شارع متوجه
[illegible] ظاهراً و باطناً

کلمہ دوسرے یعنے لفظ امور کا پس جاننا چاہیئے کہ
مراد امور یعنے کامون سے اسجگہہ کام دین کے مراد
ہین جیسا کہ کلمہ امرنا اس حدیث مین کہ جسنے نئی
بات نکالی بیچ اس کام ہمارے کے کہ نہین ہے وہ
اوسمین سے پس وہ مردود ہے اسپر دلالت کرتا ہے
اسلیئے کہ جو کام بہت خصوصیت نبیون سے
رکہتا ہے وہ کام دین ہے اور بہی جو کچھہ مسلم نے
رافع بن خدیج سی نقل کیا ہے کہ فرمایا....
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سوائے اسکے نہین کہ
مین آدمی ہون جب حکم کرون تمکو کسے چیز کا کام دین
تمہارے سے پس لو اوسکو اور جب حکم کرون تمکو کچھہ اپنی رائے
سے پس سوای اسکی نہین کہ مین آدمی ہون دلالت کرتا ہے
اسپر کہ پیروی سیرت پہلون کی سوا کام دین کے
واجب نہین ہے پس احداث اوسمین منع ہوگا اور حال یہہ ہے
کہ محدثات امور کو شر فرمایا ہے پس بالضرور مراد
لفظ امور سے اسجگہہ امر دین ہوگا اور مراد امر دین سے
وہ چیز ہے کہ احکام خدا و رسول اوس سے متعلق ہو سکتے
ہون بحکم اس حدیث کی کہ جب حکم کرون تمکو کچھہ امر دین
تمہارے سے پس لو اوسکو اور امر دین ان معنون مذکور مین تتبع
گہیر گیا ہے عقیدے سچے اور اخلاق نیک اور مقامون او
احوال اور واردات دلی اور باتون زبانی اور کامون جسمانی
مین خواہ قسم عبادت سی ہون خواہ قسم عادت سے خواہ قسم
معاملات سی ایسی کہ حکم شارع متوجہ ہوتا ہے ساتھہ ان سبکے آدمی کے

پس اصلاح ظاہر او حاصل میشود باصلاح عبادات
و عادات و معاملات کہ مرجع آن ہمہ اعمال و
اقوال اختیاریہ ست و صلاح باطن او حاصل
میگردد بتکمیل عقل و تحصیل عقاید حقہ و تخلیہ قلب
از اخلاق رزیلہ و تحلیہ آن باخلاق حمیدہ و تنویر
آن بانوار مقامات عالیہ و واردات غیبیہ و حالات
قدسیہ و مراد از احکام شارع درینمقام احکام
سمعیہ ست یعنی احکامیکہ بدون اعلام شارع
اطلاع بر آن متصور نیست و عقل محض را دران
مدخل نہ و دلیل برین آنست کہ در شق ثانی حدیث
مسطور فرمودند وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي
پس معلوم شد کہ مراد در شق اول کہ مقابل اوست
ہمین ست کہ رای را دران دخل نباشد و احکام
سمعیہ بمعنی مسطور دو قسم ست اول آنکہ
چیزے را از امور مذکورہ طلب نمایند و تحصیل
آن ترغیب کنند و یا باجتناب از ان امر
فرمایند و تنفیر از آن بعمل آرند بایں وجہ کہ فلان
عقیدہ از ضروریات اصل دین ست یا تکملات
آن یا از مضرات اصل دین ست یا منقصات
آن مثلا عقیدہ توحید از ضروریات اصل
دین ست بحکم آیات متواترہ و عقیدہ اثبات
قدر از تکملات دین ست بحکم احادیث متواترہ

پس آراستگی ظاہر اوسکی حاصل ہوتی ہی ساتھہ آراستہ
کرنے عبادتون اور عادتون اور معاملون کی کہ انجام
ان سبکا کام اور باتین اختیاری ہین اور آراستگی
باطن اوسکی حاصل ہوتی ہی ساتھہ پورا کرنے عقل اور
حاصل کرنے عقیدون برحق اور خالی کرنے دل کے
اخلاق بُرون سی اور آراستہ کرنے اوسکی اخلاق نیک سی
اور منور کرنے اوسکے ساتھ نورون مقامات بلند اور
واردات غیبی اور حالات قدسیہ کے اور مراد احکام
شارع سی اسجگہہ احکام سمعی ہین یعنے وہ حکم کہ بدون معلوم
کرانی شارع کے اطلاع اونپر نہین ہو سکتے اور نری عقل کو
اوسمین دخل نہین ہی اور دلیل اسپر یہہ ہے کہ بیچ شق
دوسری حدیث مذکور کے فرمایا ہے کہ جب حکم کرون تمکو
کچھہ اپنی رای سی پس معلوم ہوا کہ مراد پہلے شق مین کہ
مقابل اوسکی ہے یہہ ہے کہ رای کو اوسمین دخل نہو اور
احکام سمعی ان معنون مین دو قسم پر ہین اول یہہ کہ
کسی چیز کو کامون ذکر کی گئی سی طلب کرین اور اوسکی
حاصل کرنے مین رغبت دلاوین یا پرہیز کرنیکا اوس کام سی حکم
کرین اور اوس سی نفرت دلاوین اسطرح پر کہ فلانا عقیدہ
ضروریات اصل دین سی ہی کامل کرنیوالا دین کا یا ضرر
پہونچانیوالا اصل دین میں ہے یا ناقص کرنیوالا ہے دین کا مثلاً
عقیدہ واحد جاننے خدا کا ضروریات اصل دین سے
ہے بحکم آیتون متواتر کے اور عقیدہ اثبات تقدیر کا
کامل کرنیوالا دین کا ہے بحکم حدیثون متواتر کے

وعقیدہ شرک و انکار قدر از مضرات اصل
دین ست و منقصات آن بحکم آیات و
احادیث مذکورہ یا باینوجہ کہ فلان خلق
محمود ست شرعاً یا مذموم یعنی صاحب آن
خلق محل نزول الرحمت حق ست یا مورد
لعن او تعالی مثلاً رحیم القلب محل نزول
رحمت الٰہیہ است بحکم حدیث الراحمون
یرحمھم الرحمن الخ کہ در مشکوۃ ست و قاسی
القلب مورد لعن بحکم حدیث ان ابعد
الناس من اللہ القلب القاسی کہ در مشکوۃ
واقع ست یا باین وجہ کہ فلان مقام
موجب حصول قرب حضرت حق ست
یا مورث بُعد از آنحضرت یعنی موجب ازدیاد
وجاہت عند اللہ ست یا مورث عدم
مبالات آنجناب بہ نسبت صاحب المقام
مثلاً متوکل صاحب وجاہت ست عند اللہ
بحکم کریمہ وَمَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ
وبحکم حدیث یدخل الجنۃ من امتی سبعون
الفاً بغیر حساب ھم الذین لا یسترقون
ولا یتطیرون وعلی ربھم یتوکلون
کہ در مشکوۃ واقع ست وحریص بر تتبع اسباب
[illegible] محتقر و مہان بحکم حدیث من اتبع
قلبہ الشعب کلہا لم یبال اللہ بای وادٍ

اور عقیدہ شرک اور انکار تقدیر کا ضرر پہونچانیوالا اصل
دین مین ہی اور ناقص کرنیوالا اوسکا بحکم آیتون اور حدیثون
مذکور کے یا اسطرح پر کہ فلانا خلق اچھا ہے ازروی شرع کے
یا برا ہے یعنے اس خلق والا جگہہ نزول رحمت الٰہی کا ہے
یا جگہہ اوترنے لعنت خدا کا مثلاً رحیم دل جگہہ نزول رحمت
الٰہی ہے بحکم حدیث کے کہ رحم کرنیوالے آدمی پر حقتعالے
رحم کرتا ہے یہہ پوری حدیث مشکوۃ مین ہے اور
سخت دل جگہہ اوترنے لعنت کا ہی بحکم حدیث کے کہ
تحقیق دور زیادہ آدمیون کا اللہ سے سخت دل ہی مشکوۃ
مین واقع ہے یا اسطرح پر کہ فلانا مقام سبب حاصل ہونے
نزدیکے حقتعالے کا ہے یا باعث دورے کا اوس جناب
سے یعنی سبب زیادتی وجاہت کا ہی نزدیک اللہ کے
یا باعث بی پروائی کا حق تعالے کے ہے بہ نسبت
اوس مقام والے کے مثلاً متوکل صاحب وجاہت ہے
نزدیک اللہ کے بحکم آیہ کریمہ کے کہ جو توکل کرے اللہ
پس وہ کافی ہے اوسکو۔ اور بحکم حدیث کے
داخل ہونگے جنت مین امت میرے سے ستر ہزار
بیحساب وہ ایسے لوگ ہین کہ نہ منتر پڑھواتے ہین
اور نہ شگون لیتے ہین اور اپنے خدا پر بہروسا کرتی
ہین۔ کہ مشکوۃ مین واقع ہے اور حرص کرنیوالا
بسبب تلاش کرنے اسباب خیال کئے گئے کے ذلیل
اور خوار ہے بحکم حدیث کے کہ جو کوئی لگا پیرو کرے
دل اوسکا ہر ہر شاخونکی نہین پرواہ رکھتا خدا اسکے کہ کس

که در مشکوة واقع ست یا باین وجه
فلان داد جالب رضاء حضرت حق ست
یا باعث سخط او تعالی مثلاً تفرد که عبارت
از انقطاع علایق ماسوی الله ست در باب
مودت و محبت جالب رضاء حق ست بحکم کریمه
لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ
كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ
أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ
الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ الآية
و موالات اعداء حضرت حق باعث سخط اوتعالی
بحکم کریمه وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ
كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ
سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ یا باین وجه که فلان حال
مستتبع حصول توجه خاص است از جناب او
تعالی یا مستلزم انقطاع آن مثلاً حال توبه مستتبع حصول توجه
خاص ست از جناب اوتعالی بحکم حدیث الله اشد
فرحا بتوبة عبده حين يتوب اليه من احدكم كان
راحلته بارض فلاة فانفلتت منه وعليها طعامه
وشرابه فأيس منها فاتى شجرة فاضطجع في ظلها
قد أيس من راحلته فبينا هو كذلك اذ هو

ہے اسکو کہ مشکوة مین واقع ہے یا اسطرح پر
کہ فلانی بات جو دلمین پیدا ہو سبب رضامندی کے حضرت
حق ہی یا باعث غضب حقتعالی کے مثلاً جو تنہائی کہ معنی اوسکے
قطع کرنا تعلقات کا ہے ماسوائے خدا سے باب دوستی اور محبت
مین باعث رضاء حق تعالی ہی بحکم آیۃ کریمہ کے ۔
نہ پاویگا تو اوس قوم کو کہ ایمان لاتی ہین ساتھ اللہ کے
اور دن آخرت کے کہ دوست رکھتی ہون دشمنون
خدا اور رسول کو اگرچہ ہون باپ اونکے یا بیٹے اونکے
یا بہائی اونکی یا کنبے والے اونکی یہہ لوگ ہین کہ لکھدیا
اللہ نے انکے دلونمین ایمان اور مدد کے اونکے روح اپنے
سے اور داخل کریگا اونکو باغون مین کہ بہتے ہین نیچے
اوسکے نہرین ہمیشہ رہین گے اوسمین راضی ہوا اللہ اونسے
اور راضی ہوی وہ اللہ سے اور دوستی مخالفون حقتعالی کے
کے باعث غضب الٰہی ہے بحکم آیۃ کریمہ کے ۔ اور دیکھیگا
تو بہتون کو اونمین سی کہ دوستی رکھتی ہین کافرون سے
البتہ برا ہے جو کچہ آگے بہیجا اپنے لئے اونہون نی یہہ کہ
غضب ہوا اللہ اونپر ۔ یا اسطرح پر کہ فلانا حال باعث حاصل
ہونے توجہ خاص حضرت حق کا ہے یا لازم کرنیوالا ہی
اوسکے انقطاع کا مثلاً حال توبہ کا کہ سبب حاصل کرنی
توجہ خاص جناب باری کا ہے بحکم حدیث کے کہ اللہ
بہت زیادہ خوش ہوتا ہے توبہ کرنے بندے اپنے سے جب
رجوع کرتا ہے طرف اوسکی بہ نسبت ایک تمہارے کے کہ ہو سواری
اوسکی زمین سنگستان مین پس گم ہوگئی ہو اوس سے اور ہو اوپر

بها قائمة عنده فاخذ بخطامها ثم قال
من شدة الفرح اللهم انت عبدي و انا ربك
اخطأ من شدة الفرح که در مشکوة واقع
شده ست و مداهنت في الدين که ملقب
بصلح کل ست مستلزم انقطاع توجه حضرت
حق بحکم حديث قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم اوحى الله الى جبرئيل ان اقلب مدينة
كذا وكذا باهلها فقال يارب ان فيهم عبدك
فلانا لم يعصك طرفة عين قال فقال
اقلبها عليه وعليهم فان وجهه لم يتغير
في ساعة که در مشکوة واقع ست يا باين وجه
که فلان عبادت سبب علو درجات جنت است
يا فلان معصيت علت سقوط در درکات
نار مثلا جهاد سبب علو درجات جنت ست بحکم کريمه
وفضل الله المجاهدين على القاعدين
اجرا عظيما درجات منه وقتل مومن علت
سقوط در درکات نار بحکم کريمه ومن يقتل
مومنا متعمدا فجزاءه جهنم خلدا فيها
يا باين وجه که فلان عادت عند الله مستحسن است
وفلان مستهجن مثلا مراعات عدد وتر در استعمال
خوشبو و امثال آن مستحسن ست بحکم حديث
ومن استجمر فليوتر من فعل فقد احسن
ومن لا فلا حرج که در مشکوة واقع ست

آگهری هوئی اوسکی پاس پس پکڑے مہار اوسکی پھر کہا
ماری خوشی کی یا الله تو بنده ہی میرا اور میں ہون رب
تیرا چوک گیا ماری خوشی کی۔ مشکوة میں واقع ہے
اور سستی دین میں کہ لقب کی گئی ساتھ صلح کل کے ہے
سبب منقطع ہونے توجہ پروردگار کا ہے بحکم حدیث کے
حدیث فرمایا پیغمبر صلی الله علیہ وسلم نے کہ وحی کی
الله نے طرف جبرئیل کے کہ اولٹ دے شہر ایسے اور ایسے کو
معہ رہنے والون اوسکے کے پس کہا ای پروردگار تحقیق
اوسمین بنده تیرا فلانا ہے کہ نہین گناه کیا تیرا کسی دم
کہا کہ پس فرمایا کہ اولٹ دی اوپر اوسکے اور اوپر انکی
پس بتحقیق موہنہ اوسکا نہین متغیر ہوا میری واسطے کسی وقت
مشکوة میں ہی یا اسطرح پر کہ فلانی عبادت سبب بلندی
درجات جنت ہے یا فلانا گناه سبب گرنی کا درکات
دوزخ میں ہے مثلا جہاد سبب بلندی درجات جنت ہے
بحکم آیۃ کریمہ۔ اور بزرگی دی ہی الله نی جہاد کرنیوالون کو
اوپر بیٹھنے والون کے نیگ بڑا درجی اوس سے۔ اور مار ڈالنا
مسلمان کا باعث گرنی درکات دوزخ کا ہے بحکم آیۃ کے
اور جو کوئی قتل کری مسلمانکو جانکر پس بدلا اوسکا دوزخ
ہے ہمیشہ رہیگا اوسمین یا اسطرح پر کہ فلانی عادت نزدیک الله
کے نیک ہے اور فلانی عادت بد ہے مثلا رعایت گنتے
وتر کے استعمال خوشبو وغیرہ میں اور پسندیدہ اوسکی نیک ہے
بحکم حدیث کے حدیث اور جو کوئی خوشبو لگاوی چاہیئے
بعدد وتر لگاوی جسنی کیا ایسا البتہ بہتر کیا اور جسنی نکیا

وخوردن بدست چپ ست قبیح بحکم حدیث لَا
یَاکُلُ اَحَدُکُمْ بِشِمَالِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَاکُلُ بِشِمَالِہٖ
یا باینوجہ کہ فلان معاملہ نافع ست در معاد
یا مضر مثلا معاملہ تجارت بصدق وامانت
نافع ست در معاد بحکم حدیث اَلتَّاجِرُ الصَّادِقُ
الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَ
الشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ ومعاملہ ربوا مضر
در معاد بحکم کریمہ اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا
یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ
مِنَ الْمَسِّ ودیگر عبارات شارع را کہ درباب ترغیبات
وترہیبات اخرویہ مستعمل میگردد بر عبارات مسطورہ قیاس
باید کرد ومستفاد ہمہ عبارات مستعملہ درینباب ہمین
مضمون راجع میگردد کہ فلان امر از امور مذکورہ
در معاد نافع ست یا ضار پس مجرد تحقیق اینکہ فلان
مسئلہ در نفس الامر حق ست یا باطل یا اینکہ فلان
خلق عرفا محمود ست یا مذموم یا اینکہ فلان مقام
یا وارد یا حال مورث کمال نفسانی ست یا نقصان
آن یا اینکہ فلان عبادت یا عادت یا معاملہ
مشتمل بر مصالح دنیویہ ست یا بر مضار آن و امثال
آن از تحقیقات و تدقیقات کہ بغرضی از اغراض
اخرویہ تعلق نمیدارد واز ما نحن فیہ یعنی مباحث
احکام مذکورہ خارج ست واحکام مذکورہ را
احکام تکلیفی می نامند قسم ثانی آنکہ چیزی را

اور کہانا بائین ہاتہہ سی برا ہے بحکم حدیث کے کہ
حدیث نہ کہاوی کوئی تمہارا بائین ہاتہ اپنی سی
پس بتحقیق شیطان کہاتا ہے ساتہ بائین ہاتہہ اپنی کے
یا اسطرح پر کہ فلانا معاملہ نفع دیتا ہے آخرت مین یا
مضرت مثلا معاملہ سوداگری ساتہ سچ اور امانت داری
کے نفع دیتا ہے آخرت مین بحکم حدیث کے کہ۔
حدیث سوداگر سچ بولنے والا امانت دار ساتہ نبیون
اور صدیقون اور شہیدون اور نیکبختون کی ہی اور
معاملہ سود کا مضرت دیتا ہی آخرت مین بحکم آیۃ کے
جو لوگ کہاتی ہین سود نہین اوٹہین کے قیامت کو مگر
جیسے کہ کہڑا ہوتا ہے وہ شخص کہ جسکے عقل کہو دیتا ہے
شیطان چہوکر اور عبارتون خدا اور رسول کو
کہ بیچ مقدمے رغبت دلانی اور ڈرانی آخرت کی مستعمل
ہوئی ہین اوپر عبارتون مذکور کے قیاس کرنا چاہیئے اور
حاصل سب عبارتون کا کہ استعمال کئے گئے ہین اس باب مین اسی مضمون
کے رجوع کرتا ہے کہ فلانا کام امور ذکر کیئے گئے سے قیامت
مین نافع ہی یا مضر پس نری تحقیق اس بات کی کہ فلانا مسئلہ
درحقیقت سچ ہی یا جہوٹ یا یہ بات کہ فلانی نیک خصلت
اچہی مشہور ہی یا بری یا یہ کہ فلانا مقام اور حال یا فلانا
الہام باعث کمال نفسانی ہی یا نقصان اوسکا یا یہ کہ
فلانی عبادت یا عادت یا معاملہ اوپر مصلحت دنیا کے ہی یا مضرت
دنیا کے اور مانند اسکی وہ تحقیقات اور باریکیان کہ ساتہ کسی
مطلب کے مطلب آخرت سی علاقہ نہین رکہتے ہین اس گفتگو سے

رکن عبادتی از عبادات یا معامله از معاملات قرار دہند یا از شروط و لوازم او شمارند یا از ہیئت مکمله او تعین فرمایند و این قسم را احکام وصفیه نامند که تفصیل آن انشاء الله تعالیٰ عنقریب در بحث ثانی مذکور خواہد شد پس مراد از امر دین درینمقام ہمین حکم شرعی ست اعم از انیکه حکم تکلیفی باشد یا حکم وصفی پس خلاصه مفہوم بدعت صلیه چنین باشد که ہر عقیده و مقامی و حالی و واردی و عبادتی و عادتی و معامله که محدث باشد بمعنی مذکور و صاحبش آن را نافع در معاد فہمیده در تحصیل آن سعی نماید یا مضر در آن دانسته از ان اجتناب ورزد یا از ارکان و شروط و لوازم عبادتی یا معامله قرار داده بعمل آرد یا از منافات آن شمرده از ان اجتناب ورزد پس آنرا بدعت صلیه میگوئیم پس از کلمه محدثات الامور که در حدیث اول از احادیث ثلثه مرقومة الصدر واقع گردیده مراد ہمین معنی ست

بحث دوم در تحقیق مفہوم بدعت وصفیه

مخفی نماند که مدار این بحث بر حدیث ثانی ست از احادیث ثلثه مرقومه یعنی حدیث من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه

رکن کسی عبادت کا عبادتون سے یا کسی معامله کا معاملون سے مقرر کرین یا شرط اور لوازم اوسکی سے گنین یا که صورت کامل کرنیوالے اوسکی معین فرماوین اور اس قسم کے احکام کو وصف کہتے ہین تفصیل انکی انشاء الله تعالیٰ عنقریب بحث دوسری مین ذکر کیجائیگی پس مراد امر دین سے اسجگہه یہی حکم شرعی ہے عام اس سے که حکم تکلیفی ہو یا حکم وصفی پس خلاصه معنی بدعت اصلیه کے ایسے ہون گے که جو عقیده اور مقام اور حال اور وارد اور عبادت اور عادت اور معامله که محدث ہو یعنی نیا نکالا ہوا بمعنی ذکر کئے گئے کے ہو اور صاحب اوسکا اوسکے تئین نافع قیامت مین جانکر حاصل کرنے مین اوسکے کوشش کرے یا مضر آخرت مین سمجھکر اوس سے پرہیزگری یا یہه رکن اور شرط اور لازم کسے عبادت یا معامله کا قرار دیکر عمل مین لاوے یا که خلاف اوسکی سمجھکر پرہیز کرے پس اسکو بدعت اصلی کہتے ہین اور کلمه محدثات الامور سے که پہلے حدیث مین تینون حدیثون مرقومه بالا سے واقع ہے مراد یہی معنی ہین

بحث دوسرے بیان تحقیق کرنے اور جان لینے بدعت وصفیه مین

پوشیده نرہے که مدار اس بحث کا اوپر حدیث دوسرے کے ہے تینون حدیثوں لکھی گئین سے یعنی یہه حدیث که حدیث جو کوئی نئی بات نکالے اس کام ہمارے مین ایسی که نہین ہے اوسمین سے

مقصود دوم باید دانست کہ تحقیق مفہوم بدعت
وصفیہ موقوف ست بر تحقیق مفہوم سہ کلمہ از
حدیث مسطورہ اول مفہوم کلمہ احداث و ثانی
مفہوم کلمہ امرنا و ثالث مفہوم کلمہ ما موصولہ
اما تحقیق مفہوم کلمتین اولین پس در بحث
اول مذکور کردہ شد و اما تحقیق مفہوم کلمہ
ثالثہ پس باید دانست کہ مدلول ما موصولہ
چیزیست و آن بر ہر مفہوم صادق می آید
اما در موارد استعمال اکثر مخصص میباشد
بدو وجہ اول از جہۃ صلہ خود و ثانی از جہۃ
نظر سیاق و سباق آن و از جہۃ تامل در
حال متکلم و سامع و از جہۃ رعایت مواقع و
موارد کلام مثلا اگر کسے بگوید کہ جاہل را
نمی باید کہ در کاروبار علما چیزیرا کہ متداول
در ایشان نباشد احداث نماید پس چنانکہ
تخصیص چیز محدث مذکور بعدم تداول
درمیان علما منطوق کلام مذکورست
ہمچنین متبادر در عرف از کلام مذکور ہمین ست
کہ جاہل را از احداث ہمان چیز منع کردہ اند
کہ از جنس مقدمات علمیہ باشد کہ علما بجہت علم
خود بآن اہتمام میکنند و ارباب دانش
از جہت دانش خود بآن اشتغال مینمایند
مثل تصنیف کتاب جدید یا اختراع طرز

پس وہ مردود ہے جاننا چاہیئے کہ تحقیق مضمون
بدعت وصفیہ کے موقوف ہے اوپر تحقیق مضمون
تین کلمون کی حدیث لکھی گئی ہے اول مضمون سمجھنے لفظ
کلمہ احداث اور دوسرے مضمون کلمہ امرنا اور تیسرے
مضمون کلمہ ما موصولہ پس تحقیق مضمون دو کلمون پہلے
کے بیچ بحث اول کی ذکر کیئے گئے اور تحقیق مضمون کلمہ
تیسرے کے پس چاہیئے جاننا کہ مدلول ما موصولہ کا
جسپر دلالت کرتا ہے وہ چیز ہے جو اوپر ہر مضمون
اور ہر معنے کے صادق آتے ہے مگر جگہون استعمال مین
اکثر خاص کے جاتے ہے دو طرح سے اول بسبب صلہ
اپنے کے اور دوسرے بسبب نظر کرنیکے آگے اور پیچھے
اوسکے اور بسبب غور کے بیچ حال کہنے والے اور سننے
والے کے اور بسبب رعایت موقع اور محل گفتگو کے
مثلا اگر کوی کہے کہ بےعلم کو لایق نہین کہ بیچ کاروبار
علما کے اوسچیز کو کہ جاری اونمین نہین ہی پیدا کرے پس
جیسے کہ خاص ہو جانا کسی چیز محدث مذکور کے ساتھ
واسطے نہ بیان کرنے درمیان علما کے ظاہر اس کلام سے
مذکور ہے اسیطرح سمجھا جاتا محاورہ مشہور مین اس
کلام سے مذکور یہی ہے کہ بےعلم کو نکالنے ایسے چیز کے
منع کیا ہے کہ قسم مقدمات علمی سے ہو کہ علما بسبب علم
اپنے کے اہتمام اوسکا کرتے ہین گے اور اہل عقل بسبب
دانشمندی اپنی کے مشغول اوسمین رہتے ہین جیسے
تصنیف کرلانے کتاب کا یا نکالنا نئے طرز کا ہے

جدید از انواع تقریر و تحریر و مطالعهٔ مناظره
یا تخریج مسائل جدیده از اختراع لباس جدید و طعام جدید
و مسکن جدید و امثال آن از اموریکه تعلق بمقدمات علمیه
نمیدارد گو که علما ہم بنا بر قضاء حوایج بشریت بآن
اشتغال داشته باشند ہمچنین از حدیث مسطور ہم در مقام
عرف ہمین معنی متبادر میگردد که ہر که احداث
کند در امر اینها چیزیرا که انبیاء علیہم السلام بنابر
منصب نبوت بتعلیم آنچیز اہتمام نمایند پس
آنچیز رواست پس درین مقام تفحص باید کرد
که انبیاء علیہم السلام به بیان کدام چیز در باب
امور دین اہتمام میفرمایند پس میگوئیم چنانچه
ترغیب نفس بامور نافعه در معاد و تنفیر از نفس
امور ضاره دران از خواص منصب نبوت ست
چنانکه در بحث اول مذکور گردید و آنرا دین
میگویند و آن مشترک ست در جمیع ادیان
سماویه بحکم کریمه شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا
وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا
وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى ہمچنین
تحدید حدود امور مذکوره و تشخیص صور خاصهٔ آنکه
در منفعت و مضرت اخرویه دخل داشته باشد نیز
از [illegible] منصب رسالت ست و آنرا شریعت
و منہاج می نامند و آن مختلف میباشد باختلاف
[illegible] بحکم آیه لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا

ہے اہتمام تحریر اور تقریر اور مطالعہ اور مناظرہ سے
یا نکالنا مسئلون نئے کا نہ کہ نکالنے لباس نئی اور کھانے
نئے اور مکان نئے سے اور مانند اسکے ایسے کامون سے
کہ علاقہ مقدمات علمی سی نہین رکہتے اگرچہ علما بہی بسبب
روا کرنے حاجتون بشری کے ساتہ اوسکے شغل رکہتے
ہون اسیطرح حدیث مرقوم سے بیچ فہم اہل عرف کے
یہی معنے متبادر ہوتے ہین کہ جو کوئی نکالے بیچ کام
انکے کے ایسی چیز کہ انبیاء علیہم السلام بسبب عہدہ نبوت کے
تعلیم اوس چیز کا اہتمام کرتے ہین پس وہ چیز مردود یعنے
ناجائز ہے اب اسجگہہ تلاش کرنا چاہیئے کہ نبی علیہ السلام
ساتہ بیان کس چیز کے مقدمہ امور دین مین اہتمام
کرتے ہین پس کہتا ہون مین کہ جیسے رغبت دلانی
خاص کامون فائدہ مند کے آخرت مین اور نفرت
دلانی نفس کامون مضر سے اوسمین خاصہ منصب نبوت کا
ہے جیسا کہ پہلے بحث مین ذکر ہوا اور اسکو دین کہتے ہین
اور یہہ مشترک ہی سب دینون آسمانی مین بحکم آیہ شرع
کے کہ مقرر کیا واسطے تمہارے دین سی کہ وہ وصیت کی تہی
ساتہ اوسکے نوح کو اور وہ کہ وحی کی ہمنے طرف تیری اور وہ
کہ وصیت کی تہی ہمنے ساتہ اوسکے ابراہیم اور موسیٰ اور
عیسیٰ کو ہم اسیطرح معین کرنا حدون کام ذکر کیئے گئے کا اور
خاص کرنا صورتون خاص اونکی کا کہ منفعت اور مضرت
آخرت مین دخل رکہتا ہو خاصہ یہ مرتبہ رسالت کا ہی اور
اسکا شریعت اور منہاج نام رکہتی ہین اور یہہ مختلف ہوتا ہے

مثلا ترغیب مخصوص نماز و نکاح و تنفیر از شرک و زنا از باب تعلیم اصول دین است و تحدید نماز بتعیین اوقات واعداد رکعات و شروط و امثال آن و تحدید نکاح بتعیین ایجاب و قبول و حضور شهود و لزوم مهر و امثال آن و تحدید شرک بطیره و حلف باسم غیر الله و تحدید زنا بتعیین محلی که از ملک و شبهه آن خالی باشد و تعیین حد آن از جلد و رجم و امثال ذلک اینهمه از باب تشریع است پس چنانکه تحقیق بحث اول موقوف بر تفصیل امور دین بود همچنین تحقیق این بحث موقوف بر تفصیل ابواب تشریع است پس میگوئیم که تعیین صور خاصه و تحدید حدود معینه برای اصول دین از جهت شارع بدو طریق متحقق میگردد اول بطریق لزوم یعنی بایں وجه تعیین فرماید که اصل مذکور بدون این صورت خاصه اصلا در نظر شارع معتبر نیست یا کالعدم است و ثانی بطریق تکمیل یعنی بایں وجه تعیین فرماید که هرگاه اصل مذکور درین صورت خاصه متحقق گردد در نظر شارع نهایت مستحسن و ممدوح باشد پس صورت معینه در استحسان شرعی دخل دارد یا نه در اصل تحقق آن اصل مذکور و هر واحد ازین قسمین بوجوه متعدده میباشد که چندی ازان بطریق تمثیل درین مقام ذکر کرده

مثلاً رغبت دلانے خاص نماز اور نکاح سے اور نفرت دلانے شرک اور زنا سے قسم سکہانے اصول دین کی سے اور حد باندہنے نماز کے ساتہ معین کرنے وقتوں اور گنتے رکعتوں اور شرطوں کے اور مانند اسکے اور حد باندہنے نکاح کے ساتہ معین کرنے ایجاب اور قبول اور موجود ہونے گواہوں اور لازم ہونے مہر کے اور مثل انکی اور حد باندہنے شرک کے ساتہ شگون اور قسم کہانیکے ساتہ نام غیر خدا کے اور حد باندہنے زنا کے ساتہ تعین ایسی جگہہ کے کہ ملک اور شبہہ ملک سے خالی ہو اور معین کرنے حد اوسکے کوڑے لگانے اور سنگسار کرنے سے اور مانند اسکی یہہ سب قسم شرع شریف سی ہین پس جیسے کہ تحقیق بحث پہلے کے موقوف اوپر تفصیل کاموں دین کے ہے اسیطرح تحقیق اس بحث کی موقوف اوپر تفصیل اقسام شرع شریف کی ہی پس کہتا ہوں مین کہ معین کرنا صورت خاص کا اور مقرر کرنا حدوں معین کا واسطی اصول دین کے جانب خدا اور رسول سی دو طرح ثابت ہوتا ہے اول بطریق لازم ہونیکے یعنے اسطرح مقرر فرماوین کہ اصل یہہ کام مذکور بغیر اس صورت خاص کے ہرگز نظر شارع مین معتبر نہین ہی یا مانند نہونیکے ہے اور دوسرے بطریق کامل ہونیکی یعنی اسطرح سی معین فرمائین کہ جسوقت یہہ اصل کام مذکور اگر اس صورت خاص مین موجود ہوگا تو نظر شارع مین نہایت بہتر اور اچہا ہوگا پس وہ صورت معین حسن اور خوبے شرعی مین دخل رکہتی ہی نہ حقیقت ثبوت اوس اصل

میشود مثلا از انجمله تعیین اجرای امریست از
امور دین یا بطریق لزوم مثلا تعیین قیام و
قرأة و رکوع و سجود و امثال آن به نسبت نماز
و تعیین ایجاب و قبول به نسبت نکاح یا بطریق
تکمیل مثلا تعیین قومه و جلسه و تسبیحات به نسبت
نماز و تعیین قدری زائد از اصل در باب
ادای قرض حسنه بر تقدیریکه شرط نکرده باشند
و از انجمله است تعیین اوقات یا بطریق لزوم
مثلا اوقات خمسه برای ادای صلوات و ماه
رمضان برای صیام و ذی الحجه برای حج و حولان
حول برای زکوة وغیره و وقت اذان جمعه برای
معاملات و اول شوال و دهم ذی الحجه برای تعبد
یا بطریق تکمیل مثل تعیین لیالی رمضان و
لیلة نصف شعبان برای قیام و وقت نصف
آخر از شب برای تهجد و وقت ارتفاع شمس
برای اشراق و ایام بیض و سته شوال و روز
عرفه و عاشوره و پانزدهم شعبان برای
صیام و ماه رمضان برای عمره و روز هفتم
از ولادت مولود برای عقیقه و پنجشنبه و دوشنبه
برای سفر و امثال آن از مواضعیکه توقیت
اوقات در آن از جهت شارع واقع گردیده
که عد و احصای آن ممکن نیست و از انجمله
است تعیین امکنه یا بطریق لزوم مثل تعیین

ہین مثلاً اونمین سی ہے معین کرنا جاری کرنیکو ایک کام
کے کاموں دین سی بطریق لازم ہونی کی جیسی معین کرنا
قیام اور قرأت اور رکوع اور سجدہ کا اور مانند اسکی بہ نسبت
نماز کے اور مقرر کرنا ایجاب اور قبول کا بہ نسبت نکاح کے
یا بطریق کامل کرنیکے جیسے معین کرنا قومہ اور جلسہ اور تسبیح کا
بہ نسبت نماز کے اور معین کرنا کچھ زیادہ اصل سی بیچ ادا کرنی
قرضہ حسنہ مین اوس صورت مین کہ شرط نکیا ہوا اور اونمین سے
ہے مقرر کرنا وقتونکا لازم ہونیکے طرح پر جیسے کہ پانچون وقت
واسطے ادائے نماز کے اور مہینہ رمضان کا واسطے روزہ کے
اور مہینہ عید کا واسطے حج کے اور گذرنا برسکا واسطے زکوٰة
وغیرہ کے اور وقت اذان جمعہ کے واسطے روکنے معاملون
کے اور پہلے تاریخ ماہ عید اور دسوین بقرعید کی واسطے عبادت
کے یا بطریق کامل ہونیکے طرح پر جیسے معین کرنا راتون رمضان کا
اور رات نصف ماہ شب برات کی واسطے نماز شب کے اور وقت
آدہی رات کی بعد کا واسطے نماز تہجد کے اور وقت بلند ہونے
سورج کا واسطے نماز اشراق اور ایام بیض اور چھہ دن ماہ عید کے
اور دن عرفہ اور عاشورہ کا اور پندرہوین ماہ شب برات کے
واسطے روزہ کے اور مہینہ رمضان کا واسطے عمرہ کے
اور دن ساتوان پیدائش بچہ سی واسطے عقیقہ کے اور دن
جمعرات اور پیر کا واسطے سفر کے اور مانند اسکی اون جگہون
سے کہ معین کرنا اوقات کا اوسمین شارع کی جانب سے
واقع ہوا ہے کہ گہیرنا گنتے اونکے کا ممکن نہین ہے - اور اونمین سی ہے
معین کرنا مکانونکا بطریق لازم ہونیکے جیسے تعیین

مکان طاہر غیر مقابر و حمامات برای نماز و
امصار برای نماز جمعہ و اعیاد و مساجد برای
اعتکاف و مواقیت احرام و حرم و کعبہ و عرفات
و منا و مزدلفہ و صفا و مروہ برای حج و عمرہ
و غیر مساجد برای معاملات یا بطریق تکمیل
مثل تعیین مساجد برای نماز فرض و عقد
نکاح و بیوت برای نفل و تلاوۃ قرآن و
مواضع مخصوصہ از حرمین برای دعا و مسجد
جامع برای نماز جمعہ و صحرا برای نماز عید و
استسقا و دفن اموات و مقابر برای تذکیر
آخرت و استغفار برای اہل آن و مساجد ثلثہ
برای سفر بسوی آن بجہت تحصیل منفعت
اخرویہ امثال آن از توقیتات مکانیہ کہ
در کثرۃ و تعدد احصا مثل توقیتات زمانیہ
ست و از انجملہ است تعیین اعداد یا بطریق
لزوم مثل اعداد رکعات در فرائض و اعداد
صیام در فرائض و کفارات و اعداد مساکین
در باب کفارات و اعداد اشواط و جمار در باب
حج و اعداد شہود و ضربات جلدہ در باب معاملات
و حدود و تعیین سہ حیض یا مدت سہ ماہ یا چہار
ماہ و دہ روز یا مدت حمل برای عدت یا چہار
ماہ برای ایلا و یا سہ روز برای خیار و امثال آن
یا بطریق تکمیل مثل تعیین اعداد رکعات

تعیین مکان پاک کی سوای مقبرہ اور حمام کے واسطے نماز کے
اور شہر کے واسطے نماز جمعہ اور عیدونکے اور مسجدونکی واسطے
اعتکاف کی اور مقامات احرام باندھنے کے اور حد حرم کے
اور کعبہ اور عرفات اور منا اور مزدلفہ اور صفا اور مروہ
واسطے حج اور عمرہ کے اور سوا مسجدون کی واسطے معاملون کے
یا بطریق کامل ہونیکی جیسی تعیین کرنا مسجدونکا واسطے نماز
فرض اور عقد نکاح کے اور گھرونکا واسطے نماز نفل اور
تلاوت قرآن کی اور مکانات خاص مکے اور مکہ اور مدینہ کا واسطے
دعا کے اور مسجد جامع کا واسطے نماز جمعہ کے اور جنگل کا واسطے نماز
عید اور استسقا اور دفن مردون کے اور قبرستان کا
واسطے یاد کرنے آخرت اور طلب بخشش مردون کے اور
مسجدون تینون کا واسطے سفر کے طرف اونکی بجہت حاصل
کرنے نفع آخرت کی اور مانند اسکی تعینات مکانی سے کہ
کثرت اور گنتی مین مانند کرنے تعینات وقتی کے ہین اور
انہین سی ہی تعیین عددونکا یا بطور لازم ہونیکے جیسے
گنتے رکعتون کی فرضونمین اور گنتی روزونکی فرضون
اور کفارون مین اور گنتے مسکینونکی کفارہ کے باب مین
اور گنتی طوافون اور کنکر مارنی کی حج کے باب مین اور تعداد
گواہونکی اور مارنی کوڑون کے معاملات اور حدون مین
اور تعیین تین حیض یا مدت تین مہینہ کے یا چار مہینہ دس دن
کے یا مدت حمل کی واسطے عدت کے یا چار مہینہ واسطے
ایلا یعنے قسم کہانیکے یا تین دن واسطے خیار بیع اور مانند
اسکے یا بطور تکمیل کے جیسے معین کرنا گنتی رکعتون کا

در نوافل و تسبیحات در ارکان نماز و بعد از
فراغ آن و در صلوٰة التسبیح و همچنین تعیین
ستّه شوال و ثلثه در هر ماه در باب صوم
و رعایت عدد وتر در جمیع عادات و امثال
این و توقیت عددی راهم بر توقیت زمانیه
و مکانیه در کثرت و عدم احصار قیاس باید کرد
و از انجمله است تعیین بعضی جوارح فاعل بعضے
افاعیل و بعضے دیگر برای بعضے دیگر خواه
بطریق لزوم خواه بطریق تکمیل مثل تعیین
قلب برای نیت در باب عبادات و کنایات
طلاق و امثال ذلک و برای رضا در باب
معاملات و تعیین لسان در باب قرأة و انعقاد
عقد و معاملات و تعیین اعضاء هفتگانه
در باب سجود و امثال آن و از انجمله است
تعیین هیأت بوجهین مذکورین مثل استقبال
قبله و ستر عورت و استوار قامته و دست
بستن در قیام و سائر هیأت مشروعه از
تعدیل ارکان و امثال آن در باب صلوٰة
و هیأت احرام و رمل و سعی بین المیلین
و تلبیه و رمی جمار و امثال آن در باب حج
و تقدیم جانب یمین بر یسار در جمیع عبادات
و عادات و امثال از اوضاع مسنونه در سائر
عبادات و از انجمله است تعیین مقدمات

نفلون مین اور تسبیحون کا ارکان نماز مین
اور بعد فراغت اوسکے . . . . .
اور صلوٰة التسبیح مین اور ایسا ہی معین کرنے چھ دن عید
کے چاند کے اور تین دن ہر مہینے کے روزہ کے باب مین
اور لحاظ گنتی وتر کے سب عبادتون مین اور مانند اسکے
اور تعیین کرنا کسی عدد کو بھی اوپر تعیین کرنے زمانی اور مکانی کے
بیچ کثرت اور نہ گھیر سکنے کے قیاس کرنا چاہیے اور انہین
سے ہے معین کرنا بعض اعضا فاعل کا ساتھ بعضے کامون کے
اور بعضے کا ساتھ بعضے کامون اور کے یا بطور لزوم
یا بطور تکمیل کے جیسے معین کرنا دلکا واسطے نیت کے عبادت
مین اور کنایتون طلاق مین اور مانند اسکی اور واسطے
رضامندی کے معاملون مین اور معین کرنا زبان کا پڑھنے کے
باب مین اور منعقد ہونے معاملات مین اور تعیین کرنا سات
عضو ونکا سجدہ کے باب مین اور مانند اسکے اور انہین
مین سے ہی معین کرنا صورتونکا ساتھ دونون طرح
ذکر کیے گئے کے جیسے مونہہ کرنا قبلہ کیطرف اور ڈھانکنا
ستر کا اور سیدھا کرنا قد کا اور ہاتھ باندھنا وقت کھڑے
رہنے کے اور تمام صورتین کہ پائی گئی ہین شرع سے
جیسے تعدیل رکنون کے اور مثل اسکی نماز کے باب مین اور صورتین
احرام باندھنے اور اکڑ کے چلنے اور دوڑنے درمیان صفا
اور مروہ اور لبیک کہنے اور کنکر مارنی اور مانند اوسکی حج کے
باب مین اور مقدم کرنا داہنی جانب کو بائین پر سب عبادتون اور
عادتون مین اور مانند اسکی وضعون مسنون سے تمام عبادتون

متقدمند خواه بطریق لزوم باشد که آنرا شروط
میگویند خواه بطریق تکمیل که آنرا تمهیدات
می‌نامند مثل غسل یا وضو یا تیمم برای نماز عموما
و برای نماز جمعه و عیدین خصوصا و برای نماز جنازه
و حمل میت و مس مصحف و قراءة قرآن و بعقد
احرام بلکه برای سایر عبادات و مثل تقدیم
اذان و اقامت و سنن رواتب و اذکار
مسنونه قبل تکبیر تحریمه در باب نماز و تقدیم
تنظیف و تطهیر و تعطیر و تجدید لباس و خطبه
در نماز جمعه و تقدیم سحور در باب صیام و تقدیم
خطبه و خطبه و اذن ولی یا سید و حضور شهود
در باب نکاح و تقدیم سوم و اجازت ولی یا سید
یا مالک یا موکل مشتری در باب معاملات و تقدیم
بسمله در سایر عبادات و عادات و تقدیم استخاره
و خطبه بر سائر امور عظام و امثال آن از
اموریکه برای توطیه امور دیگر مشروع است
و از انجمله است تعیین لوازم متاخره بنوعیکه
مذکور شد مثل تعیین اذکار مسنونه بعد از سلام
و سنن رواتب متاخره و ملازمت جلوس
تا طلوع آفتاب در باب صلوة و طواف وداع
و التزام مقام ملتزم و تشبث باستار کعبه
و تقبیل آستانه آن و شرب ماء زمزم و رجعت
قهقری و زیارت مسجد نبوی و مسجد قبا

پہلو ہین خواه بطریق لازم ہونیکے ہو کہ اوسکو شرط کہتے ہین
یا بطریق کامل ہونیکے کہ اوسکا تمہیدات نام رکھتے
ہین جیسے غسل یا وضو یا تیمم واسطے نماز کے عموما اور
واسطے نماز جمعہ اور عیدون کے خاص کر اور واسطے نماز
جنازه اور اوٹھانی میت کے اور ہاتھ لگانی اور پڑھنے قرآن
کے اور باندھنے احرام کے بلکہ واسطے تمام عبادتون کے اور
مانند پہلے کہنے اذان اور تکبیر اور سنتون مقرره اور ذکر مسنون
کے پہلے تکبیر تحریمہ سی نماز کے باب مین اور مقدم کرنا صفائی
اور پاکیزگی اور خوشبو اور لباس نئے اور خطبہ کا نماز جمعہ مین اور
پہلے کہانا سحری کا روزه کے باب مین اور مقدم ہونا منگنی
اور خطبہ نکاح اور اجازت ولی یا مالک اور حاضر ہونا گواہون کا
نکاح کے باب مین اور پہلے چکانا کسی شی کا اور اجازت ولی
یا مالک غلام یا مالک مبیع یا موکل خریدار کے معاملات کی
باب مین اور پہلے کہنا بسم اللہ کا تمام عبادتون اور
عادتون مین اور مقدم کرنا استخاره اور خطبہ کا اوپر تمام
کامون بڑے کے اور مانند اسکے اون کامون کے جو واسطے تمہید
اور کامونکے شرع مین ثابت ہوئی ہین اور اونمین سے ہی
معین کرنا لوازم پچھلونکا دو نو طرح ذکر کیے گئے ہے جیسے
کہ تعیین ورد سنت کی گئی کی پیچھے سلام کے اور سنتین مقرره
پچھلے اور لازم پکڑنا بیٹھے رہنے کو طلوع سورج تک نماز کی بابت
اور طواف رخصت اور لازم پکڑنا مقام ملتزم اور لپیٹنا پرده
کعبہ کو اور چومنا اوسکی چوکھٹ کا اور پینا پانی زمزم کا اور
چلنا اولٹے پاؤن اور زیارت مسجد نبوی اور مسجد قبا کے

در باب بیع و لزوم مهر و دعای برکت و دعوت ولیمه و تعجیل قدری از مهر در باب نکاح و لزوم عدت در باب طلاق و لزوم قبض در هبه و بیع الصرف و امثال آن از لوازم عبادات و معاملات که بجهت تعیین شارع ثابت گردید و از انجمله است تعیین مصارف اموال و محال افعال مثل تعیین مصارف زکوة و نذور و کفارات و صدقه عید الفطر در باب صدقات و تعیین مومنات غیر محرمات در باب نکاح و تعیین اموال غیر محرمة لنفسها در باب بیع و تعیین اولی الامر در باب طاعت و از انجمله است تعیین مقادیر مثل تعیین قلتین و عورة واجب الستر بنسبت ذکور و اناث و مقدار زکوة و نصاب آن و مقدار صدقه عید الفطر و فدیه و تعیین مساوات در اموال ربویه در صورت تبادل و امثال آن و از انجمله است تعیین الفاظ خاصه در مواضع مخصوصه مثل تعیین اذان و اقامه برای فرائض و استعاذه و بسمله در باب قراءة و تعیین قراءة قرآن در قیام و تعیین سوره فاتحه خصوصًا در جمیع رکعات [illegible] سورة دیگر عمومًا در رکعتین اولین از فرائض [illegible] تسبیحات در رکوع و سجود و [illegible]

بیع کے باب میں اور لازم ہونا مہر اور دعا برکت اور دعوت ولیمہ اور پہلے ادا کرنا کچھ مہر سے باب نکاح میں اور لازم ہونا عدت کا طلاق کے باب میں اور لازم ہونا قبضے کا ہبہ اور بیع صرف میں اور مانند اسکی اور لوازم عبادتوں اور معاملوں کے کہ بسبب تعیین شارع کے ثابت ہوئی ہیں گی اور انہیں سے ہے معین کرنا جائے خرچ مالونکا اور محل کاموں کی جیسے تعیین مصارف زکوۃ اور نذر اور کفارون اور صدقہ عید کے صدقات کی باب میں اور معین کرنا عورتوں مسلمان کا سوا محرم کے گیوں نکاح کے باب میں اور معین کرنا مالونکا کہ اپنی ذات میں حرام نہوں واسطے بیع کے اور معین کرنا اولوالامر کا باب اطاعت میں اور انہیں سے ہے معین کرنا اندازوں ہر شئ کا جیسے معین کرنا قلتین کا اور ستر کا کہ واجب ہے ڈھانکنا اوسکا عورت اور مرد کو اور مقدار زکوۃ کے کہ چالیسواں حصہ ہی اور نصاب اوسکی کی جس قدر واجب ہوتی ہی اور مقدار صدقہ عید کے اور مقدار فدیہ کے اور معین کرنا برابری کا مالوں سودی میں بیع صورت مبادلہ کے اور مانند اوسکی اور انہیں سے ہی معین کرنا لفظوں خاص کا جگہوں خاص میں جیسے معین کرنا اذان اور تکبیر کا واسطے فرضوں کی اور اعوذ اور بسم اللہ کا قراءۃ کے باب میں اور معین کرنا قراءت قرآن کا حالت قیام میں اور معین کرنا سورہ فاتحہ کا خاص کر سب رکعتوں میں اور کسی سورۃ دوسری کا عمومًا دو رکعتوں پہلی میں فرضوں سی اور معین [illegible] تسبیح [illegible] رکوع اور سجدہ میں اور التحیات کا قاعدہ [illegible] اور دعا کا قعدہ اخیر۔

خیرہ وتعیین اذکار مخصوصہ قبل نماز وبعد آن
وتعیین تلبیہ در احرام وتکبیرات در ایام تشریق
وتعیین صریح وکنایہ در باب طلاق وتعیین
الفاظ ایجاب وقبول در باب نکاح وسائر معاملات
وتعیین اسمار الٰہی وصفات او تعالیٰ در باب
حلف وتعیین ادعیہ مخصوصہ در صباح ومسا
ونوم ویقظہ ودر اوقات نعمت ونقمت ودر
اوقات حصول افراح وعروض احزان وہجوم
مصائب وامثال آن بالجملہ در ہر سانحہ از سوانح
رنج وراحت ذکرے خاص یا دعای مخصوص
تعیین فرمودہ اند واز انجملہ ست تعیین صفت
اذکار وادعیہ مثل تعیین جہر در اذان واقامت
وقرارت صلوۃ جہریہ وتلبیہ وتکبیرات ارکان
صلوۃ وعیدین وتعیین سر در غیر مواضع
مذکورہ لاسیما در دعا واز انجملہ ست تعیین
اجناس برائے اموال وتعیین بعضی اموال مثل
تعیین اجناس بعضی اموال در باب زکوۃ وربوا
واجناس اربعہ از بہایم مع تعیین عمر مخصوص
وسلامت از عیوب در باب اضحیہ واز انجملہ
ست تعیین در باب لباس والوان مثل
تعیین لباس حریر وزیور زر وسیم ورنگ
سرخ وزرد برای مردان واز انجملہ ست
تعیین باب تشبہ در اعتقاد مثل تعیین عرائض

اخیر مین اور معین کرنا ذکرون خاص کا پہلے نماز کے اور بعد
اوسکے اور معین کرنا لبیک کا احرام مین اور تکبیرون کا ایام
تشریق مین اور معین کرنا صریح اور کنایہ کا باب طلاق
مین اور معین کرنا الفاظ ایجاب وقبول کا نکاح کی باب مین
اور سب معاملون مین اور معین کرنا نامون اور صفتون
حق تعالیٰ کا قسم کے باب مین اور معین کرنا دعاؤن
مخصوص کا بیچ صبح اور شام اور سونے اور جاگنے کے اور
بیچ وقتون نعمت اور صدمہ کے اور بیچ وقتون حاصل
ہونے خوشی کے اور لاحق ہونے غمون اور زیادہ ہونے
مصیبتونکی اور مانند اسکی خلاصہ یہہ کہ بیچ جس واقعہ کے
موقع رنج اور راحت سے کوئی ذکر خاص یا دعا کے خاص
معین فرمائی ہی اور اونمین سے ہی معین کرنا صفت ذکرون
اور دعاؤن کی جیسے معین کرنا پکار کر اذان اور تکبیر کا جہر سے
اور پڑہنا قرآن کا نمازون فجر اور مغرب اور عشا مین اور
پکار کر کہنا لبیک اور تکبیرون ارکان نماز اور عید اور
بقرعید کا اور معین کرنا چپکے کا سوا ان مقامون ذکر کیے گئے کے
خصوصًا دعا مین اور اونمین سے ہی معین کرنا جنسون کا
بعضے مالون کا اور معین کرنا بعضے مالونکا مانند معین کرنے
جنسین بعضے مالون کی زکوۃ اور سود کے مقدمہ مین اور معین کرنا
چارون جنس کا چوپاؤن سے ساتہ تعیین عمر خاص اور سلامت ہونے کے
عیبون سے قربانی کی باب مین اور اونمین سے ہی معین کرنا لباس
اور رنگون کا جیسے معین کرنا لباس ریشمی اور زیور سونے چاندی کا
اور رنگ سرخ اور زرد واسطے عورتونکی اور اونمین سے ہی باب

عبادات وصلوٰۃ جنازہ ومقاتلہ کفار
واقامت حدود وعقد نکاح باعلان و
نوافل عبادات وزیارت قبور بستر وکتمان
وازانجملہ ست تخصیص بعضے افعال باجتماع
وبعضے بانفراد مثل صلوٰۃ جمعہ وعیدین و
صلوٰۃ خمسہ تراویح وصلوٰۃ خسوف وکسوف
واستسقا وصلوٰۃ جنازہ وحج وجہاد ونکاح
مشروع ست باجتماع ونوافل وغیر نوافل
مذکورہ وزیارت قبور مشروع ست بانفراد
وازانجملہ ست تعیین طرق جبر نقصان
مثل تعیین قضا وفدیہ ومثل ہالک یاقیمت
آن درصورت تلف مغصوب یا اتلاف
ودیعت مثل دیت نفس یا اعضا درصورت
جنایۃ خطا وامثال آن وازانجملہ ست
تعیین آثار وثمرات درابواب عبادات
یامعاملات یاجنایات مثل فراغ ذمہ در دنیا
واستحقاق اجر خاص درعقبے درابواب
عبادات وحلت متع وثبوت نسب درابواب
نکاح [illegible] ت درباب طلاق ومثل
ثبوت ملکیت درباب بیع ولزوم حدود
وتعزیرات وکفارات درباب جنایات
[illegible] مذکورہ وامثال آن از
تحدیدات شرعیہ از ابواب تشریع ست کہ

عبادتون اور نماز جنازہ اور لڑائی کافرون اور قایم کرنے
حدون اور عقد نکاح کا ساتھ شہرت کے اور نفل عبادتون
اور زیارت قبرونکا ساتھ پوشیدگے اور تنہائی کے
اور انہین سے ہے خاص کرنا بعض کامون کا جمع ہوکر
اور بعضے کا تنہا جیسے کہ نماز جمعہ اور نماز دونو عیدون کے
اور نماز پنجگانہ اور تراویح اور نماز سورج گہن اور چاند گہن
اور نماز طلب مینہہ اور نماز جنازہ کی اور حج اور جہاد اور نکاح
شرع سے ہے جمع ہوکر اور نفل اور غیر نفل ذکر کیے گئے اور
زیارت قبرون کی بطور سنت کی جایز ہے تنہا اور انہین سے
ہے معین کرنا ان رسمون کا جو پورا کرتی ہین نقصان کا
جیسے کہ معین کرنا قضا اور فدیہ کا اور مثل شی ہلاک ہونیوالے
کے یا قیمت اوسکی بیچ صورت تلف ہونے شے غصب کیے گئے
کے یا تلف کرنے امانت کے جیسے دیت جان کی یا اعضا کے
بیچ صورت نقصان خطا کے اور مانند اسکی اور انہین سے
ہے معین کرنا نشانیون اور نتیجون کا بیچ مقدمہ عبادتون
یا معاملون یا نقصانون کے جیسے فارغ الذمہ ہونا
دنیا مین اور مستحق ہونا ثواب خاص کا آخرت مین
عبادتون کے باب مین اور حلال ہونا فائدے اور لذت کا
اور ثابت ہونا نسب کا نکاح کے باب مین اور لازم ہونا عدت کا
طلاق کے باب مین اور ثابت ہونا ملک کا بیع کے باب مین
اور لازم ہونا حدون اور تعزیرون اور کفارون کا نقصان
و گناہون کے باب مین حاصل کلام کا یہہ کہ دونو وجہین ذکر
کی گئین اور مانند اسکی جو حدود شرعیہ سی ہین وہ سب اقسام تشریع

در کریمه تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا
وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ
الظّٰلِمُونَ و در حدیث إِنَّ اللّٰهَ حَدَّ حُدُودًا
فَلَا تُضَيِّعُوهَا بآن اشاره رفته و دو مقام
بالی ست نهایت طویل الاذیال و دقیق
الماخذ که جولانگاه علمای ربانیین ست آ
وآن باب حفظ مراتب امور دینیه و رعایت
مدارج احکام شرعیه ست بیانش آنکه چنانکه
هرگاهی که عالم ربانی در امری از امور شرعیه
که مرکب از امور کثیره باشد تامل نماید دلائل
شرعیه متعلقه آن امر را در ذهن خود جمع کند
لابد برو واضح میگردد که هرچند جمیع امور مذکوره
در نظر شارع مستحسن و مرغوب است اما اهتمام
ببعضے ازان ازیدست بنسبت بعضے دیگر
مثلا هرچند نماز بجمیع ارکان و هیئات و شروط
خود مطلوب ست اما اهتمامیکه بارکان و
شروط آن متعلق ست بغیر آن نیست و اهتمامیکه
بطهارت متعلق ست باستقبال قبله نیست
ولهذا استقبال قبله در بعضے اوقات ساقط
میگردد بخلاف طهارت و اهتمامیکه بقراءة
فاتحه متعلق است بسوره دیگر نه ولهذا در
رکعتین آخرین قراءة سوره ساقط میگردد
وهمچنین هرگاهی که عالم ربانی که وسیع العلم

بیچ آیت شریف کے ہے - یہہ ہین حدین اللہ کی مت تجاوز
کرو اُنسے اور جو کوئی تجاوز کریگا حدون سے خدا کے پس وہی ہے
ظالم ہے - اور بیچ حدیث شریف کے کہ تحقیق
اللہ نے مقرر کی ہین حدین پس ضایع مت کرو انکو سے طرف
اشارہ ہوا ہے اور یہ جگہہ ایک باب نہایت دراز دامن ہے
اور باریک ہی گرفت مین کہ وہ میدان دوڑنیکا عالمون
ربانی کا ہے اور وہ باب نگاہ رکھنا ہے مرتبون کی امور دینی
مین اور رعایت کرنا درجون کے ہر احکام شرعی کی بیان
اوسکا یہہ ہے کہ جسوقت عالم ربانی بیچ ایسی کسی کام کے کامون
شرعی سے کہ وہ بہت کامون سے مرکب ہو تامل کرے اور
دلیلین شرعی متعلق اوسی کام کے ہین اپنی ذہن مین
انکے اکٹھے کرے تو ضرور اوسپر واضح ہوگا کہ ہرچند سب کام
ذکر کیے گئے نظر مین شارع کے بہتر اور مرغوب ہین مگر اہتمام
بعض کامونکا زیادہ ہے بہ نسبت بعض کے مثلا ہرچند نماز
ساتھ تمام رکنون اور شرطون اور صورتونکے مقصود
ہے مگر جو اہتمام کہ ساتھ ارکان اور شرطون کے ہے سو غیر کی
ہے اور تغیر شرط کے دونکی نہین اور جو اہتمام کہ ساتھ
طہارت کے متعلق ہے ساتھ استقبال قبلہ کے نہین ہے
سو منہہ کرنا طرف قبلہ کی بعضے وقت ساقط ہوتا ہے
برخلاف طہارت کے اور جو اہتمام کہ پڑھنے فاتحہ کا متعلق
دوسری سورت کا نہین ہے اسلیے دو رکعتون اخیر مین پڑھنا
سورۃ کا ساقط ہوتا ہے اور اسیطرح جسوقت عالم ربانی
کرنا وسیع علم -

ولطیف الذہن باشد در مجموع سیرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم تامل میفرماید لابد برا و واضح
میگردد کہ ہر چند انچہ سیرت مذکور بر آن مشتمل است
ہمہ از قبیل سنت نبویہ ست مگر آنکہ ہر فعل را
ازان موقعی ست درباب تعلق اہتمام آنجناب
باو کہ دیگری را نہ وایمعنے بملاحظہ قراین حالیہ
ومقالیہ آنجناب لایح میگردد یعنی امتیاز
درمیان متہم باشان و غیر متہم باشان
و درمیان اہم و مہم ذہن نشین او میشود
وانچہ قابل تعلیم و ترویج ست از انچہ باین مرتبہ
نیست متمیز میگردد مثلاً اہتمامیکہ بہ ترمیم
تعمیر مساجد و فراہم کردن اسباب آبادی
آن متعلق ست بمقابر نیست وانچہ درباب
اجتماع مسلمین در مساجد از قسم تاکید بر آن
تہدید بر ترک آن و اظہار رضامندی بوقوع
آن و ناخوشی بفقد آن و بیان منافع تحقق
آن و مضار عدم آن و امثال آن از انچہ
بترغیب و ترہیب تعلق دارد سعی و اہتمام
باید کرد و بزیارات قبور نباید کرد وانچہ درباب
ایصال منفعت بسوی میت از قسم ترغیب
ترہیب تاکید و تشہیر و ترویج و التزام در مقدمہ
نماز جنازہ باید کرد بدیگر ادعیہ نباید کرد وانچہ
بمطابق دعا باید کرد و تصدق عن المیت

اور پاکیزگے ذہن کی رکہتا ہو اور بیچ تمام خو اور خصلت آنحضرت
خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے تامل کرے ضرور اوسپر واضح ہوگا کہ
ہر چند جو خصلتین ذکر کے گئی شامل ہین وہ سب قسم سنت
سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ہین مگر ہر کام کے لئے اونمین سے
ایک موقع ہے بیچ مقدمہ متعلق ہونی اہتمام پیغمبر صلعم کے
دوسرے کام کے لئے نہین ہے اور یہہ مضمون ملاحظہ کرنے
قرینون حالی اور مقالی پیغمبر صلعم سے واضح ہوتا ہی یعنے
فرق درمیان اہتمام والی کامون سے اور غیر اہتمام والی کے
اور درمیان زیادہ اہتمام والی اور کم اہتمام والے کے اوس
سے ذہن نشین اوسکے ہوتا ہے اور جو کام قابل سکہانے اور
رواج دینے کے ہے اوس کام سی کہ جو اس مرتبہ مین نہین ہے
تمیز کیا گیا ہوتا ہے مثلاً جو اہتمام کہ بنائی اور درست کرنے
مسجدون اور اکہٹی کرنے مین اسباب آبادی اوسکی متعلق ہے
ساتہ مقبرون کی نہین ہے اور جو کچہ کہ بیچ مقدمہ جمع ہونے
مسلمانون کی مسجدون مین تاکید اور ڈرانی سے اوپر موقوفی
اوسکے کے اور ظاہر کرنے رضامندی سے ساتہ واقع ہونی اوسکی
اور ناخوشی ساتہ نہ واقع ہونے اسکے سے اور بیان منافع
جمع ہونیکا مسجد مین اور نقصان نہ جمع ہونیکا اور مانند
اسکے جو کچہ رغبت دلانی اور ڈرانے کے ساتہ تعلق رکہتا ہے
کوشش اور اہتمام کرنا چاہیئے زیارت قبر و نکا نہ چاہیے
کرنا اور جو کچہ بمقدمہ پہونچانے نفع کے طرف میت کے اوس قسم سے
رغبت دلانی اور ڈرانی اور تاکید کرنے اور شہرت اور
رواج دینی اور لازم پکڑنے نماز جنازہ کے مقدمہ مین چاہیے

نباید کرد و آنچه بتصدق مذکور باید کرد با یصال
ثواب عبادات از نماز و روزه و تلاوت و ذکر
نباید کرد و آنچه در باب اقامت جهاد از قسم
سعے جسمانی و نفسانی یعنی ترغیب و تالیف و
تدبیر و صرف اوقات عزیزه در تهیه آلات
آن و امثال آن از مساعی بلیغه باید کرد
در باب تعلیم علوم غیر ضروریه و التزام خلوات
و ضبط اوقات بانواع عبادات و ریاضات
و اذکار و مراقبات نباید کرد و آنچه در باب
مزاولت اسلحه و سائر آلات حرب سعی و کوشش
باید کرد در باب جمع کتب و بناء مدارس و
خانقاهات نباید کرد و آنچه در باب دعوت
عوام الناس بسوی ظاهر کتاب و سنت سعی
باید کرد در باب دعوت دانشمندان فنون
بسوی مسائل غریبه قیاسیه و مباحث عمیقه
کلامیه و اشارات دقیقه صوفیه نباید کرد
بالجمله هر کسیکه بسیرت نبویه و سنت قرون
ثلثه مشهود لها بالخیر مهارت داشته باشد ا[illegible]
مراد پوشیده نخواهد ماند حاصل کلام آنکه مباحث
تشریعی با وجود کثرت شعب و تعین [illegible]
در باب راجع میشود باب [illegible]
مراتب امور [illegible]
[illegible]

نہ چاہیئے اور جو کچھ ساتھ خیرات ذکر کیے گئے کے چاہیئے ساتھ
پہونچانی ثواب عبادت کے نماز اور روزہ اور تلاوت
قرآن اور ذکر اللہ سے نہ چاہیئے اور جو کچھ بیچ مقدمہ قایم
کرنے جہاد کے اقسام کوشش جسمانی اور نفسانی سی یعنی
رغبت اور الفت دلانا اور تدبیر کرنا اور صرف کرنا وقتوں
عمدہ کا بیچ آراستگی اوسکی کی اور جو مانند اسکی ہی بہت
کوشش کرنا چاہیئے بیچ مقدمہ سکہانی علوم غیر ضروری اور
لازم پکڑنے خلوتون اور ضبط کرنے وقتون کے ساتھ اقسام
عبادت اور مجاہدہ اور ذکر اور مراقبہ کے نہ چاہیئے
اور جو کچھ بیچ مقدمہ استعمال ہتیارون اور تمام آلون لڑائی
کے کوشش اور محنت چاہیئے مقدمہ جمع کرنے کتابون اور
بنائی مدرسون اور خانقاہون کے نہ چاہیئے اور جو کچھ بلانے
مین عام لوگونکی طرف ظاہر قرآن اور حدیث کے کوشش چاہیئے
بیچ مقدمہ بلانے دانشمندون اور علوم کے طرف مسئلون عجیب
قیاسی اور ایسے بحثون علم عمیقہ کلام اور اشارتون باریک
صوفیون کے نہ چاہیئے حاصل کلام کا یہہ ہی کہ جو کوئی کہ بیچ
خصلت پیغمبر اور طریق تینون قرنون کے کہ گواہی دی گئی ہی
ساتھ بہتری انکی مہارت رکہتا ہو یہ بات اوسپر پوشیدہ
نہ رہیگی خلاصہ کلام یہہ ہے کہ بحثین تشریع کی باوجود کثرت
شاخون اور تعین ہونے وجہون کے طرف انہین دو باب کے
رجوع کرتے ہین ایک باب تعینات حدود کا ہے اور دوسرا
باب [illegible] کا [illegible] لیس کلمہ موصولہ کی بیچ حدیث
[illegible] کے واقع ہوا ہے ایسے معنے مراد ہین ؛ —

پس معنی حدیث مذکور برین تقدیر چنین باشد
که هر که احداث کند در امر دین چیزی را از قسم
تجدیدات یا بتغییر موقع امری از امور دین
پس آنچیز ردّ است پس خلاصه مفهوم بدعت
وصفیه چنین باشد که هر تحدید که در امری از امور
دین محدث باشد یا به تغییر موقعی که بران
امری از امور دین محدث باشد صاحبش
آن خصوصیت را مدار اعتبار آن امر دین
در نظر شارع دانسته یا متعلق استحسان شرعی
شمرده بعمل آرد یا آن خصوصیت را مبطل
اصل عمل قرار داده یا بسبب سقوط آن اصل را
از مرتبه از مراتب قبول فهمیده از آن اجتناب
ورزد پس همان را بدعت وصفیه میگویند
مخفی نماند که از ملاحظه تعریف هر دو قسم بدعت
چنان ظاهر میگردد که اصل مدار مطلق بدعت
بر عقیده است یعنی چیزی را که عند الله نافع
نیست نافع پندارد یا آنچیز را که مضر نیست
مضر پندارد و این را بدعت حقیقیه باید فهمید
و درینمقام قسمی دیگر است از بدعت که آن را
بدعت حکمیه میگوئیم بیانش آنکه چیزی از
محدثات باشد و صاحب او هر چند اعتقاد
منفعت و مضرت او نداشته باشد اما با او
همان معامله کند که با امور نافعه یا ضاره

پس معنی حدیث ذکر کیے گئے کی اس تقدیر پر اسطرح ہونگی کہ جو
کوئی پیدا کرے کام دین مین ایسی چیز کہ وہ قسم معین کرنے کسی کام
دین سی ہو یا تغیر دینے موقع مین کسی کام کے ہو پس وہ چیز
مردود ہے پس خلاصہ مضمون بدعت وصفیہ کا ایسا ہوگا کہ
جو حد کسی کام مین امور دین کے نئی نکالی گئی ہو یا جو تغیر
موقع کہ بیچ کسی کام کے کامون دین سی نئی نکالی ہوئی ہو
اور صاحب اوسکا اوس خصوصیت کو مدار اعتبار اوس
کام کا شارع کی نظر مین جانکر متعلق خوبی شرعی شمار
کرکے عمل مین لاوی یا اوس خصوصیت کو باطل کرنیوالا اصل
کام کا قرار دیوی یا بسبب گرنی اوس اصل کا کسی مرتبہ مین
مراتب قبول سی سمجھکر اوس سے پرہیز کرے پس اوسیکو بدعت
وصفیہ کہتی ہین پوشیدہ نرہے کہ ملاحظہ تعریف دو قسم کے
بدعت سی ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اصل مدار مطلق بدعت کا
عقیدہ پر ہے یعنے اوسچیز کو کہ عند اللہ نافع نہین ہے مفید
جانے یا اوسچیز کو کہ مضر نہین ہے مضر سمجھے اسکو بدعت
حقیقیہ سمجھا چاہیئے اور اس مقام مین ایک اور
قسم کے بدعت ہے کہ اوسکو بدعت حکمیہ
کہتے ہین بیان اوسکا یہہ ہے کہ جو چیز کہ نئی
نکالی ہوئی ہو اور صاحب اوسکا ہر چند
اعتقاد نفع اور ضرر کا نرکہتا ہو لیکن
اوس سے وہی معاملہ کرے کہ جو مفید
یا مضر کامون سے۔

شرعیه باید کرد مثلاً چنانکه در محافظت خصوصیت
روز ضحٰے در باب ضحیہ با وجود امکان آن در
یومین لاحقین بنا بر ادراک فضیلت سعی باید
کرد که با وجود گرانی قیمت بسبب فور رغبت
و تعسر حصول بسبب قلت قلت فرصت بسبب
اشتغال باداے صلوۃ عید و آداب آن و
کثرۃ اشتغال بسبب ملاقات اقربا و احبا و قلت
منفعت گوشت اضحیہ بہ نسبت محتاجین بسبب
وفور آن دران روز بالجملہ با وجود عوائق و
موانع خصوصیت روز مذکور را از دست نباید
داد همچنین تخصیص روز وفات در باب تصدق عن المیت
که با وجود تحقق تنگدستی دران ایام یا هجوم
امراض یا سنوح سفر یا عروض موسم برشکال
یا امثال آن از موانع و عوائق خصوصیت
روز مذکور را از دست ندهند بلکه معامله نذر بعمل آرند و بازید یا مرض بسبب اشتغال
در سرانجام دادن آن التفات ننمایند و تاخیر
سفر روا دارند و رنج فراهم کردن سامان
برشکال که محافظت طعام مذکور باران اندیشه
برخود گوارا کنند و تلطخ ثیاب در گل را روا
دارند و تخلل اوقات تعلم و تعلیم احکام دین
و فقدان اطمینان در عبادات و فوت جماعات
قبول کنند و بفوت خصوصیۃ مذکوره راضی

شرعی ہی کرنا چاہیے مثلاً جیسے کہ بیچ نگاہ رکہنی خصوصیت
دن بقر عید کے قربانی کی باب مین باوجود ہو سکنے
قربانیکے دو دن پچھلوں مین بسبب پانی بزرگی کی بیچ
دن بقر عید کی یہہ کوشش کرنی چاہیے کہ باوجود زیادتی
قیمت کے بسبب کثرت رغبت اور مشکل ہم پہونچنے
اسکے بسبب جنس اور کمی فرصت کی بسبب شغل ادا نماز
بقر عید اور آداب اوسکی اور کثرت شغل بسبب ملاقات اقربا اور
دوستوں کی اور کم نفع گوشت قربانی کی بسبب محتاجون کو
بسبب کثرت اوسکی اوسدن خلاصہ یہہ کہ باوجود کثرت منع کرنے
والون اور منع کرنیوالونکے خصوصیت اوسدن مذکور کو
نچھوڑنا چاہیے اسیطرح خصوصیت روز وفات کو بیچ مقدمہ
صدقہ دینی کی میت کی طرف سی کہ باوجود ہونے تنگدستی کی اوس
زمانہ مین یا ہجوم بیماریونکے یا واقع ہونی سفر کے یا پیش آنے
موسم برسات کی یا مانند اسکی اور روکنے والے اور منع کرنیوالے
چیزین ہوں خصوصیت اوسدن مذکور کو ہاتہہ سی نہین چھوڑتے
بلکہ معاملہ فرض الہٰی کا عمل مین لاتی ہین اور ساتہ زیادہ ہونے
مرض کے بسبب مشغول ہونی کی سرانجام مین اوسکی التفات نہین
کرتے اور تاخیر سفر کی روا رکھتی ہین اور رنج جمع کرنے سامان
برسات کا کہ محافظت کہانی ذکر کئے گئے کے اوس میں ہو سکی اوپر اپنے
گوارا رکھتے ہین اور آلودہ کرنا کپڑونکا کیچڑ پانی مین روا رکھتے
ہین اور خلل وقتوں سیکھنے اور سکھانی احکام دین میں
اور کہونا اطمینان کا عبادتون مین اور فوت ہونا جماعتون کا
قبول کرتے ہین اور چھوڑنے خصوصیت مذکورہ پر راضی

نشوند اگرچه بافضیلت یوم مذکور بر سایر ایام
اعتقاد نداشته باشند وچنانکه زن بیوه باوجود
کثرت شبق وشدت افلاس بسبب موت
زوج که متکفل حوایج بشریه او بود وباوجود
عروض وحشت وحدت بمفارقت مونس
خود از زنا اجتناب می نماید واین اجتناب
در مدایح او شمرده میشود ودر مقام اثبات عفت
او ذکر کرده میشود همچنین باوجود امور مذکوره
از نکاح ثانی احتراز نماید یا این احتراز را
از مدایح او شمرده شود یا در مقام اثبات کمال
عفت او ذکر کرده شود اگرچه بقبح نکاح ثانی
اعتقاد نداشته باشد وچنانکه در مقدمه عقد
نکاح حضور شهود واذن ولی را از شرایط
صحت او میشمارند چنانکه عقد مذکور را برای
موقوف میدارند اگرچه در تاخیر آن انواع
مضرات محتمل الوقوع باشد همچنان عقد
مذکور را بر استطاعت جهیز یا ولیمه موقوف
دارند که وجود احتمال فقدان کفو یا فوت اولیا
یا غیبوبت ایشان در سفر بران اقدام ننمایند
یا برای سرانجام کردن جهیز یا ولیمه معامله
مداینت باوجود اشتمال آن بر مضرات
معاش ومعاد مثل لحوق افلاس وعزوم ربوا
بعمل آرند یا قباحت سوال حالی یا قالی را

نہین ہوتی اگرچہ فضیلت دن ذکر کی گئی کے اور دنون سے
اعتقاد نہ رکھتی ہون - اور جیسے کہ عورت بیوہ باوجود کثرت
خواہش اور شدت مفلسی کے کہ بسبب مرجانے خاوند کے
کہ وہ ضامن حاجتون انسانی کا اوسکی تھا اور باوجود
پیش آنی وحشت تنہائی کے بسبب جدائی غمخوار اپنی کے
زنا سے بچتی ہے اور یہہ بچنا اوسکا تعریف مین گنا جاتا ہے
اور مقام ثابت کرنے عفت اوسکی مین ذکر کیا جاتا ہے اسی
اسیطرح باوجود باتون ذکر کیے گئے کے نکاح دوسرے سے
پرہیز کرتی ہے یا تو یہہ پرہیز کرنا اوسکی تعریف مین گنا جاتا ہے
یا مقام ثابت کرنے کمال پرہیزگاری اوسکی مین ذکر کیا جاتا ہے
اگرچہ برائی دوسرے نکاح کی معتقد نہو اور جیسا کہ مقدمہ
نکاح مین موجود ہونا گواہون کا اور اجازت ولی کو شرطون
مین صحت سے گنتے ہین جیسے نکاح مذکور کو اسپر موقوف
رکھتے ہین اگرچہ انکی دیر مین طرح طرح کی مضرتون کے واقع
ہونیکا احتمال ہو اسیطرح نکاح مذکور کو اوپر مقدور جہیز
یا ولیمہ کے موقوف رکھتی ہین جیسا کہ درصورت موجود
ہونے احتمال نہونے کفو کے یا فوت ہونے ولی کے
یا غایب ہونے انکی سفر مین اوسپر جرات نہین کرتے
یا سرانجام کرنا جہیز اور ولیمہ مین معاملہ قرض کا باوجود
شامل ہونے اوسکے اوپر ضرر دنیا اور آخرت کی مثل
لاحق ہونے مفلسی اور لازم آنے سود کے عمل مین لاتے
ہین یا خرابی سوال کی صورت بنانے یا زبان سے
کہنے

برخود گوارا کنند و از رسم مذکور ونست سوا
نشوند گو که بوجوب آن اعتقاد نداشته
باشند بالجمله این قسم بدعات را بدعت
حکمیه و عملیه میگوئیم پس مفهوم مطلق بدعت
چنین باشد که هر امری از امور مذکوره
در بحث اول یا ثانی که محدث باشد
و صاحبش آنرا از امور دین قرار داده
بعمل آرد یا با و معامله امور دینیه نماید پس
همان چیز بدعت ست و چون مفهوم بدعت
منقح گردید پس باید دانست که درین مقام
چند فواید نافع ست که آنرا در ضمن چند
مسائل ذکر باید کرد **فائده اولے**
دربیان آنچه در بدعت حقیقیه داخل است
و آن مشتمل بر چند مسایل ست **مسئله**
اولے باید دانست که مسئله وحدت وجود
و شهود و مبحث تنزلات خمسه و صادر اول
و تجدد امثال و کمون و بروز و امثال آن
از مباحث تصوف و همچنین مسئله تجرد
واجب و بساطت او تعالے بحسب ذهن
یعنے تنزیه او تعالے از زمان و مکان
و جهة و ماهیة و ترکیب عقلی و مبحث عینیه و
زیادهٔ صفات و تاویل متشابهات و
اثبات روئیت بلا جهت و محاذات

اوپر اپنے گوارا کرتے ہین اور رسم ذکر کیے گئے سے باز
نہین اوتہاتی اگرچہ اوسکے واجب ہونیکا اعتقاد نرکھتے
ہون خلاصہ یہہ کہ اس قسم کے بدعتونکو بدعت حکمیہ اور
عملیہ کہتے ہین پس مضمون مطلق بدعت کا اسطرح پر
ہوگا کہ جو کام کامون ذکر کیئے گئے سے بحث پہلے یا دوسرے
مین کہ نئی نکالی ہوئی ہون اور صاحب اوسکا اونکو
کامون دین سی قرار دیکر عمل مین لاوے یا ساتھہ اوسکے
معاملہ کامون دین کا کرے پس وہ چیز بدعت ہی اور
جب معنی بدعت کے صاف معلوم ہو چکے پس جاننا چاہیے
کہ اسمقام مین کئی فائدے مفید ہین کہ انکو درمیان کئی
کے ذکر کرنا چاہیئے **فائدہ پہلا** - بیچ بیان اوسکے کہ
جو بدعت حقیقیہ مین داخل ہے اور وہ شامل ہی اوپر کئی
مسئلون کے **مسئلہ پہلا** جاننا چاہیئے کہ مسئلہ
وحدت وجود اور شہود کا اور بحث تنزلات خمسہ اور
صادر اول اور تجدد امثال اور کمون اور بروز
کے اور مانند اوسکے بحثون تصوف سی اور ایسا ہی
مسئلہ مجرد ہونے حق تعالی اور بسیط ہونا اوسکا
ذہن مین یعنی پاک ہونا حق تعالے کا زمان اور مکان
اور طرف اور ماہیت اور ترکیب عقلی سی اور بحث
عین ذات ہونے یا زیادہ ہونے صفات کے
اور تاویل متشابہات اور ثابت کرنا دیدار کا بغیر
طرف اور محاذات کے -

واثبات جوہر فرد وابطال ہیولی وصورت
ونفوس وعقول یا بالعکس کلام در مسئلہ
تقدیر وکلام وقول بصدور عالم بر سبیل
ایجاب و اثبات قدم عالم وامثال آن
از مباحث فن کلام والٰہیات فلاسفہ ہم
از قبیل بدعات حقیقیہ ست اگر صاحب آن
اعتقادات مذکورہ را از جنس عقاید دینیہ
میشمارد والا درین جزو زمان در بدعات
حکمیہ البتہ مندرج ست چہ سعی در ادراک
حقیقیہ آن و اہتمام بتنقیح آن و معدود شدن
صاحب آن در زمرۂ علمای دین و حکمای
ربانیین وتمدح بآن در مقام ذکر کمالات
دینیہ در عرف عوام بلکہ در کلام خواص ہم
دایر وسایر ست مسئلہ ثانیہ سعی کردن
در تحصیل مقام فنای علمی وانسلاخ و اضمحلال
وانکشاف مغیبات مثال و واردات
وجد وحال وغیبت واستغراق وسکر وشطح
وعقد ہمہ در باب تاثیرات کونیہ و نفسیہ
واشراف خواطر والقای گرمی در قلوب حضار
وعلم دعوات اسمار یا بترک جلالی وجمالی آن
از قبیل بدعات حقیقیہ ست چہ ہر کہ باین
امور اشتغال نماید آن را از جنس اموریکہ
مورث قرب الٰہی باشد میشمارد بلکہ

اور ثابت کرنا جوہر فرد اور باطل کرنا ہیولے اور صورت
اور نفسون اور عقلون کا یا بالعکس اسکے اور گفتگو مسئلہ تقدیر
اور کلام مین اور گفتگو ساتہ صادر ہونے عالم کے اوپر
طریق وجوب کے اور ثابت کرنا کہ عالم قدیم ہے اور مانند
اسکے بحثون علم کلام اور الٰہیات فلاسفہ سے سب
بدعات حقیقیہ کے قسم سے ہے اگر صاحب اوسکا اعتقادون
ذکر کے گئے کو قسم عقیدون دینیہ سے گنے ورنہ اس زمانہ
مین البتہ بیچ بدعات حکمیہ کے داخل ہین اسلیئے کہ
کوشش بیچ معلوم کرنے حقیقت انکے اور اہتمام
ساتہ پاکیزگے اوسکے اور گنا جانا صاحب ان فنون کا
زمرہ علمائے دین اور حکمائے ربانی سے اور تعریف ساتھہ
اسکے مقام ذکر کمالات دینے مین محاورہ مشہور عام
بلکہ عام خاص لوگونکے گفتگو مین بہی شایع اور مشہور
ہے مسئلہ دوسرا۔ کوشش کرنے بیچ حاصل کرنے
مقام فنائے علمی اور انسلاخ اور اضمحلال اور منکشف ہونے
غایب چیزین عالم مثال کے اور حاصل کرنے واردات
وجد اور حال اور از خود رفتگے اور استغراق اور بیہوشے
اور شطح اور پیدا کرنے تاثیرات کے عالم کون اور
نفوس انسانی مین اور مطلع ہونے مضمون دلون پر
اور ڈالنے گرمے دل حاضر ہونیوالون مین اور حاصل
کرنے علم دعوت اسمار کے بترک جلالی وجمالی سے قسم بدعتون
حقیقے سے ہے اسلیئے کہ جو کوئی ساتہ ان کامونکے مشغول
رہتا ہے اوسکو اوس قسم کی کامونمین کہ باعث قرب خدا ہین گنتے

اکثر همین امور را حقیقت احسان که در شرع مطلوب است میدانند مسئله ثالثه تعیین اوراد و اذکار و ریاضات و خلوات و اربعینات و نوافل عبادات و تعیین اوضاع اذکار از جهر و اخفا و ضربات و اعداد و مراقبات برزخیه والتزام طاعات شاقه همه از قبیل بدعات حقیقیه است نسبت به اکثر طلاب که آنرا اصل کمال شرعی یا از مکملات آن میدانند اما به نسبت خواص که آنرا محض از قبیل وسائل دانسته در تعلیم و ترویج آن سعی می کنند پس از قبیل بدعات حکمیه باشد آری اخص الخواص که محض بنا بر هدایت چندے از اجنبیان که نفوس ایشان در مرتبه قصوی از غباوت یا عصیان واقع شده اند اگر تعلیم امور مذکوره کرده باشند و ایشان را بنمایش این باغ سبز بسوی دام اطاعت حق کشیده باشند و صرف بنا بر اصلاح استعداد ناقصه ایشان بقدر حاجت و ضرورت بطور وسائل بی التزام و ترویج و اهتمام بکار برده باشند و وقت حصول مقصود آنرا ترک داده باشند پس هر چند تعلیم امور مذکوره که از ایشان در بعضے احیان به نسبت بعضے اذهان بحسب اتفاق و رعایه مصلحت وقت

اکثر انہین کامونکو حقیقت احسانکی کہ شرع مین مقصود ہے جانتے ہین مسئلہ تیسرا معین کرنا وظیفون اور ذکرون اور ریاضتون اور تنہائیون اور چلّون اور نفل عبادتون اور معین کرنا وضعون ذکر کا پکار کر اور پوشیدہ اور ضربون اور عددون اور مراقبون برزخیہ کا اور لازم پکڑنا عبادت شاق مشکل کا سب قسم بدعت حقیقی سے ہے بہ نسبت اکثر طالبون کے کہ اسکو اصل کمال شرعی یا تکملات شرعی سے جانتے ہین مگر بہ نسبت خاص لوگون کے کہ اسکو محض قسم وسیلہ سے جانکر بیچ تعلیم اور رواج دینے اسکے کوشش کرتے ہین پس قسم بدعتون حکمیہ سے ہوگا ہان بہت خاص لوگ کہ فقط واسطے ہدایت چند غیبون کے کہ نفس اونکے مرتبہ نہایت مین کندی یا سرکشی مین واقع ہوے ہین اگر تعلیم کامون ذکر کیئے گئے کی کی ہو اور اونکو یہہ باغ سبز دکھا کر طرف جال عبادت حقتعالے کے کھینچا ہو اور محض واسطے درستی استعداد ناقص اونکے بقدر حاجت اور ضرورت بطور وسیلہ کے بے لازم پکڑنے اور رواج دینے اور اہتمام کرنیکے کام مین لائے ہون اور وقت حاصل ہونے مقصد کے اوسکو ترک کیا ہو پس ہر چند تعلیم ان کامون ذکر کیے گئے کے کہ اونسے بعض وقت بہ نسبت بعضے ذہنون کے اتفاقاً واسطے مصلحت وقت کے —

بوجود آید بہ نسبت ایشان از قبیل بدعات
نباشد اما کلام درین مقام در اکثر اہل زمان است
کہ آنرا مثل شریعت مستمرہ وطریقہ مسلوکہ می شناسند

مسئلہ رابعہ تعیین اعداد واشخاص واوقات
واجناس درباب ختم وتوشہ وعقد محافل
سماع صوفیہ ومحافل کتاب خوانی ومرثیہ
وماتم وساختن تعزیہ وشدہ وعلم وعقد
ذکر شہادت حضرت امام در ایام عاشورے
وتعیین چہلم وسیوم واعراس وتداعی
بر اجتماع درباب زیارت قبور وتعیین
اوقات برای آن ومراقبہ بران وقراءة
قرآن بر سبیل اجتماع بران وتعیین اوقات
تصدق عن المیت والتزام قراءة فاتحہ
واخلاص وتعظیم آن وتعیین جنس آن و
مصرف آن واستمداد از اہل قبور وتقبیل
قبور وطواف آن وآستانہ بوسی وقیام
روبروے آن بجہت تعظیم وانداختن چادر
وگل وغلاف بر آن وغسل دادن قبور وروشنی
نمودن واجتماع کردن بہ نیت تقرب
بر آن وتعیین نماز ہول برای اموات
واذان بر قبور بعد فراغ از دفن وامثال
از امور بیشمار ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است
بہ نسبت اہل زمان کہ این ہمہ امور را التعبدا

ظہور مین آوے بہ نسبت اونکی قسم بدعت سی ہونگی
مگر گفتگو اسجگہہ اکثر اہل زمانہ مین ہے کہ انکے تئین مانند
شریعت جاری اور طریق مستقیم کے جانتے ہین -

مسئلہ چوتہا تعین کرنا عددون اور شخصون
اور وقتون اور جنسون کا مقدمہ ختم اور توشہ مین
اور منعقد کرنا مجلسون راگ صوفیون کا اور مجلسون
کتاب خوانی اور مرثیہ اور ماتم کا اور بنانا تعزیہ
اور شدہ اور علم کا اور منعقد کرنا ذکر شہادت
امام حسین عؑ عاشورے کے دن اور معین کرنا چہلم اور
سیوم اور عرسون کا اور بلا کر اکٹھے کرنا لوگون کا
زیارت قبور کے باب مین اور معین کرنا وقتون کا
واسطے انکے اور مراقبہ کرنا اوپر اور قرآن پڑہنا
جمع ہو کر اوپر اور معین کرنا وقتون خیرات کا میت کے
طرفسے اور لازم پکڑنا پڑہنا فاتحہ اور سورۂ اخلاص کا
اور تعظیم کرنا صدقہ فاتحہ دی ہوئی کا اور معین کرنا جنس
اوسکے اور مصرف اوسکا اور مدد چاہنے اہل قبور سی اور بوسہ
دینا قبرونکا اور طواف کرنا اونکا اور چوکھٹ چومنی اور
کہڑے رہنا روبرو اونکے واسطے تعظیم کے اور ڈالنا چادر
پہولونکا اور غلاف کا اوپر اور غسل دینا قبرونکا اور روشنی
کرنی اور مجمع کرنا بہ نیت حاصل ہونے قرب خدا کے اوپر
اور معین کرنا نماز ہول کا واسطے مردون کے اور اذان
دینی قبرون پہ بعد فراغت کے دفن سی اور مانند اسکی کامون
بہت سے قسم بدعتون حقیقیہ سی ہی بہ نسبت اس زمانہ والونکی کہ

بعمل می آرند مگر بہ نسبت بعضے خص الخواص اگر نزد ایشان این امور مذکور محض لغو باشند و فقط بنابر موافقت اہل زمان بعمل می آرند کہ امور مذکورہ بہ نسبت ایشان از قبیل بدعات حکمیہ باشد اگر از شبہات شرعیہ و منکرات دینیہ نباشد مسئلہ خامسہ استحسانات اکثر متاخرین از فقہا و صوفیہ کہ محض بنا بر ظن حصول بعضے منافع دینیہ و مصالح شرعیہ بدون تمسک بدلیلے از دلائل شرعیہ عبادات یا معاملات اختراع می نمایند یا تحدید اصلے از اصول دینیہ بحدود خاصہ احداث می کنند تا ترویج امرے کہ خامل در قرون سابقہ بود بر روی کار می آرند یا احتمال امریکہ در آن ازمنہ مروج بود بعمل می آرند مثل نماز معکوس و وجوب تقلید شخصی معین از ائمہ مجتہدین و ہبہ ثواب عبادات احیا برای اموات بخلاف نیابت در عبادات مالیہ کہ آن ثابت الاصل ست و مثل تحدید ذکر کلمہ تہلیل باوضاع مخصوصہ از اعداد و ضربات و جلسات و تحدید بار کثیر بعشر فی العشر و ترویج انزوا بنا بر اشتغال بعبادت و مطالعہ کتب و ترویج مسائل قیاسیہ و کشفیہ و استغراق

کرتے ہین مگر بہ نسبت بعضے بہت خاص لوگونکے کہ نزدیک اونکے یہہ کام ذکر کئے گئے محض لغو ہوتے ہین مگر بسبب موافقت اہل زمانہ کے عمل مین لاتے ہین پس یہہ کام مذکورہ بہ نسبت اونکی قسم بدعت حکمیہ سے ہین اگر ممنوعات شرعی اور منکرات دین سے نہین ہین مسئلہ پانچوان پسند کیا اکثر پچہلونکے فقیہون اور صوفیون سے کہ محض بسبب گمان حاصل ہونے بعضے منفعتون دین اور مصلحت شرعی کے بغیر تمسک ساتہ کسی دلیل کے دلیلون شرعی سے عبادتون یا معاملون مین نئی پیدا کرتے ہین یا معین کرنا کسی اصل کا اصلون دین سے ساتہ حدون خاص کے نیا پیدا کرتے ہین تا کہ رواج اوس کام کا کہ گم تہا پہلے قرون مین ظہور مین لاوین یا مشانا اوسکام کا کہ اوس زمانہ مین مروج تہا عمل مین لاوین جیسے کہ نماز معکوس یا واجب کرنا تقلید کسی شخص معین کا ائمہ مجتہدین سی اور بخشنا ثواب عبادتون زندون کا واسطے مردون کے بخلاف نایب ہونیکی عبادتون مالی مین کہ وہ ثابت ہے اصل مین اور جیسے کہ حد باندہنے ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ کے ساتہ وضعون خاص کے عددون اور ضربون اور جلسون سے اور حد باندہنے بار کثیر کے ساتہ دہ در دہ کے اور رواج دینا گوشہ نشینی کا واسطے شغل عبادت اور مطالعہ کتابونکے اور رواج دینا مسئلون قیاسی اور کشفی کا اور ڈوب جانا

بجمیع ہمت خود در آن و احتمال ظاہر کتاب و
سنت مگر بطریق تبرک و تیمن و احتمال امر معروف
ونہی عن المنکر وعدم مبالات باقامۃ جہاد
لسانی وسنانی وامثال این امور محدثہ
شان را اختراع میکنند باز آنرا در احکام
شرعیہ وعبادات دینیہ ومناقب ایمانیہ مندرج
میسازند ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ ست آنچہ
درمقام عذر ان میگویند کہ ہرچند این امر
محدث ست اما مشتمل بمصلحتے از مصالح دینیہ است
یا اصل آن در شرع ثابت ست اگرچہ خصوصیت
مذکورہ محدث باشد پس مجرد این عذر ہم
مذکورہ را از حد بدعات خارج نمی گرداند
آری تحقیق آنکہ این بدعت حسنہ ست یا قبیحہ
پس عنقریب انشاء اللہ تعالی در فصل ثانیہ
مذکور خواہد شد واکثر قدما کہ قیاس را قبیح
کردہ اند از لفظ قیاس ہمین معنی مذکور مراد
داشتہ اند نہ قیاس شرعی کہ حمل النظیر علی النظیر
ست **فائدہ ثانیہ** در بیان آنچہ در بدعت
حکمیہ مندرج ست و آن مشتمل است برچند
مسائل **مسئلہ اولے** استغراق ہمہ در
تحصیل تبحر علوم الہیہ بتتبع مسائل غریبہ
علوم عربیہ کہ در فہم کتاب و سنت کہ بنای
آن بر محاورات عرفیہ ست نہ بر لطایف

ساتھ تمام ہمت اپنی کے اوسمین اور گم کرنا ظاہر قرآن
اور حدیث کا مگر بطور تبرک کے اور برکت اور چھونا
امر معروف اور نہی منکر کا اور بے پرواہی کرنے بیچ قائم
کرنے جہاد زبانی اور شمشیر کے اور مانند ان کاموں
نئے کے کہ اونکو نکالتے ہین پھر اونکو بیچ حکمون شرعی اور
عبادتون دینی اور وصفون ایمانی مین داخل کرتے ہین
سب قسم بدعتون حقیقے سے ہے اور جو کچھ مقام عذر مین
کہتے ہین کہ ہرچند یہہ کام نئے ہین مگر ملے ہوئے ہین
اوپر مصلحت کے مصلحتون دین سے یا اصل انکی شرع مین
ثابت ہے اگرچہ یہہ خصوصیت مذکورہ نئی ہو پس
نرا یہہ عذر ان کاموں مذکورہ کو حد بدعتون سے باہر
نہین کرتا ہان تحقیق اسکے کہ یہہ بدعت حسنہ ہے
یا قبیحہ یعنی نیک ہے یا بد پس عنقریب انشاء اللہ تعالے
دوسری فصل مین ذکر ہوگی اور اکثر اگلی لوگون نے
کہ قیاس کو برا کہا ہے لفظ قیاس سے یہے معنے مذکور مراد
رکھے ہین نہ قیاس شرعی کہ وہ قیاس کرنا مثل کا ہے
اوپر مثل کے **فائدہ** دوسرا بیچ بیان اوسکے جو
بدعت حکمیہ مین داخل ہے اور وہ ملا ہوا ہے کئی
مسئلون پر **مسئلہ پہلا** ڈوب جانا بالکل حاصل
کرنے تبحر علمون الٰہیہ مین ساتھ پیروی مسئلون نادر
اور علمون نادر کے کہ سمجھنے قرآن اور حدیث مین
کہ بناے اوسکے اوپر محاورون مشہور کے ہے
نہ باریکیون —

شعر بہ چندان دخل نمی دارد و مثل تدقیق
زاید در دقایق منطقیہ الہیات و طبعیات
فلسفیہ و تعمق زائد در قواعد اصولیہ کلامیہ
و اسفار فقہیہ مہارت ابواب دانشمندی
از فن مناظرہ و جدل و باب توجیہ طرق
درآمد مر کلام غیر بر سبیل ابطال یا توجیہ
و طرق سد ابواب درآمد مخالف از باب
تقیید و تحدید و توجیہ تاویل امثال آن
از امور یکہ مجیبان دانشمند بعمل می آرند
و در میان امثال خود بآن تفاخر می نمایند
و در تحصیل احاطہ نوادر اشعار و قواعد عروض
و در ضبط مسائل فرضیہ فقہیہ متوہم الوقوع
و در اشتغال بر ریاضیات و فن تواریخ و فن
تکثیر و نقوش و امثال آن از فنون نادرہ
ہمہ از قبیل بدعات حکمیہ است بہ نسبت عقلاء
اہل زمان کہ حصول امور مذکورہ را از جنس
قربات اللہ و محامد شرعیہ نمی دانند اما عمر
گرانمایہ را در تحصیل امور مذکورہ بوجہی اضاعت
مینمایند کہ طالب حق اوقات عزیزہ خود را
در تفتیش اصول دین و تحقیق احکام شرع
متین صرف مینماید و بآن اضاعت عمر
انواع مفاخرات و مباہات می نمایند و از
جنس مدایح و مناقب میشمارند چنانچہ تقریح

شعر پر کچھ ایسا دخل نہیں رکھتے اور مثل تحقیق باریکیون
زیادہ بیچ دقیقون منطق اور الہیات اور طبعیات حکمیہ کے
اور بہت غور بیچ قاعدون اصولیون اور متکلمون اور
کتابون فقیہون مین اور پیدا کرنے مہارت باتون
عقلمندی مین فن مناظرہ اور لڑائی سی اور توجیہ
رستون آنی سی کلام دوسرے مین اوپر طریق باطل کرنیکے اور
یا توجیہ اور طریقون بند کرنے دروازون آنی مخالف کے یا
قید لگانی یا حد باندھنی اور توجیہ اور تاویل سی اور مانند اسکے
اون کامون سے کہ جواب دینے والے عقلمند عمل مین لاتے ہین اور
درمیان ہمسرون اپنی کی بسبب اسکے فخر کرتے ہین اور بیچ تحصیل
کرنی نادر بیتون اور قاعدون علم عروض کی اور بیچ ضبط
کرنی مسئلون فرضی فقہیکی واقع ہونا اونکا فقط وہمی ہے
اور شغل کرنی فن ریاضی اور فن تواریخ اور فن تکثیر اور نقش لکھنے مین اور مانند
اسکے فنون نادر مین سب قسم بدعت حکمی سی ہین بہ نسبت عقلاء
اس زمانہ کی کیونکہ حاصل کرنی ان کامونکو جو ذکر ہوئی قسم
نزدیکی خدا اور تعریفون شرعی سی نہین جانتے مگر عمر بیش
قیمت کو حاصل کرنی ان کامون مذکورہ مین اسطرح ضایع
کرتے ہین کہ جیسے طالب خدا اوقات عزیز اپنے تفتیش
اصل دین اور تحقیق احکام شرع مستحکم مین صرف کرتے ہین
اور اس ضایع کرنے عمر پر طرح طرح کے فخر اور فخر کرتے
ہین اور قسم تعریف اور توصیف سے
گنتے ہین چنانچہ تقریظین —

با این سفاهت و اسراف عمر در میان ایشان
جاریست و امثال این سفیها مسرفین عمر را
بسبب حصول این امور مذکوره بنظر توقیر
و اجلال می بینند اگرچه ذرهٔ از طلب راه
دین نداشته باشند و تخمی از خشیته که
شعار علما ست در دل نکاشته و جوی
از علم و عمل از خرمن سنت نه برداشته
و قاعدین این فنون را بنظر حقیر و اهانت
می بینند اگرچه بشعار طلب حق معلم باشند
و بتفتیش سنت وابسته و بلباس تقوی
لابس سبحان الله اینحال عقلا ر زمانه است
که خود را در زمرهٔ علما می شمارند و وای
بر حال سفها یعنی جهال طلبه علم که جهل مذکور
را عین علم میدانند و اسراف و سفاهت
را عین قربت و عبادت و همین سفها و
مسرفین را علما مستندین می شمارند پس
این امور مذکوره بنسبت ایشان از اقبح
بدعات حقیقیه است و افحش منکرات شرعیه
و آنچه در باب طلب علم و افاده علما در
سنت وارد گشته همین قدر است که چنانکه
سپاهیان اطاعت شعار و خدمتگاران
کارگذار که ملازمان سلاطین کبار
و متعلقان سرکار امرا عالیمقدار میباشند

ساتھ اس بیوقوفی اور ضایع کرنے عمر کے درمیان انکے
جاری ہین اور ایسی بیوقوفون ضایع کرنیوالون عمر کے
تئین بسبب حاصل کرنے ان کامونکے بنظر عزت اور
بزرگے کے دیکھتے ہین اگرچہ کچھ بہی طلب راہ دین کے
نرکھتے ہون اور کوئی بیج خوف خدا سے کہ طریق علما کا
ہے دلمین نہ بویا ہوا اور خوبہر بہی علم اور عمل کا کہلیان
سنت سی نہ حاصل کیا ہوا اور حاصل کرنیوالون ان
فنون کو بنظر حقارت اور اہانت دیکھتے ہین اگرچہ ساتھ
طلب خدا کے نشان رکھتے ہون اور تلاش سنت مین
سرگرم ہون اور لباس پارسائی کا پہنے ہون سبحان الله
یہہ حال عقلمندون زمانہ کا ہی کہ اپنے تئین گروہ مین
علما کے گنتے ہین اور افسوس اوپر حال احمقون یعنی
جاہل طالب علمونکے کہ اس جہل مذکور کو عین علم جانتے
ہین اور اسراف عمر اور بیوقوفے کو عین قرب خدا اور
عبادت اور انہین احمقون اور مسرفونکو عالم قابل سند
کے گنتے ہین پس یہ کام مذکورہ بہ نسبت انکی بدترین
بدعتون حقیقے سے ہے اور برا زیادہ تر برائیون شرعی
سے اور جو کچہ مقدمہ طلب علم مین اور بیچ فائدہ پہنچانے
علما کے عوام کو حدیث مین آیا ہے وہ اسیقدر ہے
کہ جیسے سپاہے بندگے شعار اور خدمتگار کارگذار کہ
نوکر بادشاہون بڑے اور ملازم سرکار امیرون عالیقدر
کے ہوتے ہین ـ

شب و روز در تفتیش احکام مندرجه
پروانجات که در باب نظم و نسق کاروبار
ایشان صادر گردیده مشغول میمانند و
بمجرد اطلاع بر احکام مذکوره در سرانجام
دادن مهمات مطلوبه سرگرم میگردند لیکن
ازینکه تحریر پروانجات نواحی هندوستان
در زبان فارسی مروج است و بر بعضی
اصطلاحات آئین احکام مشتمل میباشد
و بعضی از ایشان بزبان فارسی مهارت
می دارند بعضی نه همچنین بعضی بر اصطلاحات
مندرجه بسبب ملاقات باحضار دربار اطلاع
می دارند و بعضی نه بنابران چنانکه بر ذمه
ناواقفان مذکورین سرانجام کردن احکام
مذکوره لازم است همچنین تفتیش آن از
واقفان نیز لازم چنانکه بر ذمه واقفان
امتثال احکام مذکوره لازم است همچنین
اعلام ناواقفان نیز و هرگاه که ناواقفان
بر آن احکام مطلع گردیدند ایشان هم
مثل جماعت اول واقف گردیدند گو بصنعت
خط و کتابت مهارت نداشته باشند پس
اعلام ناواقفان دیگر بر ذمهٔ ایشان هم
لازم گردید و همه هاذر مقدمه اطاعت اصل
حاکم و امتثال احکام او متادی اند کسی از

رات دن تلاش مین حکمون مندرجہ پروانون کے کہ
متعلق بندوبست کاروبار مین اونکے وارد ہوتی
ہین مشغول رہتی ہین اور اطلاع پاتی ہے احکام
مذکورہ پر بیچ سرانجام کامون طلب کیے گئے کے سرگرم
ہوتے ہین لیکن اس سبب سے کہ لکھا جانا پروانون کا
اطراف ہندوستان مین بیچ زبان فارسی کے مروج ہے
اور اوپر بعضے اصطلاحون قواعد احکام کے مشتمل
ہوتا ہے اور بعضے اونکے زبان فارسی مین مہارت
رکھتے ہین اور بعضے نہین رکھتی اور اسیطرح بعضے
اصطلاحات مندرجہ پر بسبب ملاقات حاضر ہونی دربار
کے اطلاع رکھتی ہین اور بعضے نہین اسلیئے جیسا کہ
اوپر ذمہ ناواقفون ذکر کیے گیے کے سرانجام کرنا
حکمون مذکور کا لازم ہے اسیطرح تلاش اون کی
واقفون سے بھی لازم ہے اور جیسے کہ اوپر ذمہ
واقفون کے تعمیل حکمون مذکور کے لازم ہی اسیطرح
آگاہ کرنا ناواقفون کا بھی اور جب ناواقف اون
احکام پر مطلع ہو گئے تب وہ بھی مثل جماعت اول کے
واقف ہو گئے گو صنعت لکھنے پڑھنے مین مہارت
نرکھتے ہون پس آگاہ کرنا اور ناواقفون کا اوپر
ذمہ انکے بھی لازم ہوا اور سب بیچ مقدمہ فرمانبرداری
اصل حاکم کے اور بجا لانے اوسکے حکمون کے
برابر ہین کوئے اون مین

ایشان بسبب ناواقفیت مذکوره اصل حاکم
نشده و دیگرے بسبب نشنیدن احکام خود از
زبان شخص اول از زمره نوکران او نگردیده
بلکه همه ما را باید که در سر انجام کردن مهمات
مذکوره کوشش نمایند و از گفتگوی فضول
که در امتثال احکام مذکوره چندان دخل
نمیدارد اجتناب ورزند همچنین بندگان
حق جل وعلا را باید که دایما در تفتیش
احکام مندرجه قرآن مجید مستغرق
الهمت باشند لیکن از بسکه قرآن مجید
در زبان عربی است و مشتمل اصطلاحات
شرعیه پس آنانکه بلسان مذکور مهارة
نمیدارند و بر اصطلاحات مسطوره مطلع
نشده اند لابد بر ذمه ایشان استفسار
امعنی از ماهران لسان عربی و واقفان
سیرة نبوی لازم آمد و اعلام ناواقفان
بر ذمه واقفان واجب گردید بعد اطلاع
بر احکام شرعیه امر بالمعروف و نهی
عن المنکر بر ذمه همه کس واجب شد و احتراز
از تدقیقات زائده شعار عبودیه شمرده شد
و تقلید محض به نسبت انبیا علیهم السلام
همه کس را لازم آمد بالجمله تقلید نبی امی
فخر ماست تاج لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ

اونمین سے بسبب ناواقفیت مذکور کے اصل حاکم نہین
ہوگیا ہے اور دوسرا بسبب سننے حکمون اپنے کے
زبان شخص اول سے اوسکے نوکرون سے نہین
ہوگیا ہے بلکہ سبکو چاہیئے کہ سرانجام کرنے مہم
مذکور مین کوشش کرین اور گفتگوی بیکار سے کہ
بجا لانے حکمون مذکور مین چندان دخل نہین رکھتے
بچین ایسا ہی بندگان حق تعالی کو چاہیئے کہ ہمیشہ
تلاش حکمون مندرج قرآن شریف مین دلسے مشغول
رہین لیکن اس سبب سی کہ قرآن مجید زبان عربی
مین ہے اور ملا ہوا ہے صطلاحون شرعی پر پس
وہ لوگ کہ زبان مذکور مین مہارت نہین رکھتے
اور صطلاحون مذکور پر مطلع نہین ہوی ہین ضرور
اونکے ذمہ پر دریافت اس معنے کا جاننے والون
زبان عربی اور واقفون خصلت پیغمبر صلے الله
علیہ وسلم سے لازم پڑا اور آگاہ کرنا واقفون کا
اوپر ذمہ واقفون کے واجب ہوا اور بعد
اطلاع کے احکام شرعی پر امر معروف اور
نہی منکر اوپر ذمہ سب کے واجب ہوا اور بچنا
باریکیون زاید سے طریقہ عبودیت گنا گیا
اور تقلید صرف بہ نسبت نبیون کے کہ اون پر
سلام ہو سب پر لازم آئے خلاصہ یہہ کہ تقلید نبی
امی کی فخر ہمارا ہے اور تاج ترجمہ البتہ تحقیق ہے
واسطے تمہارے بیچ رسول خدا کے —

اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ برسر داریم
وخلعت نَحْنُ اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا
نَحْسِبُ دربر از ہمہ فنون دانشمندی
وصنایع فضلیت نمائی بیزاریم و از مایدۂ
سنت نبویہ نوالہ بردار وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى
ذٰلِكَ حَمْدًا كَثِيرًا مسئلہ ثانیہ
اہتمام بلیغ بمحافظت اوضاع محدثہ درباب
زی لباس و درباب رفتار وگفتار و در
باب تعیین اوقات خلوة وجلوة وہیات
نشست و برخاست وتحیة وملاقات
وتشخیص افعال و اقوال مخصوصہ درباب
تعظیم واکرام وخطاب وکلام وتخصیص بعضے
ایام بعقد محافل ہم سربان مجالس و یاران
موانس و عقیدتمندان حقیقی واخلاص کیشان
تحقیقی وامثال آن کہ درارباب مناصب
شرعیہ مثل علما وقضاة واولاد وتلامذہ
ایشان یا در مقلدان کبرای صوفیہ
مثل سجادہ نشینان مشایخ کرام ومریدان
ایشان یا در مدعیان مقام ترک وتجرید
مثل خانقاہ نشینان وسرگروہان
آزادان تابعیہ ومداریہ وجلالیہ
اتباع ایشان کہ محض بنا بر تحفظ شعار
منصب خود واسلاف خود ورعایت

پیروی اچھی ۔ سر پر رکھتے ہین ہم اور خلعت
حدیث کہ ہم گروہ ناخواندہ ہین نہ ہم لکھتے ہین
اور نہ حساب جانتے ہین ۔ بیچ بغل کے تمام فنون
عقلمندی اور کاریگریون فضیلت ظاہر کرنیوالے
سے بیزار ہین ہم اور خوان سنت نبوی سی لقمہ
اوٹھانیوالے ۔ اور تعریف کرتے ہین اللہ اوپر
بہت تعریف ۔ مسئلہ دوسرا اہتمام بہت
ساتھ نگہبانی نئی وضعون کے بیچ مقدمہ وضع
اور لباس کے اور چلنے اور گفتگو کرنیکے اور معین
کرنے وقتون تنہائی اور مجمع مین بیٹھنے کے اور صورتون
بیٹھنے اوٹھنے اور سلام اور ملاقات کی اور معین کرنا
کامون اور باتون خاص کا باب تعظیم اور تکریم اور
بولنے اور بات کرنے مین اور خاص کرنا بعضے دنونکا
ساتھ منعقد کرنے مجلس ہمنشین اور یاران غمخوار
اور معتقدون حقیقی اور اخلاص مندون تحقیقی اور
مانند اونکے کہ بیچ منصب دارون شرعی مثل عالمون
اور قاضیون اور اولاد اور شاگردون انکی یا بیچ
مقلدون بڑے صوفیون کے مانند سجادہ نشینون
مشایخ بزرگ اور مریدون اونکے یا بیچ دعوے
کرنیوالون مقام ترک اور تنہائی کے مانند خانقاہ
بیٹھنے والون کے اور سردار آزادون اور قلندرون اور
مداریون اور جلالیون اور پیرون انکی کی کہ محض واسطے
محفوظ رکھنے طریق منصب اپنے اور بزرگون اپنی اور رعایت

امتیاز خود و کبار خود از سایر مسلمین مروج
گردیده مثل اجتناب از نکاح با وجود استطاعت
محض بنا بر حفظ عنوان درویشی یا احتراز
از مکاسب معاشیه با وجود فراغت اوقات
از ضروریات معادیه و معاشیه و با وجود
عروض افلاس و سنوح حاجات بحدی که
باعث تحمل مذلات سوال حالی و قالی
گردند پس با وجود اینهمه محض بنا بر حفظ
عنوان خاندان مکاسب را از جنس
بواعث لحوق عار و موجبات عود شناعت
شمرده ازان اجتناب می ورزند اگرچه
آنرا از ممنوعات شرعیه نمی دانند و مثل
احداث تعظیمات قولیه و فعلیه در مقام
سلام علیک و مصافحه عند الملاقات
و مثل اعتنا ر شدید بترویج القاب مشعره
بر مناصب شرعیه رفیعه مثل مولوی فلانی
و شاه فلانی و امثال آن از امور بسیار
که تعداد آن در بخیذ اوراق خیلی متعذر
مینماید همه از جنس بدعات حکمیه است بنسبت
عقلاء ایشان که امور مذکوره را با وجودی
که از جنس لغو و لاطایل دانسته اند محض
بنا بر حفظ عنوان خاندان بعمل می آرند
واما بنسبت سفهاء ایشان که امثال

جیسا کہ انہنے اپنے اور بزرگون اپنے کے تمام مسلمانون سے
مروج ہوا ہے جیسے بچنا نکاح سے باوجود مقدور کے
فقط واسطے حفاظت طریق درویشی کے یا بچنا
کسب معاش سی باوجود فراغت اوقات کی ضروریات
آخرت اور زندگانی سے اور باوجود پیش آنی مفلسی
اور واقع ہونے حاجتون کے ساتہ اس حد کہ سبب
اوٹھانی ذلتون سوال بطور صورت بنانی یا زبان
کہنے کا ہووین پس باوجود اس سبکے محض واسطے محافظت
طریق خاندان کے کسب کرنیکو سبب جنس سے لاحق
ہونے عار اور باعث رجوع ہونے طعن کا جانکر اوس سے
پرہیز کرتے ہین اگرچہ اسکو ممنوعات شرعی سی نہین جانتے
اور مانند پیدا نکالنے تعظیمون زبانی اور فعلی بجاے
سلام علیک اور مصافحہ وقت ملاقات کے اور مثل اہتمام
بہت رواج دینے القاب کے وہ فتنہ کرنیوالے اوپر
منصب شرعی بلند کے ہین جیسے مولوی فلانے
اور شاہ فلانے اور مانند اسکے کامون بیشمار سے کہ
گنتے اونکے اس چند ورقون مین مشکل ہے سب قسم
بنسبت عقلمندون انکے کے بدعتون حکمی سی ہے
کہ کامون مذکور کو باوجود اسکے کہ قسم لغو اور بیکار
سے جانتے ہین محض واسطے نگاہبانی طریق
خاندان کے عمل مین لاتے ہین اور بہ نسبت
بے وقوفون انکے کہ مستقل ۔

این سفاهات را عین کمالات دانسته
اهتمام بمحافظت این اشیاء محدثه بیش
از بیش بر روی کار می آرند پس امور مذکوره
به نسبت ایشان از قبیل بدعات حقیقیه است
که از عنوانات مناهی شرعیه شمرده میشود
و اما آنچه از عنوانات امور معاشیه شمرده میشود
مثل وردی سپاهیان و امثال ایشان
پس از ما نحن فیه خارج است **مسئلهٔ ثالثه**
التزام بعضے مباحات شرعیه محض بنا بر تقلید
آبا و اجداد و بنا بر موافقت اقران و اخوان
بدون ظن حصول منفعتے از منافع اخرویه و یا
غرضے از اغراض دنیویه همه از قبیل بدعات
حکمیه است و به نسبت اکثر اهل زمان اما به نسبت
بعضے از ایشان پس از قبیل شرک و به نسبت
بعضے از قبیل بدعت حقیقیه و به نسبت بعضے
از قبیل امور معاشیه و به نسبت بعضے از امور
لهویه تفصیل این اجمال آنکه چنانکه هرچند
شارع جل جلاله بعضے احکام شرعیه را
بنا بر رعایت بعضے مصالح معاشیه یا معادیه
مقرر فرموده است مثل تعیین صلواة برائے
توجه الی الله و رخص مسافر برای دفع مشقت
و عدة برائے استبراء رحم و امثال آن
اما عباد را باید که قطع نظر از مصالح کرده

اس بیوقوفی کو عین کمال جانکر اہتمام نگہبانے
ان چیزون نئی کا زیادہ حد سے کام مین لاتے ہین
پس کام مذکور بہ نسبت انکی قسم بدعت حقیقیے سے ہین
کہ شان منصبون شرعی سے گنے جاتے ہین اور
جو کچھ کہ شانیون کام دنیا سے شمار کیے جاتے ہین
جیسے وردی سپاہیون کی اور مانند اسکے پس وہ
بحث ہمارے سے کہ ہم اوسمین بحث کرتے ہین باہر
ہے **مسئلہ تیسرا** لازم پکڑنا بعضے جایز کامون
شرعے کا کہ صرف واسطے پیروے باپ دادون کے
اور واسطے موافقت ہمسرن اور بہائیون کے
کرتے ہین اگرچہ گمان حصول کسی نفع کے نفعون
آخرت سے یا کسے غرض کے غرضون دنیا سے نہو
یہہ سب قسم بدعت حکمیہ سی ہے بہ نسبت اکثر لوگون
اس زمانہ کی اور بہ نسبت بعضون کے اوسنے قسم شرک
سے اور بہ نسبت بعضونکے قسم بدعت حقیقیے سے اور
بہ نسبت بعضونکے قسم کامون معاش سی اور بہ نسبت
بعضون کی کامون کہیل اور لغو سے ہے تفصیل
اس اجمال کی یہہ ہے جیسے کہ ہرچند شارع جل شانہ نے
بعضے حکمون شرعی کو واسطے رعایت بعضے مصلحون
دنیا یا آخرت کے مقرر فرمایا ہے جیسے تعیین نماز کی
کیواسطے متوجہ ہونے طرف خدا کے اور رخصت مسافر کی
واسطے دور کرنے مشقت کے اور عدة واسطے پاک کرنی
رحم کے اور جو مانند اسکی ہی مگر بندونکو چاہیئے کہ قطع نظر

در محافظت نفس صورة احکام شرعیه سعی
بلیغ نمایند و بنا بر ظن حصول مصلحت مرعیه
در غیر صور معینه باکمل وجه هرگز در اقامت
صورة مذکوره مداهنت نه نمایند
و تبدیل و تغییر را در آن راه ندهند مثلا
در محافظت صورة نماز اگرچه عاطل از
معنے حضور باشد سعی بلیغ باید کرد و مراقبه
معینه ذاتیه را اگرچه سراسر پر از معنے
حضور باشد در عوض او استعمال نباید کرد
و در سفر بے مشقت اعراض از رخص شرعیه
نباید کرد و در صنایع شاقه مثل حدادة
و امثال آن که بمراتب اشق از سفر باشد
رخص مذکوره را استعمال نباید نمود و بر تقدیر
یقین بخلو رحم از علوق عدت نباید گذاشت
بالجمله صور احکام شرعیه در باب اطاعت
شارع قطع نظر از مصالح مرعیه خود مقصود
لذاتها گردیده همچنین بعضے از عقلاء تجربه کار
بعضے از اشیاء مباحه را بنا بر بعضی مصالح
معاشیه ترویج می نمایند پس کسانیکه
طالب مصالح مذکوره میباشند صورة
مروجه را اقرب طرق حصول مصالح
مذکوره دانسته بعمل می آرند آخر شده
در عوام الناس دایر و سایر می گردد

نگہبانی اصل صورت حکموں شرعی میں کوشش بہت
کریں اور بسبب گمان حاصل ہونے مصلحت رعایت
کی گئی بیچ ماسوا صورت مقررہ کے اچھی طرح پر وجہ ہرگز
قایم کرنے صورت مذکور میں سستی نکریں اور تبدیل اور
تغیر کو اوسمیں دخل ندیں جیسے بیچ حفاظت صورت نماز کی
اگرچہ خالی یعنے حضور قلبی سی ہو کوشش تمام چاہیئے
اور مراقبہ معیت ذاتی کا اگرچہ سراسر بہرا ہوا معنے
حضور سی ہو نماز کے بدلے عمل میں نہ لاویں اور سفر بے مشقت
میں منہ پھیرنا رخصتوں شرعی سے نہ چاہیئے اور
کاموں مشقت میں مثل کام لوہاری اور مانند اوسکے
کہ بہت مشکل سفر سے ہو رخصت مذکور کا استعمال نکرنا
چاہیئے اور بر تقدیر یقین خالی ہونے رحم کے بستہ منی سے
یعنے علقہ سے عدت چھوڑنی نہ چاہیئے خلاصہ یہ کہ صورت
احکام شرعی کے فرمان برداری شارع میں قطع نظر
مصلحتوں رعایت کی گئی سے بالذات مقصود
ہوئی ہے اسیطرح بعضے عقلمند تجربہ کار بعضے چیزوں
مباح کو بسبب بعضے مصلحتوں دنیا کے رواج دیتے
ہیں پس جو لوگ کہ طلبگار مصلحت مذکور ہوتے
ہیں صورت مروجہ کو نزدیک ترین رستوں
حاصل کرنے مصلحت مذکور کا جانکر عمل میں لاتے
ہیں آخر ہوتے ہوتے عوام لوگوں میں وہ رواج
مروج اور مشہور ہوتا ہے -

ومصلحت مذکوره در اکثر ناس باختفا می اند
وصورة مروجه مسلم خواص وعوام میشود واکثر
اشخاص در محافظة نفس آنصورة مروجه قطع نظر
بر اشتمال او بر مصلحت مذکوره جد وجهد
بلیغ مینمایند چنانچه اگر مصلحت مذکوره از
صورة مسطوره مفقود گردد بلکه در التزام
آن لحوق انواع مضرات بنظر آید هرگز از
از دست ندهند وهمچنین اگر برای حصول
مصلحت مذکوره طریقی دیگر غیر صورت
مروجه میسر الحصول باشد هرگز تبدیل
آن روا ندارند وتارک صورة مذکوره
درمیان ایشان آنقدر مطعون وملام
گردد که تارک اصل مصلحت آنقدر مطعون
وملام نگردد پس درین هنگام آنصورت
مروجه را رسم میگویند مثلا عقلاء سلف
بنابر ایصال ثواب صدقات بسوے
اموات اطعام طعام مقرر کرده بودند
وازبسکه محتاجین اقربا در باب مصارف
مطلق صدقات مقدم اند بر غیر اقربا
بنابران محتاجین اقربا را تقدیم میکردند
واین امر شده شده درین زمان بحدے
رسیده که در باب تقسیم طعام سیوم وچهلم
واعراس درمیان اقربا بمعنی تصدق

اور مصلحت مذکور اکثر لوگوں مین پوشیدہ ہوجاتی
ہے اور صورت رواج پائی ہوئی سب خاص وعام
مین مسلم ہوتی ہے اور اکثر لوگ حفاظت خاص اوس
صورت مروجہ مین قطع نظر ملے ہونے اوسکے مصلحت
مذکور پر بہت کوشش حد سی زیادہ کرتے ہین
جیسے کہ اگرچہ مصلحت مذکور اوس صورت مسطور مین
سے جاتی رہے بلکہ لازم پکڑنے اوسکے مین پیش آنا
طرح طرح کی مضرتوں کا نظر آوے ہرگز اوسکو ہاتھ سی
نہین چھوڑتے اسیطرح اگر واسطے حاصل ہونے مصلحت
مذکور کے رستا دوسرا سوای صورت مروجہ کے
آسان حصول مین ہو ہرگز تبدیل اوسکی جایز نہین رکھتے
اور ترک کرنیوالا صورت مذکور کا درمیان اونکے
اسقدر محل طعنہ اور ملامت کا ہوتا ہے کہ چھوڑنیوالا
اصل مصلحت کا اسقدر طعنہ دیا گیا اور ملامت کیا گیا
نہین ہوتا ہے پس اسوقت اوس صورت مروجہ کو
رسم کہتے ہین مثلا پہلے عقلمندوں نی واسطی پہونچانی
ثواب خیرات کی طرف میتوں کی کھانا کھلانا مقرر
کیا تھا اور چونکہ محتاج اقربا دینے مین ہر صدقات کی
غیر اقربا پر مقدم ہین اس نظر سے محتاج اقربا کو مقدم
کرتے تھے اور یہ کام ہوتی ہوتی اس زمانہ مین اس حد کو
پہونچا کہ بانٹنی کھانا سیوم اور چہلم اور عرسوں مین
درمیان اقربا کے معنے صدقہ کے —

عن المیت وقضاء حاجت محتاجین اصلا ملحوظ نیست حتی کہ اگر لفظ تصدق عن المیت وقضاء حاجت محتاجین بر زبان رانند اغلب کہ اکثر اقربا و اہل عزت طعام مذکور را قبول نمایند بلکہ آنرا بمشابہ سب و شتم در حق خود تصور کنند و تقسیم طعام بحدی مسلم خاص و عام گردیدہ کہ اگر شخصی انواع صدقات برای اموات خود نماید اما تقسیم طعام بطریق مروج بعمل نیارد بحدی مطعون و ملام گردد و اگر گاہے تصدق برای ایشان بعمل نیارد ولیکن تقسیم مذکور بطریق مروج نماید ہرگز کوئی از طعن و ملامت بسوی او عاید نگردد پس تقسیم طعام مذکور درین زمان از قسم رسوم است نہ از قسم عبادات پس کسیکہ آنرا از قسم رسوم دانستہ بعمل می آرد در حق او از قسم بدعات حکمیہ است و کسیکہ آنرا موجب ثواب اموات دانستہ بعمل می آرد در حق او از قسم بدعات حقیقیہ است و کسیکہ آنرا باعث توجہ ارواح اموات و جالب رضای ایشان دانستہ بعمل می آرد و باز توجہ ارواح ایشان را سبب قضای حوائج خود و علۃ حصول مقاصد خود میدانند و ہمچنین ترک رسوم

میت کی طرف سی اور ادا کرنا حاجت محتاجونکا بالکل خیال مین نہین ہے یہانتک کہ اگر لفظ صدقہ میت یا حاجت روائی محتاجون کا زبان پر آوے تو غالب ہے کہ اکثر اقربا اہل عزت اوس کہانے مذکور کو قبول نکرین بلکہ اوسکو بانند تبرا اور برا کہنے کے اپنے حق مین تصور کرین اور تقسیم کہانے کے اس حد مین مسلم خاص اور عام ہوئی ہے کہ اگر کوئی شخص طرح بطرح کے صدقے واسطے مردون اپنے کے کرے مگر تقسیم کہانیکے بدستور مروج عمل مین نہ لاوے بہایت لایق طعنہ اور ملامت کے ہوتا ہے اور اگر کبہے خیرات واسطے اونکے نکرے لیکن تقسیم مذکور بطور رواج کے کرے ہرگز کسیطرحکا طعن اور ملامت اوسکے طرف نہین آتا ہے پس تقسیم کہانی کی اس زمانہ مین قسم رسمون سے ہی نہ قسم عبادتون سے پس جو کوئے اسکو قسم رسم سے جانکر عمل مین لاوے اوسکے حق مین قسم بدعتون حکمیہ سے ہے اور جو کوئے اسکو باعث ثواب مردون کا جانکر عمل مین لاوے اوسکے حق مین قسم بدعتون حقیقے سے ہے اور جو کوئی اسکے تئین سبب توجہ ارواح مردون کا اور باعث رضامندی اونکا جانکر عمل مین لاوے اور پہر توجہ ارواح اونکے کو سبب روا ہونے حاجتون اپنے کا اور سبب بر آنے مقصدون اپنے کا جانے اور اسیطرح چہوڑنے رسمون مذکور کو

مذکوره را مورث طرد و لعن ایشان
فهمیده و آنرا موجب نکبت و بال و علت
برهمی مقاصد خود و پریشانی مطالب
خود دانسته ازان اجتناب ورزد در حق
او از قسم شرک ست و کسیکه بنا بر حاصل
کردن معرفت و روشناسی در سرکار
امیری از امرا بطریق اهداء طعام مذکوره
بتقریب سیوم و چهلم بعمل می آرد در حق او
از قسم امور معاشیه ست و کسیکه محض
بنا بر اجتماع احبا بحسب اتفاق در بعض
اوقات تقریبات مذکوره را بر روی کار
مے آرد در حق او از قسم لهو ست پس اگر
مبلغ خطیر دران صرف کند در حد اسراف
داخل خواهد گردید بالجمله معنی رسم همین
ست که امری محدث از مباحات شرعیه
درمیان اکثر طوایف انام عوام بطریق
التزام مروج بحدی شده باشد که تارک
آن امر درمیان اکثر ایشان مطعون
و ملام گردد و تعامل دران امر درمیان
اکثر ناس بنا بر مجرد تقلید اسلاف یا
موافقت اقران و اخوان قطع نظر از
حصول منفعت و لحوق مضرت جاری
شده باشد پس همین امر را رسم میگوییم

مذکور کو باعث دوری اور لعن اونکا سمجھے اور اوسے
تئین سبب مصیبت اور وبال اور موجب برہم ہونے
مقصدون اپنے اور پریشانی مطلبون اپنے کا
جانکر اوس سی پرہیز کرے اوسکے حق مین قسم
شرک سی ہے اور جو کوئے بسبب حاصل کرنی
ملاقات اور آشنائی کے سرکار مین کسی امیر کے
امیرون سے بطور ہدیہ کے کہانا مذکور تقریب
سیوم اور چہلم سے بہیجے اوسکے حق مین قسم کامون
معاش سی ہے اور جو کوئی صرف واسطے جمع ہونے
دوستون کے بحسب اتفاق بعضے وقت تقریبیں
مذکور ظہور مین لاوے اوسکے حق مین قسم کہیل سے
ہے پس اگر روپیہ بہت اوسمین صرف کرے حد اسراف
مین داخل ہوگا خلاصہ معنی رسم کے یہہ ہین کہ جو کام
نیا مباحون شرعی سے درمیان اکثر عام
لوگون کے بطریق لازم پکڑنے کے مروج اس
حد کو ہوا ہو کہ ترک کرنیوالا اوس کام کا درمیان
اکثر اونکے طعنہ دیا گیا اور ملامت کیا گیا
ہوتا ہے اور عملدرآمد اوس کام مین بیچ اکثر
لوگون کے بسبب محض پیروی بزرگون کے
یا موافقت ہمسرون اور بہائیون کے قطع نظر
حاصل ہونے نفع یا لاحق ہونے ضرر کے جاری
ہوا ہو پس اسی کام کو ہم رسم کہتے ہین ۔

پس باید دانست کہ ہمہ رسوم شادی و ماتم
و ولادت و ختنہ و رسومیکہ از عنوانات
شرافت در عوام الناس شمردہ میشود
مثل مغالات درباب مہر یعنی کثرت مقدار
و مثل اجتناب از حرف و صنایع در باب
مکاسب باوجود احتیاج بسوی آن
و مثل احتراز زن بیوہ از نکاح ثانی
و مثل استنکاف از اشتغال بحوایج خود
از بیع و شراء و برداشتن اسباب خود
بر دوش و ہمچنین استنکاف پیرزادہا
و مولوی زادہا از زی و لباس سپاہیان
از حمل سلاح و امثال آن ہمہ از قبیل
بدعات حکمیہ است بہ نسبت اکثر ناس
مسئلہ رابعہ اتباع انبیاء علیہم السلام
در احکام مختصہ بنفوس شریفہ ایشان
یا در زلات صادرہ از مقتضی بشریت
ایشان یا در احکام مختصہ ببعضی از
افراد امتیان ایشان ببعض ایشان
مثل عدم انتقاض وضو بنوم و حلت
ما فوق الاربع درباب نکاح کہ مخصوص
آنجناب است و مثل استغفار برای مشرک
و نماز بر جنازہ منافق کہ بطریق زلت
واقع گردید و مثل امتناع از نکاح ثانی

پس جاننا چاہیے کہ تمام رسمین شادی اور غمی اور پیدا
ہونے اور ختنہ کے اور جو رسمین کہ علامات شرافت
سے عوام الناس مین گنے جاتے ہین جیسے زیادتی
مہر کے باب مین یعنے بہت ہونا مقدار کا اور مثل پرہیز
کرنے نکے پیشون اور کاریگریون سے باب کسب معاش
مین باوجود احتیاج کی طرف اوسکے اور مانند بچنے
عورت بیوہ کے نکاح دوسرے سے اور مانند برا
جاننے مشغول ہونے کو اپنے حاجتون مین خرید
فروخت سے اور اوٹھانے اسباب اپنے کندہے پر
اور اسیطرح مکروہ جاننا پیرزادون اور مولوی زادون کا
وضع اور لباس سپاہیون کا اوٹھانی ہتیار سے
اور مانند اسکے سب بدعتون حکمیہ سے ہے بنسبت
اکثر لوگون کے مسئلہ چوتھا اتباع نبیون کا
کا اوپر اونکے سلام ہو ساتہ اون حکمون کے کہ
خاص ہین اونکے ذات شریف سے یا لغزشون
مین کہ بمقتضاے انسانیت صادر ہوئے ہین
اونسے یا اون حکمون مین کہ خاص ہین بعضے افراد
امت اونکی سے نص کے ساتہ جیسے نہ ٹوٹنا وضو کا
سونے سے اور حلال ہونا زیادہ چار عورتون
سے نکاح کے باب مین کہ خصوصیت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہے اور مانند طلب مغفرت مشرک
اور نماز اوپر جنازہ منافق کے کہ بطور لغزش واقع
ہوئے ہے اور مانند منع ہونے نکاح دوسرے کے

که مختص بازواج مطهرات است و اجتناب
از اخذ صدقات واجبه از زکوت و صدقهٔ عید
الفطر و نذر و کفارات که مختص به بنی
هاشم است و کفایت شهادت شاهد واحد
در مقام شهادت شاهدین که مختص
بذی الشهادتین است و حکم قطعی بدخول
جنت که مختص ببعضی صحابه و اهل بیت است
و امثال این امور از قبیح بدعات حقیقیه
است اگر اعتقاد بعموم احکام مذکوره داشته
باشد و اتباع زلات باعث حصول ثواب
دانسته باشد و از بدعات حکمیه است اگر
فقط عمل بآن کرده باشد بشرطیکه آن
عمل از ممنوعات شرعیه نباشد مثل نکاح
مافوق الاربعه و مثل جمیع زلات مسئلهٔ
خامسه اقتدار صحابه و تابعین و تبع
تابعین رضوان الله تعالی علیهم اجمعین
در اموریکه از بعضی ایشان بطریق ندرة
صادر شده و بحد رواج و تعامل بلا نکیر
نرسیده و دلیل از کتاب و سنت و قیاس
صحیح منقول از مجتهدین بر آن قایم
نگردیده مثل استمداد از اهل قبور که از
اعرابی در زمان امیر المومنین حضرت
عمر رض منقول است و مثل زیارت قبور

که خاص ساتھ بیویوں پاک آنحضرت کے ہے اور بچنا
صدقوں واجب زکوۃ اور صدقہ عید اور نذر اور
کفارہ سے کہ خاصہ بنی ہاشم کا ہے اور کافی ہونا
گواہی یک گواہ کا مقام گواہی دو گواہوں میں کہ
خاص ہے ساتھ ذو شہادتین کے اور حکم قطعی
داخل ہونے جنت کا خاص ہے ساتھ بعضے صحابہ
اور اہل بیت کے اور مثل ان کاموں کے بدترین
بدعتوں حقیقے سے ہے اگر عقیدہ عام ہونے
ان حکموں مذکور کا رکھتا ہو اور پیروی کرنے کو
لغزشوں کے باعث حصول ثواب کا جانتا ہو
اور بدعتوں حکمیہ سے ہے اگر فقط عمل اوس پر کیا ہو
بشرطیکہ وہ کام ممنوعات شرعیہ سے نہو مثل نکاح
زیادہ چار سے اور مانند سب لغزشوں کے

مسئلہ پانچواں پیروی صحابہ اور تابعین
اور تبع تابعین کے کہ رضامندی ہو اللہ کی
اون سب پر اون کاموں میں کہ بعضوں اونکے
سے بطور نادر ظہور میں آئے اور ساتھ حد رواج
اور عمل درآمد بغیر انکار کے نہ پہنچے اور اوس پر دلیل
قرآن اور حدیث اور قیاس صحیح کہ نقل کیا گیا ہو
مجتہدوں سے قایم نہوے جیسے مدد مانگنے اہل
قبور سے کہ ایک اعرابی سے زمانہ خلافت امیر المومنین
عمر رض میں نقل کی گئی ہے اور مثل زیارت
قبروں کے

در حق نسا منقول از حضرت عائشہ و حکم
بحلۃ متعہ و جواز مسح رجلین در وضو
منقول از ابن عباس و نواختن عود
از عبد اللہ بن جعفر و حکم بحلۃ مطلقہ ثلثہ
بمجرد نکاح ثانی خالی از وطی منقول از
سعید بن المسیب و ہمچنین در اموریکہ
ہر چند دران ازمنہ ظاہر شد لیکن انکار
اہل حق در ہمان ازمنہ بران متوجہ گردید
مثل جلوس امرا بر تخت حکومت و قیام
ملازمان روبروی آن منقول از معاویہ
بن سفیان و جلوس بر منبر در خطبہ منقول
از ایشان و سایر بنی امیہ و برداشتن
دست برای دعا در خطبہ جمعہ منقول از بعضے
روسائے بنی امیہ و بنا ر منبر در عید گاہ و تقدیم
خطبہ بر صلوۃ منقول از ایشان و امثال
آن از اموری کہ دران وقت ظاہر شدہ
اما انکار اہل حق بران متوجہ گردیدہ ہمہ از
قبیل بدعات حقیقیہ است اگر فاعلش آنرا
از قبیل ملحق بالسنۃ شمردہ اقتدار ایشان
مینماید والا از قبیل بدعات حکمیہ است اگر
از ممنوعات شرعیہ نباشد مسئلہ سادسہ
باید دانست کہ ہر چند در شرع شریف بسیاری
از افعال و اقوال و اخلاق را شعبہ کفر و نفاق

بیچ حق عورتون کی کہ نقل کی گئی ہے حضرت عائشہ سے
اور حکم حلال ہونی متعہ کا اور جائز ہونے مسح دونو
پانوٴن کا وضو مین نقل کیا گیا ہے ابن عباس سے اور بجانا
عود کا عبد اللہ بن جعفر سے اور حکم حلال ہونی تین طلاق
دی گئی کا بمجرد نکاح دوسرے کے بی جماع کی نقل کیا گیا ہے
سعید بن مسیب سے اور اسیطرح اون کامون مین کہ ہر چند
اوس زمانہ مین ظاہر ہوی لیکن انکار حق والون کا اوسی
زمانہ مین اوسپر ہوتا رہا جیسے بیٹھنا امیرون کا تخت حکومت
پر اور کہڑے رہنا نوکرون کا روبرو اونکے نقل کیا گیا ہے
معاویہ بن سفیان سے اور بیٹھنا اوپر منبر کے خطبہ
مین نقل کیا گیا ہے اونسے اور تمام بنی امیہ سی اور
اوٹھانا ہاتہ واسطے دعا کے اندر خطبہ جمعہ کے نقل کیا گیا
ہے بعض سردارون بنی امیہ سی اور بنانا منبر کا
عید گاہ مین اور مقدم کرنا خطبہ کو اوپر نماز کے
نقل کیا گیا ہے اونسے اور مانند انکی اون کامون
سے کہ اوسوقت ظاہر ہوئی مگر انکار اہل حق کا
اوسپر ہوتا رہا سب قسم بدعتون حقیقے سے ہین
اگر کرنیوالا اوسکا اونکو ملحق بسنت شمار کرکے
پیروی اونکی نکرے ورنہ قسم بدعت حکمیہ سے
ہے اگر ممنوع شرعی نہو مسئلہ چہٹا -
جاننا چاہیئے کہ ہر چند شرع شریف مین بہت
سے کام اور باتین اور خصلتین شاخون
کفر اور نفاق سے -

شمرده اند اما از اطلاق لفظ کافر و منافق
بر شخصی خاص همین متبادر میشود که عقیده کفر
و نفاق میدارد همچنین باید فهمید که هر چند
هزاران هزار امور از قسم بدعت است که
پاره ازان بطریق نمونه درینمقام ذکر کرده شد
اما از اطلاق لفظ مبتدع یا صاحب بدعت
بر شخصی خاص همین معنی فهمیده میشود که شخص
مذکور عقیده بدعت میدارد پس بنا بر
ارتکاب اقسام باقیه از بدعت حقیقیه و
جمیع اقسام بدعت حکمیه مرتکب آنرا مبتدع
و صاحب بدعت نتوان گفت پس چنانکه
از معدود کردن بعضی افعال و اقوال و
اخلاق از شعب کفر و نفاق مقصود همین است
که سامعین ازان اجتناب نمایند نه آنکه
آنچه در قرآن مجید از احکام کفار و منافقین
از قسم قتل و نهب و سبی و ترقیق و وضع
جزیه که در حق کفار وارد شده و حرمت
صلوة جنازه و ممنوعیت زیارت قبور
ایشان و نهی از استغفار برای اموات
ایشان که در حق منافقین وارد شده
بر صاحب افعال و اقوال و اخلاق مذکوره
مطلقا اجرا باید کرد همچنین از تعداد اقسام
بدعت درین مقام مقصود همین است که

گنے گئے ہین مگر بولنے لفظ کافر اور منافق سی اوس شخص
سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ عقیدہ کفر اور نفاق کا رکھتا
ہے اسیطرح چاہیئے سمجھنا کہ ہرچند ہزاروں ہزار کام
قسم بدعت سی ہین کہ تہوڑا سا اونسی بطریق نمونہ
کے اسجگہہ ذکر کیا گیا ہے مگر بولنے لفظ مبتدع یا صاحب
بدعت سی اوپر شخص خاص کے یہی معنی سمجھی جاتی ہین
کہ شخص مذکور عقیدہ بدعت کا رکھتا ہے پس بسبب نسبت
کرنے باقی اقسام بدعت حقیقے سے اور تمام اقسام
بدعتوں حکمی سی کرنیوالے اوسکیکو مبتدع اور صاحب
بدعت نہ چاہیئے کہنا پس جیسا کہ گنے بعضے کاموں
اور باتوں اور خصلتوں کے شاخوں کفر اور نفاق
سے مقصود یہی ہے کہ سننے والی اوس سی پرہیز
کرین نہ یہہ کہ جو کچھہ قرآن شریف مین حکموں کافروں
اور منافقوں سے جیسے قتل اور غارتگری
اور بندی پکڑنے اور غلام بنانے اور جزیہ مقرر
کرنے سے کہ کافروں کے حق مین وارد ہوا ہے
اور حرام ہونے نماز جنازہ اور منع ہونے
زیارت قبور اونکے اور ممانعت مغفرت چاہنے
مردوں اونکے سے کہ بیچ حق منافقوں کی وارد
ہوئی ہے اوپر صاحب کاموں اور صاحب
باتوں اور صاحب خصلتوں مذکور کے ہے
جاری کرنے چاہیئے اسیطرح گنے اقسام بدعتوں
سے اسجگہہ مقصد یہی ہے کہ ـــ

سامعین از جمیع اقسام مذکوره اجتناب
نمایند و راه سنت خالصه اختیار کنند
نه آنکه انچه در حدیث شریف از احکام
مبتدعین و اہل بدعات از قسم حبط اعمال
ایشان و حرمت توقیر ایشان و اجتناب
از عیادت ایشان و احتراز از مجالسته و
مخالطت ایشان و ممنوعیت ابتدا و مفاتحه
در کلام و سلام با ایشان بر مرتکب قسمی از
اقسام مذکوره مطلقاً اجرا نمایند حاشا که
کسے از منصفان حق طلب این راه افراط
و غلو پیماید نعوذ باللہ من ذلک **فایده ثالثه**
در بیان انچه در بادی نظر مشتبه ببدعت
میشود و فی الحقیقت دران داخل نیست و
آن مشتمل است بر چند مسائل **مسئله اولی**
جمع قرآن و ترتیب سور و نماز تراویح بهیئه
مخصوصه و اذان اول برای نماز جمعه و
اعراب قرآن مجید و مناظره اہل بدعت
بدلائل نقلیه و تصنیف کتب حدیث و تمییز
قواعد نحو و تنقید رواة حدیث و اشتغال
باستنباط احکام فقهیه بقدر حاجت همه از
قبیل ملحق بالسنت است که در قرون مشهود لها
بالخیر مروج گردیده و بآن تعامل بلا نکیر
دران قرون جاری شده چنانچه بر مهره

سننے والے تمام اقسام مذکورہ سے پرہیز کریں اور
طریقہ سنت خالص کا اختیار کریں نہ یہہ کہ جو کچھہ
حدیث شریف میں حکمون مبتدعین اور اہل بدعت
سے قسم ضایع ہونے اعمال اونکے اور حرام ہونے
تعظیم و اونکے اور بچنا بیمار پُرسی اونکی اور پرہیز کرنا
ہمنشینی اور اختلاط سے اونکے اور ممانعت شروع
کلام اور سلام علیک سے ساتہ اونکے ہے اوپر فاعل
کسے قسم کے اقسام مذکورہ سے مطلقا جاری کریں
خبردار کہ کوئی منصف حق چاہنے والا یہہ راہ زیادتی
اور حد سے بڑہنے کے چلے پناہ مانگتے ہین ہم
ساتہ خدا کے اس سے **فائدہ تیسرا** بیچ بیان
اوسکے کہ ظاہر نظر مین مشابہ ساتہ بدعت کی
ہوتا ہے اور حقیقت مین داخل بدعت نہین ہے
اور ملا ہوا ہے چند مسئلون پر **مسئلہ پہلا**
جمع کرنا قرآن کا اور ترتیب سورتون کے اور
نماز تراویح صورت خاص پر اور اذان پہلی واسطے
نماز جمعہ کے اور زیر و زبر قرآن شریف کے اور
مناظرہ اہل بدعت سے ساتہ دلیلون نقلی کے
اور تصنیف کرنا کتابون حدیث کا اور بیان کرنا
قاعدون نحو کا اور پرکہنا راویون کو حدیث کی اور
شغل نکالنی حکمون فقہ کا بقدر حاجت کے سب قسم ملحق
سنت سی ہی کہ زمانہ مین اون لوگون کے کہ گواہی دیگئی
بہتری کی اونکی مروج ہوا اور عملدرآمد اوسپر بلا انکار اون

فن تاریخ پوشیده نیست آری هر شی را از
اشیاء محمود وحه و شرعیه مرتبه ایست از مراتب
جهمیت اهمیت و شرافت و اشرفیت و
حسن و احسنیت که از تغیر آن مرتبه بدعت
لازم می آید قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ؁
مثلاً ترتیبی که در آیات قرآن فیما بینها و در
تعوذ و بسمله و سوره فاتحه و سایر سور قرآنی
در نماز واقع است بمراتب اهم است از ترتیب
سوره فیما بینها که اول از قسم سنت حقیقیه است
و ثانی از قسم ملحق بالسنة مثلاً هر کسیکه در
قراءة صلوة تقدیم سوره بر فاتحه یا در مطلق
قراءة تقدیم سوره بر بسمله یا تقدیم بسمله
بر تعوذ یا قراءة سوره واحده بتقدیم و تاخیر
آیات بعمل آرد زجر شرعی بجدی باو متوجه
خواهد گردید یا حرمان از ادراک فضیلت
قراءة قرآن بوجهی لاحق حال او خواهد شد
که بعدم رعایت ترتیب سور در قراءة قرآن
عشر عشیر آن نخواهد شد پس کسیکه ترتیب
سور را مثل ترتیب اول دانسته سعی بلیغ
در رعایت آن یا انکار شدید بر عدم رعایت
آن نماید البته ترتیب مذکور بنسبت او
از قبیل بدعة خواهد گردید و اگر در زمانی از
ازمنه رعایت ترتیب سور بر وجه مذکور

فن تاریخ سے پوشیدہ نہین ہے ہان واسطے ہر چیز
چیزون نیک شرعی کی ایک مرتبہ ہے مراتب اہتمام
اور کمال اہتمام اور خوبی اور کمال خوبی اور بہتری
اور کمال بہتری سے کہ تغیر و بدلنے اوس مرتبہ سے
بدعت لازم آتی ہے آیة ترجمہ البتہ بنایا ہے اللہ نے
واسطے ہر چیز کے اندازہ ۔ مثلاً جو ترتیب کہ بیچ
آیتون قرآن کے آپس میں اور اعوذ اور بسم اللہ اور
سورہ فاتحہ مین اور تمام سورتون قرآن شریف کے
نماز مین واقع ہے وہ بمرتبہ کمال اہتمام کے ہے ترتیب
سورتون سے آپس مین کہ ترتیب پہلے قسم سنت حقیقے
سے ہے اور ترتیب دوسری قسم ملحق سنتہ سے مثلاً جو کوئی
نماز مین پڑہنا سورہ کا سورہ فاتحہ پر مقدم کری یا مطلق
قرآن پڑہنے مین مقدم کری سورہ کو بسم اللہ پر یا مقدم
کری بسم اللہ کو اوپر اعوذ باللہ کے یا پڑہنے کسی سورہ
مین آگی پیچہے کرنا آیتون کا عمل مین لاوے تو زجر و توبیخ
شرعی اس جی کا اوسپر عاید ہوگا یا محروم ہونا فضیلت
پڑہنے قرآن سی اس طرح پر لاحق حال ہوگا کہ بسبب
نہ رعایت کرنے ترتیب سورتون کے پڑہنے قرآن مین
عشر عشیر بہی اوسکا نہوگا پس جو کوئی ترتیب سورتونکو
مثل ترتیب آیتونکے جانکر کمال کوشش اوسکی رعایت مین
یا انکار سخت اوپر نہ رعایت کرنے اوسکے کے کرے
البتہ ترتیب مذکور بہ نسبت اوسکے قسم بدعت سے ہوگی اور
اگر کسے زمانہ مین زمانون سی رعایت ترتیب سورتونکی

مروج گردد البتہ انکار کردن بر ایشان
دران باب از جملہ احیاء سنت و اخمال بدعت
شمردہ خواہد شد و بر ذمہ اہل حق لازم خواہد
گردید کہ در مجامع عامہ رعایت ترتیب مذکور را
فرو گذارند تا افراط اہل زمان فرو نشیند
ہمچنین نماز تراویح را بہیئت مخصوصہ مساوی
بہ تہجد نباید شمرد چنانچہ قول ثانی تراویح
یعنی امیر المومنین فاروق اعظم فَالَّتِیْ
تَنَامُوْنَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِیْ تَقُوْمُوْنَ
فِیْهَا بران دلالت صریح میدارد مسئلہ
ثانیہ احکام مستنبطہ مجتہدین سابقین خواہ
بانیوجہ باشد کہ فلان امر واجب است یا مندوب
یا مباح یا مکروہ یا حرام یا بانیوجہ باشد کہ
فلان امر رکن فلان امر است یا شرط او
یا ہیئت مکملہ او یا سبب او یا لازم او
یا اثر او یا ثمرہ او یا منافی او یا عوض او
وامثال آن و مراد از امر اعم است از انکہ
از جنس عقائد عقلیہ باشد یا امور قلبیہ یا افعال
جوارح از عبادات یا عادات یا از معاملات
ہمہ از قبیل سنت حکمیہ است ہرگز در قسمی از
اقسام بدعت داخل نیست چہ حکم مذکور
از قبیل محدثات اصلا نیست چہ جائیکہ از
بدعات باشد اما بسہ شروط اول انکہ

مروج ہووے البتہ انکار کرنا اونپر اسباب مین قسم زندہ
کرنے سنت اور گم کرنے بدعت سی گنی جاوی گی اور اوسکے
ونسہ اہل حق کے لازم ہوگا کہ مجمعون عام مین رعایت
ترتیب مذکور کو چھوڑین تو زیادتی اہل زمانہ کے کچہہ
کم ہو اور اسیطرح نماز تراویح کو صورت خاص پر
برابر تہجد کے نہ چاہیے گننا جیسا کہ قول معین کرنیوالے
تراویح امیر المومنین عمر فاروق کا حدیث افضل
ہین اون سے کہ قایم ہوتے ہین ساتہ اسکے —
اسپر صریح دلالت کرتا ہے مسئلہ دوسرا
حکم نکالے ہوئے مجتہدون پہلے کے خواہ اسطرح
ہون کہ فلان حکم واجب ہی یا مستحب یا مباح یا مکروہ
یا حرام یا اسطرح پر ہو کہ فلان کام رکن فلانی کام کا
ہے یا شرط اوسکے یا صورت مکملہ اوسکے یا سبب
اوسکا یا لازم اوسکا یا اثر اوسکا یا نتیجہ اوسکا یا
مخالف اوسکے یا عوض اوسکا ہے یا مانند اوسکے اور مراد
امر یعنے کام سے عام ہے اس سے کہ قسم عقیدون
عقلے سے ہو یا کامون قلبے یا کامون ہاتہہ
پانو وغیرہ اعضاے جسمانے سے قسم عبادتون
یا عادتون یا معاملون سے سب جنس سنت
حکمیہ سے ہے ہرگز کسے قسم مین اقسام
بدعت سے داخل نہین اسلیئے کہ حکم مذکور قسم
محدثات سے بالکل نہین ہے پہر کیا وجہ کہ
بدعتون سی ہو مگر ساتہ تین شرطونکی اول یہہ کہ

قیاسیکہ استنباط احکام مذکورہ بان کردہ
باشند فی نفسہ صحیح باشد وشرائط صحت قیاس
درکتب اصول فقہ مفصلا مذکورست پس
قیاسیکہ فی نفسہ صحیح نباشد ہرگز مقبول
نیست اگرچہ از مجتہدین سابقین منقول
باشد مثل قیاس عبادات بدنیہ بر عبادات
مالیہ درباب نیابت احیا از اموات کہ صریح
الفسادست چہ علۃ دخول عبادت بدنیہ
در امور دینیہ اتعاب نفس امارہ ست در طاعت
حق جل ذکرہ و اظہار تذلل عبودیت و
اکتساب کیفیات آن افعال در جذر مزاج
روحانی مثل اکتساب کیفیات اغذیہ و ادویہ
در جذر مزاج جسمانی و مثل اکتساب ملکات
نفسانیہ بمزاولۃ و افاعیل جسمانیہ و نیابت
درین امور متعذرست و الا لازم آید کہ
درباب تادیب حیوان و صبیان و نسوان
و تہذیب باخلاق ایشان و درباب اکرام
و توقیر کبرا و درباب اکل و شرب و جماع
و تداوی و درباب تعلم علوم و صنایع و
حرف و ورزش جسمانی و ریاضت نفسانی
و مراقبات و اشتغال نیابت جاری باشد
و ثمرات اشیاء مذکورہ از نائب بجنیب
انتقال کند و ھو محال بحسب العادت

جس قیاس سے احکام مذکور کو نکالا ہو وہ اپنے
ذات سے صحیح ہوا ور شرطین صحت قیاس کے
کتابون اصول فقہ مین مفصل ذکر کی گئی ہین پس
جو قیاس کہ بذاتہ صحیح نہین ہے وہ ہرگز مقبول
نہین ہے اگرچہ مجتہدون پہلون سے منقول ہو مثل
قیاس عبادت بدنے کے اوپر عبادت مالے کی
بیچ مقدمہ نیابت زندون کے مردون کیطرف سے
کہ فساد اسکا ظاہر ہے اسلئے کہ سبب داخل ہونے عبادت
بدنی کا دین کی کامون مین رنج مین ڈالنا نفس امارہ کا
ہے بندگی حق تعالی مین اور ظاہر کرنا ذلت بندہ ہونیکو
اور حاصل کرنا کیفیت اون کامون کا بیچ اصل مزاج
روحانے کی مانند حاصل کرنے کیفیتون غذاون اور دوائیون
کے اصل مزاج جسمانی مین اور مانند حاصل کرنے استعدادون
نفسانے کے بواسطہ کرنے کامون جسمانی کی اور نیابت
ان کامونمین مشکل ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ بیچ مقدمہ
ادب سکہانی حیوان اور بچون اور عورتون کے اور
درست کرنے خصلتون انکے کے اور بیچ مقدمہ تعظیم اور
توقیر بڑونکے اور بیچ مقدمہ کہانی اور پینے اور جماع کرنی
اور دوا کرنیکے اور بیچ مقدمہ سیکہنے علمون اور صنعتون
اور پیشون اور ورزش جسمانی اور ریاضت نفسانی
اور مراقبون اور شغلون کے نایب ہونا جاری ہو
اور فائدے چیزون ذکر کے گئی کے نائب سے طرف اوسکے
کہ جسکا نائب ہے انتقال کرین - اور یہہ محال ہے بحسب عادت

الالہیتہ وان کان ممکنا بحسب قدرتہ تعالی
وعلۃ دخول عبادت مالیہ در امور دینیہ
رفع حاجت مفالیس و ذوی الحاجات ست
ونظم سیاست مدینہ وحفظ ضعفاء اہل ملت
از ہلاک و تلف ونیابت در امثال این امور
عرفا و شرعا جاریست مثل قضاء دیون
وایفای حقوق اہل وعیال وجیران و
نوکران ومثل سیاست مدینہ بتفصیل
خصومات وتعزیر دزدان وقطاع الطریق
ومثل سیاست ملۃ بتعلیم علوم وامثال
آن کہ نیابت دران جاریست وسرانجام
دادن مہمات مذکورہ کہ از نایب صادر شدہ
منسوب بمنیب میگردد وثمرات آن مثل
فراغ ذمہ از دیون وحقوق ونیکنامی
بسرانجام دادن مہمات وترقی منصب
روبروی سلاطین بمنیب عاید میگردد
پس قیاس احدہما علی الآخر در باب نیابت
قیاس بلا علۃ جامعہ ست بالجملہ حکمیکہ
بقیاس فاسد مستنبط باشد از قبیل بدعات
ست اگرچہ صاحب آن معذور باشد
نہ از قبیل سنت حکمیہ زیراکہ انچہ قایس نظیر
حکم خود فہمیدہ بر آن قیاس کردہ است
فی الحقیقت نظیر او نیست پس در نفس الامر

الہی کی اگرچہ ممکن ہے بحسب قدرت اوسکے کی اور سبب داخل
ہونے عبادت مالی کا کامون دین مین رفع ہونا حاجت
مفلسون اور اہل حاجتون کا ہے اور بندوبست سیاست
شہر اور محافظت ضعیفون اہل دین کی ہلاک اور تلف
ہونے سے اور نیابت مثل ان کامونمین عرفا اور شرعا
جاری ہے جیسے ادا کرنا قرض کا اور پورا دینا حق اہل وعیال
اور ہمسایون اور نوکرون کا اور مانند سیاست شہرون کے
ساتہ فیصلہ کرنے مقدمون اور سزا دینے چورون اور
راہزنون کے اور مانند سیاست مذہب کے ساتہ سکہانی
علمون کے اور مانند اسکے کہ نیابت انمین جاری ہی
اور سرانجام دینا ان کامون مذکورہ کا کہ نائب سے
واقع ہوتا ہے نسبت کیا گیا طرف اوسکی کہ جسکا نائب ہے
ہوتا ہے اور نتیجہ اوسکا مثل فارغ الذمہ ہونے کے
قرض اور حقون سے اور نیکنامی ساتہ سرانجام
ان کامون کے اور ترقی عہدہ کے نزدیک بادشاہون
کے ساتہ منیب کے رجوع ہوتے ہے پس قیاس ایک کا
دوسرے پر مقدمہ نیابت مین قیاس بغیر علت جامع کے
ہے خلاصہ یہہ کہ جو حکم قیاس فاسد سے نکالا گیا ہو
قسم بدعت سے ہے اگرچہ وہ نکالنے والا معذور ہو
نہ قسم سنت حکمیہ سے اسلئے کہ جو کچہ قیاس کرنیوالے نے
نظیر حکم اپنے کے سمجہکر اوسپر قیاس کیا ہے حقیقت
مین نظیر اوسکے نہین ہے پس حقیقت میں

محدث باشد و وقتیکه حکم مذکور را از احکام
شرعیه شمرده شد پس محدث در امر دین
باشد و همین ست معنی بدعت **شرط ثانی**
آنکه قایس از مجتهدین باشد نه از مقلدین
و وجهش آنکه هر چند وجود نظیر شے در نص
در حکم وجود نفس آن شیٔ ست اما ادراک
آنکه فلان چیز نظیر فلان چیز ست پس
موقوف ست بر فطانت بالغه زیراکه مراد
از نظیر در ما نحن فیه مشارک اوست در علت
حکم نه مشابه او در اوصاف باقیه و ملکه تمیز
علت از سایر اوصاف عمده ارکان اجتهاد
ست چه بسا می باشد که شخصی چیزے را
نظیر چیز دیگر بسبب کمال مشابهت قرار داده
حکم اصل را بر فرع جاری مینماید حالانکه فی الحقیقة
چیز مذکور نظیر او نیست بنا بر عدم مشارکت
در علت حکم پس اجراء حکم بر آن چیز فی الحقیقة
از قبیل محدثات ست اگرچه شخص مذکور آنرا
از قبیل سنت حکمیه میشمارد مثلا بادشاہے
باتباع خود امر فرموده که زید را اعزاز و اکرام
کنند و زید در نفس الامر باعتبار صورت
و سیرت و حرفه موصوف ست باوصاف
کثیره که از انجمله علم ست و مدار حکم اعزاز
و اکرام ست و عمرو با او در صورت و سیرت

محدث ہوگی اور جسوقت کہ حکم مذکور کو احکام شرعی
سے گنا گیا پس محدث کام دین مین ہوگا اور یہی ہین
معنی بدعت کے اور **شرط دوسری** یہہ ہے
کہ قیاس کرنیوالا مجتہدون سے ہو نہ مقلدون سے
اور وجہ اوسکی یہہ ہے کہ ہرچند وجود مثل ایک چیز کا
نص مین بیچ حکم وجود اوسی چیز کے ہے لیکن معلوم
ہوتا کہ فلانی چیز مثل فلانی چیز کے ہے موقوف ہے
اوپر عقل کامل کے اسلیئے کہ مراد نظیر سے اس گفتگو ہمارے
مین شریک اوسکا ہے علت حکم مین نہ مشابہ اوسکے
وصفون باقی مین اور ملکہ پہچاننے علت کا تمام
وصفون سے عمدہ رکن اجتہاد کا ہے اسلیئے کہ
بہت ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک چیز کو مثل چیز
دوسری کے بسبب کمال مشابہت کے قرار دیکر
حکم اصل کو اوپر فرع کے جاری کرتا ہے اور حال
یہہ ہے کہ حقیقت مین چیز مذکور نظیر اوسکے نہین ہے
بسبب نہ شریک ہونیکے علت حکم مین پس جاری
کرنا حکم کا اوسچیز پر حقیقت مین قسم محدثات سی ہے
اگرچہ وہ شخص مذکور اوسکو قسم سنت حکمیہ سے گنتا ہے
مثلا ایک بادشاہ نے ساتھ نوکرون اپنے کے
حکم فرمایا کہ زید کے عزت اور تعظیم کرین اور زید بحقیقت
مین باعتبار صورت اور خصلت اور پیشہ کے موصوف
ہے ساتھ بہت وصفون کے کہ اونمین سی ایک علم ہے اور وہی
مدار حکم عزت اور تعظیم کا ہی اور عمرو ساتھ اوسکی صورت اور خصلت

و حرفه و صنعت و سن و نسب مشابهت
تمام میدارد اما جاهل ست و بکر با او در جمیع
امور مذکوره مخالفت میدارد اما عالم است
پس بکر باوجود اینقدر مخالفت نظیر زید است
پس حکم بادشاهی که باکرام زید صادر گردید
مشتمل ست بر اکرام بکر نیز حکما و عمرو باوجود
مشابهت تامه نظیر زید نیست پس اکرام او
مندرج حکم بادشاهی نیست بلکه مخالف
اوست پس کسی که حکم چیزے را بر نظیر
آن چیز اجرا کند لابد ملکهٔ ادراک مدار اصل
حکم داشته باشد والا ممکن که در ورطه
مخالفت حکم سلطانی گرفتار گردد و همین ملکه
ادراک مدار اصل حکم را ملکهٔ اجتهاد میگویند
پس مسائل مستنبطه غیر مجتهدین که بقیاس خود
برآورده اند متردد است در آنکه از قبیل سنت
حکمیه باشد یا از جنس بدعات حقیقیه چه حکم
مستنبط را البته از احکام دین می شمارند
و هرگاه که چیزے متردد باشد درمیان سنت
حقیقیه و بدعت حقیقیه باعتبار ضعف روات
جانب بدعت او را ترجیح میدهند و احتراز
ازو لازم می شمارند چنانچه شیخ ابن الہمام
در فتح القدیر و صاحب مجالس الابرار بآن
تصریح فرموده اند پس وقتی که چیزی متردد

اور پیشہ اور صنعت اور عمر اور نسب مین مشابہت
تمام رکہتا ہے مگر جاہل ہے اور بکر ساتہ اوسکے سب
باتون مذکورہ مین مخالفت رکہتا ہے مگر عالم ہے
پس بکر باوجود اسقدر مخالفت کے مثل زید کی ہے
پس حکم بادشاہی کہ ساتہ تعظیم زید کے وارد ہوا ہے
ملا ہوا ہے تعظیم بکر پر بہی اور عمرو باوجود مشابہت
تمام کے مثل زید کے نہین ہے پس تعظیم اوسکے داخل
حکم بادشاہی کی نہین ہے بلکہ مخالف اوسکے ہے
پس جو کوئی کہ حکم ایک چیز کا اوپر مثل اوسکی کے
جاری کرے ضرور استعداد معلوم کرنے مدار اصل
حکم کا رکہتا ہو ورنہ ممکن ہے کہ بیچ بہنور مخالفت
حکم بادشاہی کے گرفتار ہووے اور اسی ملکہ
دریافت مدار اصل حکم کو ملکہ اجتہاد کہتے ہین پس
مسئلے نکالے ہوئے غیر مجتہدون کے کہ اپنے
قیاس سے نکالی ہین مشکوک ہین اسمین کہ قسم سنت
حکمی سے ہون یا قسم بدعت حقیقے سے اسلئے کہ حکم
نکالے ہوئے کو البتہ حکم دین سے گنتے ہین اور
جسوقت کہ کوئی چیز مشکوک ہو درمیان سنت حقیقے
اور بدعت حقیقے کے باعتبار ضعف روایت کے
تو جانب بدعت اوسکیکو ترجیح دیتے ہین اور پرہیز
اوس سے بہی لازم گنتے ہین جیسا کہ شیخ ابن ہمام نے
فتح القدیر مین اور صاحب مجالس الابرار نے ساتہ
اوسکے تصریح کی ہے پس جسوقت کہ کسی چیز مین تردد ہو

باشد درمیان سنت حکمیه و بدعت حقیقیه
جانب بدعت او البته راجح خواهد گردید
واز جنس بدعات حقیقیه البته شمرده خواهد شد
بالجمله مسائل مستنبطه مجتهدین سابقین
که مسلم الاجتهاد اند بقیاسات صحیحه بیشک
از قبیل سنت حکمیه است واما تخریجات
متاخرین فقهاء مثل تحدید ماء کثیر بعشر
فی العشر بنا بر قیاس بر زمین متعلقه چاه
ومثل حکم باستحباب تکلم بالفاظ دالّه بر نیت
در باب عبادات بنا بر قیاس بر تکلم الفاظ
عقود در باب معاملات ومثل حکم بوجوب
تقلید مجتهدی معین از مجتهدین سابقین
وحکم بالتزام بیعت شیخی معین از شیوخ طریقت
بنا بر قیاس بر اطاعت امام وقت و
التزام بیعت او ومثل حکم بجواز تقبیل قبر
بنا بر قیاس بر تقبیل میت که از آنجناب
صلے اللہ علیہ وسلم منقول است به نسبت
عثمان بن مظعون واز جناب صدیق اکبر
رضی الله عنه به نسبت آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم
منقول است ومثل حکم بجواز هبهٔ ثواب
عبادات برای اموات بنا بر قیاس بر هبهٔ
اعیان برای احیاء بخلاف مسئله نیابت
عن المیت که آن در عبادات مالیه مسلم است

ہو کر قسم سنت حکمی سے ہی یا بدعتوں حقیقی سے
جانب بدعت اوسکے البتہ غالب ہوگی اور قسم
بدعت حقیقی سے گنی جائیگی خلاصہ یہ ہے کہ مسئلے نکالے
ہوئے مجتہدون پہلون کے کہ اونکا اجتہاد تسلیم
کیا گیا ہے قیاسوں صحیح سے بیشک قسم سنت حکمی
سے ہین اور نکالے ہوئے پچھلے فقیہون کے
مانند حد باندہنے پانی بہت کی ساتہ دہ در دہ کے
بسبب قیاس کے اوپر زمین متعلقہ کوئین کے اور
مثل حکم مستحب ہونی کلام ساتہہ لفظون دلالت
کرنیوالون کے نیت پر عبادت کے باب مین بسبب
قیاس کرنے اوپر کلام لفظون عقدون بیع وغیرہ
معاملات کے باب مین اور مثل حکم واجب ہونی تقلید
ایک مجتہد معین کے مجتہدون پہلون سے اور
حکم لازم ہونے بیعت کسی شیخ معین کے شیخون
طریقت سی بسبب قیاس کرنے اوپر اطاعت
امام وقت اور لازم ہونے بیعت اوسکیکے اور مانند حکم
جایز ہونی بوسہ قبر کے اوپر قیاس بوسہ میت کے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے بہ نسبت عثمان بن
مظعون اور جناب ابوبکر صدیق رض سے بہ نسبت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے نقل کیا گیا ہے اور مانند حکم جائز
ہونے بخشش ثواب عبادت واسطی مردونکی اوپر قیاس
بخشش مال اسباب وغیرہ واسطی زندونکے بخلاف مسئلہ
نیابت میت کیطرفسی کہ وہ عبادت مالی مین مسلم ہے۔

و در عبادات بدنیه مختلف فیه و مثل حکم
به منسوخیت احادیث داله بر حرمت مزامیر
بنا بر قیاس بر منسوخیت حرمت استعمال
ظروف خمر و امثال آن از تخریجات غیر
محصوره که منقول از متاخرین فقها و صوفیه
ست و کتب فقه و سلوک بآن مملو و مشحون است
و اکثر اتباع ایشان همین تخریجات محدثه
را احکام شریعت و اسرار طریقت می نگارند
همه از قبیل بدعات ست و دلایل ایشان
همه از قبیل لطایف شعریه و نکات مخیله
ست که هرگز احکام مذکوره را از حد بدعت
خارج نمیگردانند و در دائره شریعت ایمانیه
و طریقه احسانیه داخل نمیکنند شرط ثالث
آنکه مرتبه سنت حکمیه اگرچه بمراتب فروتر از سنت
حقیقیه و ملحق بالسنة ست محفوظ دارد
بیانش آنکه هرچند مسائل اجتهادیه که
مجتهدین سابقین مسلم الاجتهاد آن را
بقیاسات صحیحه استنباط کرده باشند از قبیل
سنت حکمیه ست اما فکر بشری را در آن
دخل عظیم ست و احتمال خطا در آن گنجایش
دارد بخلاف سنت حقیقیه و ملحق بالسنة که
حفاظت ربانیه و کفالت رحمانیه بآن متعلق
گردیده پس لابد آن همه سراسر شعشعه

اور عبادات بدنی میں مختلف فیہ اور مانند حکم منسوخ
ہونے اون حدیثوں کے کہ دلالت اوپر حرام ہونے
مزامیر کے رکھتے ہیں بسبب قیاس کرنی اوپر منسوخ ہونے
حرمت برتنی برتنوں شراب کے اور مانند اوسکے اور باتین
نکالی ہوئی بہت سی کہ نقل کی گئی ہیں پچھلے فقیہوں
اور صوفیوں سی اور کتابین فقہ اور سلوک کے اوس سے
بھری ہوئی ہیں اور اکثر پیرو اونکے انہیں باتونکو
کہ نئے نکالے ہوئی ہیں احکام شریعت اور بھید
طریقت کے لکھتے ہیں تمام قسم بدعت سی ہیں اور
دلیلیں انکی سب قسم لطیفوں اشعار اور باریکیوں
قوت خیالی سی ہیں کہ ہرگز حکموں مذکور کو حد بدعت سے
باہر نہیں کرتے ہیں اور گھیرے شریعت ایمانی اور طریقہ
احسانی میں داخل نہیں کرتے ہیں شرط تیسری
وہ ہے کہ مرتبہ سنت حکمی کو کہ بہت درجے کم سنت
حقیقے اور ملحق بالسنة سی ہی نگاہ رکھی بیان اوسکا
یہہ ہے کہ ہرچند مسئلے اجتہادی کہ ایسی مجتہدوں
پہلوں نے کہ جنکا اجتہاد مسلم ہے قیاسوں صحیح سے
نکالے ہوں قسم سنت حکمیہ سے ہیں مگر فکر آدمی کو
اوسمین دخل بڑا ہے اور احتمال خطا کا اوسمین
گنجایش رکھتا ہے بخلاف سنت حقیقے اور ملحق
بالسنة کے کہ حفاظت الٰہی اور ضمانت خداوندی
اوس سے متعلق ہے پس بالضرور وہ تمام
سراسر ایک پرتو ہے —

ست از شعشعات باب غیور که ظلمات ضلال
بآن مضمحل ست وخفاش وہم وخطا ازآن
دور دور پس لابد رعایت اختلاف مرتبتین
پیش نظر باید داشت و این رعایت اختلاف
مراتب را در ضمن تمثیلے ایضاح مینمایم پس
میگوییم چنانکه سلاطین عدالت شعار بنا بر
نظم ونسق کارخانہ سلطنت وسیاست
رعایا دو قسم سرشتہ کاروبار بروی کار
مے آرند قسم اول آنست که مرکز دائرہ
سلطنت ہمانست و مدار اصل سیاست
برآن وآن سرشتہ حکومت ست مثل
تعیین آئین سیاست وامرا جنود وحکام
بلدان ونائبان ایشان وتقسیم جنود بعسا کر
وعساکر بجماعات وتعیین امیرے کبیر بر سر
ہر عسکر وامیرے صغیر بر سر ہر جماعت
وتقسیم اقالیم باضلاع واضلاع ببلدان وقرے
وبلدان بمحلات وتعیین امیری کبیر بر ہر ضلع
وامیرے صغیر بر ہر بلدہ وگذر بانی بر ہر
محله بارسال فرامین وپروانجات مشتمله
بر قوانین آئین واحکام سیاست بسوے
امرا اجناد وامصار مشتمله بر مامور کردن
ایشان باجراے آن احکام بطریق جبر
بحکومت وارسال اشتہارات بنام

ہے شعاعون پروردگار سے که تاریکیے گمراہی کے
اوس سے مضمحل ہوتے ہے اور چمگدڑ وہم اور چوک کے
اوس سے دور دور رہتے ہے پس ضرور رعایت
اختلاف دونو مرتبون کے پیش نظر چاہیے
رکھنی اور اس رعایت اختلاف مرتبون کو بیچ ضمن
ایک مثال کی واضح کرتا ہون پس کہتا ہون بیچ
که جیسے بادشاہ عدل والے واسطے بندوبست
کارخانہ بادشاہی کے اور دبدبہ رعایا کے سرشتہ
کاروبار دو قسم کا ظہور مین لاتی ہین قسم پہلی
وہ ہے که مرکز دائرہ سلطنت کے وہی ہے اور مدار
اصل دبدبہ کا اوسی پر اور وہ ہی سرشتہ حکومت سے
جیسے که معین کرنا قاعدون سیاست کا اور امیرون لشکر کا
اور حاکمون شہر کا اور اونکے نائبون کا اور تقسیم کرنا
لشکر کا ساتھ عساکر اور جماعتون کے اور معین کرنا
بڑے بڑے امیرون کا ہر لشکر پر اور چھوٹے چھوٹے امیرونکا
ہر جماعت پر اور تقسیم کرنا ملکون کا ساتھ ضلعون کے اور
ضلعون کا ساتھ شہرون اور قصبون کی اور شہرونکا
ساتھ محلون کی اور معین کرنا امیر بڑی کا ہر شہر مین اور
گذربان کا ہر محله مین ساتھ بھیجنے فرمان اور پروانون
کے جو ملی ہوی ہین اوپر قاعدون اور قانون اور
حکمون سیاست کی طرف امیرون لشکر اور شہرون کی
ملے ہوئے اوپر حکم جاری کرنے احکام وان پروانجات کے
که بطور جبر اور حکومت کے ہین اور بھیجنے اشتہارات ...

سپاهیان اجناد و رعایای امصار متعلقه
بر احکام سیاست و مامور ساختن ایشان
بامتثال احکام مندرجه اشتهارات و اطاعت
حکام خود و در مقدماتیکه بریاست و سیاست
تعلق میدارد و امثال این امور که بر ماهره
فن ریاست و سیاست پوشیده نیست
و قسم ثانی آنست که بنابر تتمیم قسم اول
و تکمیل آن و تمهید مقدمات آن تعیین
فرموده اند مثل تعیین چوبداران و هرکاره
برای رسانیدن فرامین و اشتهارات
بسوی امرا و رعایا و مثل تعیین عقلای
اهل کیاست و فطانت در اجناد و ضلاع
که از قوالب قوانین و آئین و اشارات
فرامین و فحاوی اشتهارات باصول
مقاصد پی برند و احکام نظایر استنباط
نمایند و مهم را از اهم و قبیح را از اقبح تمیز دهند
و امرا را بطریق مشوره و رعایا را بطریق
تربیت بران آگاه سازند و مثل تعیین
مدبرین و ارباب سلیقه و مهارة که نظر
بمصالح زمان و مکان و اشخاص کرده
طریقی انسب برای اجرای احکام سلطانیه
تعیین کنند و امرا را بطریق مشوره بران
آگاه سازند یا طریقی اسهل برای امتثال

سپاہیون لشکر اور رعایا شہرون کے کہ ملی ہوئی حکمون
سیاست پر اور حکم کرنے اوپر انکے ساتھ بجالانی حکمون
اشتہار کے اور تابعداری حاکمون اپنی کی اون مقدمات
مین کہ ریاست اور سیاست سے تعلق رکھتی ہین اور مثل ان
کامون کے کہ اوپر واقفون فن ریاست کی پوشیدہ نہین ہین
اور قسم دوسری وہ ہے کہ واسطے پورا کرنے قسم اول
اور کامل کرنی اوسکی اور آراستہ کرنے مقدمات اوسکے
معین کی ہے جیسے تعین کرنا چوبدارون اور
ہرکارون کا واسطے پہونچانے فرمانون اور
اشتہارون کے طرف امیرون اور رعیت کے
اور جیسے معین کرنا عقلمندون اہل سمجھہ اور بوجھہ کا
لشکرون اور ضلعون مین کہ قالب قاعدون اور
قانون اور اشارتون فرمان اور روانگی اشتہارون
سے ساتھ اصل مقصد کے کھوج لیجاوین اور احکام
نظیرون سے نکالنے کرین اور مہم کو کمال اہم سے
اور برے کو کمال بدتر سے جدا کرین اور امیرونکو
بطور مشورہ اور رعایا کو بطور تربیت کی اوپر
آگاہ کرین اور جیسے معین کرنا تدبیر جاننے والون
اور اہل سلیقہ اور مہاورہ کا کہ نظر اوپر مصلحتون
وقت اور مکان اور شخصون کے کرکے رستہ مناسب
واسطے جاری کرنے حکمون بادشاہے کے معین کرین
اور امیرونکو بطور مشورہ اوسپر مطلع کرین یا کوئی
رستہ آسان واسطے بجالانے — حکمون

احکام سلطانیہ تعیین کنند و رعایا را بطریق
شفقت بران ترغیب کنند و مثل تعیین
منشیان ارباب بلاغت و ماہران زبان
آئین و اصطلاحات فرامین و لسان مستعمل
در حضور سلطانی و محاورات دائرہ و سائرہ
در ملازمان بادشاہے کہ بخواندن آئین
و فرامین و نوشتن عرایض بحضور سلطانی
خدمت امراء و معونت رعایا نمایند
و مثل تعیین محافظان دفتر و تاریخ نویسان
وقایع کہ تواریخ ورود فرامین سلطانی
و وقایع امرا اجناد و ضلاع و احکام مستنبطہ
عقلاء و مصالح نافعہ مدبرین و نکات مہمیہ
منشیان را مرتب کردہ در دفاتر و کتب
تحریر نمایند تا در حق امراء و عقلاء و مدبرین
و منشیان متاخرین نافع باشد پس ہر چند
این ہر دو قسم در کارخانہ سلطنت مندرج
ست اما قسم اول را بہ نسبت قسم ثانی
مرتبتے ہست کہ بر ہیچ یکے از عقلاء
پوشیدہ نیست مثلا ہر کس را از احاد سپاہیان
و رعایا احکام مندرجہ فرامین را تحقیق
باید کرد و در جمیع جنود و ضلاع و اقالیم تشہیر
باید نمود و در ہر جماعت و گذر اشتہارات
بر سر چوبے بلند تعلیق باید کرد و در ہر کوچہ

حکمون بادشاہی کی معین کرین اور رعایا کو بطور شفقت
اوسپر رغبت دلاوین اور جیسے معین کرنا منشیون
صاحب بلاغت اور ماہرون زبان قانون اور اصطلاح
فرمانون اور زبان مستعمل دربار شاہی اور محاورون
جاری اور مشہور ملازمان بادشاہی کہ پڑھتے
قانون اور فرمانون اور لکھنے عرضیون دربار
بادشاہی مین خدمت امیرون کی اور مدد رعایا کے
کرین اور جیسے معین کرنا محافظ دفترون اور تاریخ
لکھنے والون اور خبرین لکھنے والون کا کہ تاریخ
وارد ہونے فرمانون بادشاہے اور حال امیرون
لشکر اور ضلعون کا اور احکام نکالے ہوئے عقلمندون
کے اور مصلحتین مفید تدبیر کرنیوالون کی اور نکتے مہم
منشیون کے مرتب کرکے دفتر اور کتابون مین
لکھنے کرین تاکہ بیچ حق امیرون اور عقلمندون اور مدبرون
اور منشیون پچھلون کے مفید ہون پس ہر چند
یہہ دونو قسمین کارخانہ سلطنت مین داخل ہین مگر
پہلے قسم کو بہ نسبت دوسرے قسم کے وہ رتبہ ہے کہ
اوپر کسی عقلمند کے پوشیدہ نہین ہے مثلا ہر ایک کو
افراد سپاہیون اور رعیت سے احکام فرمان
کے تحقیق کرنے چاہے اور تمام لشکر اور ضلعون
اور ملکون مین مشہور کرنا چاہیئے اور ہر جماعت
اور رستون مین اشتہارات ایک لکڑی بلند پہ
لٹکانے چاہئین اور ہر کوچہ —

بازار بزبان منادیان بآواز بلند اعلان
باید کرد و در محفل و مجلس ذکر آن باید ساخت
و هر کاتب دامی ر التفتیش آن باید نمود اگر
خود زبان دان ست فبها و الا از زبان
دانی دیگر هر که بدست آید بی تعیین احدے
تحقیق باید کرد و هرگز بر تحصیل زبان دانے
موقوف نباید داشت و هر کس ناکس را
از سپاهیان و احاد رعایا بتیز امیر عسکر
خود از سائر امرار عساکر و رئیس جماعت
سائر روسا رجماعات و ناظم ضلع
خود از سائر ناظمان ضلاع و فوجدار بلده
خود از سائر فوجداران بلاد و گذر بانان
محله خود از سائر گذر بانان محلات لازم
آمد و التزام اطاعت حاکم خود بالتعیین
در جمیع احکام متعلقه حکومت نه آنکه در بعضے
احکام مذکوره اطاعت حاکمی نماید و در بعضے
دیگر اطاعت حاکمی دیگر و اظهار انتساب
خود بحاکم خود بخصوصیته در مقام حاجت
خواه باقرار لسان باشد که از جماعت
فلانیم نه از جماعت فلانی یا از گذر فلانیم
نه از گذر فلانی خواه بکتابت قلم در کواغذ
معاملات خواه باظهار شعار آنجماعت
مخصوصه در لباس بحیثیتے که از سایر جماعات

اور بازار مین زبان پکارنیوالون سے باآواز بلند مشہور
کرنا چاہیئے اور مجلسون اور محفلون مین ذکر اوسکا چاہیے
کرنا اور ہر لکہے اور بن پڑہے کو تلاش اوسکے چاہیئے
کرنے اگر خود زبان جانتا ہے بہتر ہے ورنہ کسیے اور
زبان جاننے والی سے جو کوئی ہاتہ آوی بلی تعین
ایک کی تحقیق کرلے اور ہرگز اوپر حاصل کرنے زبان
جاننے والے معین کے موقوف نہ چاہیئے رکہنا اور
ہر کسیکو سپاہیون عہدہ دار وغیرہ اور افراد رعایا سے
بہچان امیر لشکر اپنے کے تمام امیرون لشکرون سے
اور سردار جماعت اپنی کے تمام سردارون اور جماعتون
سے اور ناظم ضلع اپنے کے تمام ناظمون اور ضلعون سی اور
فوجدار شہر اپنے کے تمام فوجدارون اور شہرون سے اور گذربان
محلہ اپنے کے تمام گذربانون اور محلون سے لازم آئے
اور لازم پکڑنا تابعداری حاکم معین اپنے کا سب حکمون
متعلقہ حکومت مین نہ یہہ کہ بعضے احکام مذکورہ مین
تابعداری ایک حاکم کے کرے اور بعض دوسرے مین
تابعداری حاکم دوسرے کے اور اظہار نسبت اپنی کا
ساتہ حاکم اپنے کے خاص کر مقام حاجت مین خواہ
باقرار زبانی ہیہ کہ فلانی جماعت سے ہین ہم نہ فلانے
جماعت سے یا فلانی گذر سے ہین ہم نہ فلانی
گذر سے خواہ لکہنے قلم سے کاغذون معاملہ مین
خواہ ظاہر کرنے وضع اوس جماعت خاص سے
لباس مین اسطرح کہ تمام جماعتون سے

امتیاز حاصل شود ہمہ از ارکان انسلاک
جنود در سلک ملازمان بادشاہی ورعایای
سلطنت وہمچنین تعیین عساکر بتعداد اشخاص
وتعیین اضلاع ومحلات بتحدید حدود کہ
اینقدر اشخاص از منتسبان فلان امیر اند
واینقدر از منتسبان فلان واز این مقام
تا بفلان مقام از متعلقات فلان ست
واز ہمین مقام تا بفلان مقام از متعلقات فلان
ہمہ از ارکان نظم ونسق سلطنت ست
بخلاف قسم ثانی کہ ہر کس را از عوام سپاہیان
وآحاد رعایا تحقیق کردن احکام مستنبطہ
عقلاء ومصالح معینہ مدبرین ولطائف
ومحاورات منشیان دفاتر ووقایع
نگاران ضرور نیست وتشہیر امور مسطورہ
در مجامع جنود ومجامع امصار ومعلق
ساختن دفاتر مذکورہ در ہر گذر بطریق
اشتہار ومنادی کردن آن در کوچہ
وبازار وتذکرہ آن در محفل ومجلس واتفاق
ہر واقف وناواقف در پی تفتیش آن
خارج ست از محافظت آئین سلطنت
بلکہ اگر باوجود عقل وفطانت تعمداً این امر
از وصادر گردد اغلب کہ جرمی باو عاید گردد
ونوعی از بغی باو منسوب شود والا کمال

فرق حاصل ہو سب کنون داخل کرنی اپنی سی ہے
لڑی نوکرون بادشاہی اور رعیت بادشاہی مین
اور اسیطرح معین کرنا لشکر کا ساتہ گنتی شخصون کے
اور معین کرنا ضلعون اور محلون کا ساتہ مقرر کرنی
حدون کی کہ اتنی شخص منسوب فلانی امیر سی ہین
اور اتنی فلانی امیر سے اور اسمقام سی فلانی مقام تک
تعلق فلانی کا ہے اور اس مقام سے فلانی مقام
تک تعلق فلانی کا سب ارکان بندوبست سلطنت
کے ہین بخلاف قسم دوسرے کے کہ ہر ایک کو عام
سپاہیون اور افراد رعایا سے تحقیق کرنا حکمون
نکالی ہوی عقلمندون کا اور مصلحتون معین کے
ہوی مدبرون کا اور لطیفون اور محاورون
منشیون دفتر اور وقایع نویسون کا ضرور نہین ہے
اور مشہور کرنا کامون مذکور کا جماعتون لشکر
اور مجمعون شہر مین اور لٹکانا دفتر مذکور کا سر رستے
مین بطور اشتہار اور منادی کرنے اوسکے
ہر کوچہ اور بازار مین اور ذکر اوسکا ہر محفل اور مجالس
مین اور پڑہنا ہر واقف اور ناواقف کا در پی
تلاش اوسکے باہر ہے محافظت قانون سلطنت
سے بلکہ اگر باوجود عقل اور سمجھ کے دانستہ یہہ کام
کسے سے واقع ہو غالب ہے کہ گناہ اوسکی
طرف عود کرے اور ایک قسم کی بغاوت
ساتہ اوسکے نسبت کیجاوے ورنہ کمال

حماقت و سفاهت متهم خواهد گردید و همچنین
تعیین شخصے معین از طرف خود بدون تعیین
حکام از چوبداران و هرکارها که اگر فرمان
سلطانی بمعرفت او رسد قبول باید کرد
واگر بمعرفت غیر او از هرکارهای معتبرین
برسد قبول نباید کرد و یا تعیین شخصے از
عقلاء فاهمین و ماهرین و مدبرین که احکام
مستنبط او یا مصالح نافع مستخرجه او باید شنید
واحکام و مصالح دیگرے اگرچه از جنس عقلاء
و مدبرین باشد نباید شنید و اگر احیاناً از بعضے
عقلاء و مدبرین عند الحاجت حکمی از احکام
مستنبطه او یا مصلحتے از مصالح مستخرجه
او استفسار نمود و آن را بعمل آورد پس بار دیگر
از کسی دیگر استفسار نماید و بر آن عمل نکند
بلکه دائماً خود را از منتسبان همان شخص اول
شمارد و در هر محفل و مجلس اظهار انتساب خود
با او و نفی انتساب بغیر او لازم نماید هرگاه
که نام و نسب خود را در کواغذ معاملات
بنویسد این نسبت را همدران مندرج
سازد مثلاً باین وضع بنویسد منکه فلان
ابن فلان ملازم حضور والا منسلک در
رساله فلان ام و در برابر آن اینهم بنویسد
تربیت یافته فلان که در مقدمات خود

نادانی اور حمق کی ساته نشانمند هوگا اور اسیطرح
معین کرنا کسی شخص خاص کا اپنی طرفسی بغیر معین کرنی
حاکمون کے قسم چوبدارون اور هرکارون سے که اگر فرمان
بادشاهی معرفت اوسکی پهونچی قبول چاهیی کرنا اگر
معرفت غیر اوسکے هرکارون معتبر سے پهونچی قبول
نکرنا چاهیئے یا معین کرنا کسے شخص کا عقلمندون
سمجهه دار اور واقفون اور مدبرون سی که حکم نکالی
هوی اوسکی یا مصلحتین مفید نکالی هوی اوسکی سننی
چاهئیین اور احکام اور مصلحتین دوسرون کی اگرچه
جنس عاقلون اور مدبرون سی هون نچاهیئے سننین
اور اگر کبهی بعضے عقلمندون اور مدبرون سی وقت حاجت
کوئی حکم حکمون نکالی هوی یا کوئی مصلحت مصلحتون
نکالی هوی اوسکی سی دریافت کرکے عمل مین لایا پس
بار دیگر کسی دوسری سی دریافت نکرے اور اوسپر
عمل نکرے بلکه همیشه اپنی تئین نسبت کیے گئیون سے اوس
شخص اول سی گنی اور هر مجلس اور محفل مین ظاهر کرنا نسبت
اپنی کا ساته اوسکی اور نفی نسبت کی ساته غیر اوسکے
لازم جانی اور حقیقت نام اور نسب اپنا کاغذون
معامله مین لکهی اس نسبت کو بهی اوسمین درج کری مثلا
اسطرح لکهے که مین فلان بیٹا فلانی کا ملازم حضور والا
رساله فلانے مین نوکر برابر اوسکے یهه بهی
لکهے که تربیت یافته فلانے کا که اپنے
مقدمات مین ؛

بر مشورہ و مصلحت فلانی عمل می نمایم و امثال
این امور ہمہ مبنی بر بلاہت و نادانی است
بالجملہ التزام اتباع شخصے معین از عقلا و مدبرین
در باب اخذ احکام استنباطیہ و مصالح نافعہ
از ارکان انسلاک کسی در سلک متعلقان
بادشاہی نیست ہمین قدر ضروری است
کہ ہرگاہ کہ بسوی چیزے از احکام و مصالح
مذکورہ حاجتی پیش آید از عاقلی و مدبری
کہ بدست آید تفتیش آن نماید اما از اول
ہمت بستن بر آنکہ اگر حاجتے بسوے امور
مذکورہ مرا پیش خواہد آمد از فلانی بالخصوص
یا از کسے از ایشان بالعموم خواہم پرسید
پس اصلا از ضروریات انسلاک مذکورہ
نیست و اما تحصیل انتساب خود بشخصے معین
از ایشان و اظہار اختصاص قولا و فعلا
و اہتمام بامتیاز خود از منتسبان دیگران
پس سفاہت در سفاہت است و اگر این
دعوی با او منضم گردد کہ رعایت اختصاص
مذکور از احکام مندرجہ آئین سلطانی
و فرامین بادشاہی ست درینصورت
اظہار اختصاص مذکور از اقبح جرائم شمردہ
خواہد شد و اگر ہوشیار منصف درین مقام
تامل عمیق فرماید البتہ بر وی واضح خواہد گردید

مشورت اور مصلحت فلانی پر عمل کرتا ہون اور مانند ان
کامونکی سب بنا کی گئی بیوقوفی اور نادانی پر ہین خلاصہ
یہہ کہ اتباع ایک شخص معین کا عاقلون اور مدبرون سے
بمقدمہ قبول کرنی احکام نکالی ہوئی اور مصلحتون مفید کے
رکن داخل ہونی کسی شخص سے سلسلہ ملازمون بادشاہی سے
مین نہین ہے اسیقدر ضروری ہے کہ جبوقت طرف
کسے کام کے حکمون اور مصلحتون مذکور سی حاجت پیش
آوے ہر عاقل اور مدبر سے کہ ہاتہ لگے دریافت کری
لے پر پہلے سے ہمت باندہنی اسپر کہ اگر کوئی حاجت
کسے کام کے کامون مذکور سے مجکو پیش آوی گے
فلانی شخص سے خاص کر یا کسے اونمین سی عموما
پوچہونگا مین پس بالکل ضروریات ملازمی مذکور سی
نہین ہے اور حاصل کرنا نسبت اپنی کا ساتہ
شخص معین کے اونمین سے اور ظاہر کرنا خصوصیت کا
کہنے مین اور کامون مین اور اہتمام جدا ہونے
اپنے کا نسبت کیئے گئے دوسرون سے پس
نادانی اور بکمال نادانی ہے اور اگر یہہ دعوا بہی
اوسکے ساتہ ملا یا جاوے کہ رعایت اس خصوصیت
کے حکمون داخل آئین بادشاہی سے ہے اس صورت
مین اظہار اس خصوصیت مذکورہ کا بدترین
گناہون سے گنا جاے گا اور اگر ہوشیار
منصف اس جگہہ تامل بغور کرے البتہ اوپر
واضح ہوگا —

کردا و امر عقلا و مدبرین در حق احاد الناس
صلا واجب الاطاعت نیست بلکہ طریق
آن نیست کہ ایشان امرا را بران آگاہ
سازند و آن امرا اگر مناسب وقت
دانند آنرا در عوام الناس بوجہی از وجوہ
اجرا کنند پس باین طریق احکام مذکورہ
بہ نسبت عوام الناس در ایام امارت
آن امیر واجب الاطاعت میگردد چون
این تمثیل ممہد شد پس باید دانست کہ
حضرت مالک علی الاطلاق و ملک
بالاستحقاق جلت قدرتہ بنا بر نظم و نسق
ملت حق دو کارخانہ عظیم قایم فرمودہ
اول آنست کہ مدار شیوع ملت بر انست
و آن کارخانہ ست کہ بشان ملکیہ تعین
دارد یعنی تکلیف بندگان خود بسوی
اطاعت خود بطریق جبر و الزام کہ چار
و ناچار آنرا قبول باید کرد و طوعا و کرہا
ربقہ اطاعت در گردن خود باید انداخت
و مرکز این کارخانہ منصب رسالت است
و فروع آن مناصب اولی الامر ست
از خلفاء راشدین و ائمہ عادلین و امرا
جنود مجاہدین و قضاۃ امصار مسلمین
و نواب ایشان از مصدقین و محتسبین

احکام عاقلون اور مدبرونکی بیچ حق افراد لوگون کی بالکل
واجب الاطاعت نہین ہین بلکہ طریقہ اوسکا یہہ ہے
کہ بہہ امیرونکو اوسپر مطلع کرین اور وہ امیر اگر مناسب
وقت سمجہین اوسکو عوام الناس مین کسی طریق
جاری کرین اسطرح یہ احکام مذکور بہ نسبت
عوام الناس کے زمانہ حکومت اوس امیر مین
واجب الاطاعت ہوتے ہین اور جب یہہ
مثال بیان کے گئے پس جاننا چاہیئے کہ
حضرت مالک مطلق اور بادشاہ مستحق
جل شانہٗ نے واسطے بندوبست مذہب حق کے
دو کارخانہ عظیم قایم فرمائے ہین اول
یہہ کہ مدار مشہور ہونے دین کا اوسپر
ہے اور وہ ایسا کارخانہ ہے کہ ساتھہ
شان بادشاہی کے تعلق رکھتا ہے
یعنے تکلیف دینے اپنے بندون کو طرف
بندگی اپنے کے بطور جبر اور الزام کے کہ
چار و ناچار اوسکو قبول کرین اور بخوشی
یا کراہت رسی بندگی کی اپنی گردنمین ڈالین
اور مرکز اس کارخانہ کا عہدہ رسالت ہے
اور شاخین اوسکی عہدہ حکام کا ہی خلیفون
راشد اور امامون عادل اور امرا لشکر
مجاہدون اور قاضیون شہر مسلمانون اور
نائبون انکے صدقہ جمع کرنیوالون اور محتسبون سے

احکام الٰہیہ و احادیث نبویہ بجمیع امت میرسانند و مجتہدین شریعت کہ احکام قیاسیہ استنباط مینمایند و شیوخ طریقت کہ بنا بر نظر مصالح وقت تدبیرے برائے اجرائے سنت استخراج میفرمایند و ائمہ لغت و تفسیر و عربیہ کہ نکات محاورات و قوانین زبان دانی ایضاح می نمایند و واضعین کتب فقہ و جامعین فتاوی و مصنفین رسائل سلوک و مؤلفین کتب عربیہ کہ احکام مجتہدین و تخریجات مقلدین و کلمات مشائخ و اقوال علماء عربیہ را مرتب کردہ در دفاتر مبسوطہ محرر مے نمایند پس اول را کمال خلافت و امامت میگویند و ثانی را کمال علم و ولایت و ہر چند منشاء این ہر دو کمال توجہ عنایت الٰہیہ ست بہ تربیت بندگان خود و مہبط اصلی آن ہر دو قلوب انبیاء ست علیہم الصلوٰۃ والسلام اما اول نوریست قوی الاشراق کہ از آفتاب سلطنت الٰہیہ بر مرآۃ رسالت پر تو انداختہ و ازان بطریق انعکاس تمام عالم را فرا گرفتہ و شب کفر و فساد در اضمحلال گردانیدہ و روز اسلام و نظام دارین را جلوہ گر نمودہ و ثانی آب زلالی ست کہ

حکم الٰہی اور حدیثین پیغمبر کے تمام امت کو پہونچاتی ہین اور مجتہدین شرع کے کہ احکام قیاسی نکالنی کرتی ہین اور شیخ طریقت کی کہ بنظر مصلحتون وقت کی کوئی تدبیر واسطی جاری کرنے سنت کے نکالتے ہین اور پیشوا علم لغت اور تفسیر اور عربیت کے کہ باریکیان محاورون کے اور قاعدی زبان سمجہنی کے وضح کرتے ہین اور بنانیوالے کتابین فقہ اور جمع کرنیوالے فتوون کے اور تصنیف کرنیوالے رسالی سلوک اور تصوف کے اور جمع کرنیوالے کتابین عربی کہ احکام مجتہدونکی اور باتین نکالی ہوئی مقلدون کی اور کلمات مشایخون کے اور قول علماء عربیت کی مرتب کرکے دفترون درازمین لکہتے ہین پس پہلے کو کمال خلافت اور امامت کہتے ہین اور دوسری کو علم اور ولایت اور ہر چند منشا ان دونو کمالون کا متوجہ ہونا عنایت خدا کا ہے ساتہ تربیت بندون اپنون کے اور جای نزول اصلی ان دونو کی دل نبیون کی ہین کہ اونپر درود خدا کا اور سلام اے پر پہلا ایک نور ہے بہت روشن کہ آفتاب سلطنت الٰہی سے آئینہ رسالت پر سایہ ڈالا ہے اور اوس سے بطور عکس کے تمام عالم کو گہیرا ہے اور رات کفر اور فساد کو نابود کیا اور دن اسلام اور انتظام دونون جہان کو ظاہر کیا اور دوسرا پانی شیرین ہے کہ —

کرا ز ابر ربوبیت باریده واز فوارۀ حکمت
انبیا جوش زده واز ان بحیاض قلوب
خواص مجتمع شده و بکام تشنگان آب طلب
بحسب مدارج ایشان رسیده پس لابد
مرتبه اول را بر ثانی محفوظ باید داشت
واهتمامیکه باول باید کرد به ثانی نباید کرد
مثلاً هر فردی را از افراد انسان خواه عالم
باشد خواه جاهل خواه عاقل باشد خواه سفیه
خواه کاتب باشد خواه اُمّی تفتیش مضامین
ظاهر کتاب وسنت وتحقیق آن خواه بفکر خود
خواه باستفسار آن از دیگرے لازم آمد
والتزام اطاعت انبیاء واولی الامر بالتعیین
از اول امر بر جمیع امت واجب شده ومجاهره
بانتساب خود بایشان ضرور افتاد واحتراز
از تشبیه بکفار واختلاط مبتدعین ومشارکت
بغاة از ارکان دین شمرده شد واشاعت
ظاهر کتاب وسنت بسیف وسنان ومناظره
وبیان وتشهیر آن در جمیع قری وبلدان
از ارکان دین معدود شد وتعیین واعظ
که در جمیع مجامع ومساجد بر سر منابر بآواز بلند
بسوی آن دعوة نمایند وتعیین محتسبین
که در هر کوچه وبازار بجبر وقهر بسوی آن کشند
از افضل عبادات معدود کرده شد بخلاف

بدلی ربوبیت سے برستا ہے اور فوارۂ حکمت
نبیوں سے جوش مارا اور وہان سے حوض دلان
خاص لوگون مین جمع ہو کر حلق پیاسون پانی
طلب کرنیوالون مین موافق درجون اونکے
پہونچا پس ضرور فوقیت اول کو دوسرے
نگاہ رکہنا چاہیئے اور اہتمام پہلے کا کرنا چاہیئے دوسرے کا
نچاہیئے مثلاً ہر شخصکو افراد انسانسی خواہ عالم ہو
خواہ جاہل خواہ عقلمند ہو خواہ بیوقوف خواہ لکہا پڑہا ہو
خواہ اَن پڑہ دریافت کرنا مضمون ظاہر قرآن
اور حدیث کا اور تحقیق اوسکی اپنی فکر سے خواہ
بوجہکر دوسرے سے لازم ہوئی ہے اور لازم پکڑنا
پیروی نبیون اور حاکمون کا بالتعیین پہلے امر
تمام امت پر لازم ہوئی اور ظاہر کرنا اپنی نسبت
طرف اونکے ضروریات سے پڑا اور بچنا مشابہت
کافرون اور بدعتیون اور شریک ہونی باغیون
سے رکن دین سے گنا گیا اور مشہور کرنا ظاہر
قرآن اور حدیث کا ساتہ تلوار اور نیزہ اور مناظرہ
اور بیان کے اور شہرت دینے اوسکے تمام قصبون
اور شہرون مین رکن دین سے گنا گیا ہے اور
معین کرنا واعظون کا کہ تمام مجمعون اور مسجدون
مین بر سر منبر بآواز بلند اس طرف لکو بلاوین اور معین
کرنا اکہٹی کرنیوالونکا کہ ہر کوچہ اور بازار مین جبر اور قہر
سے طرف کو پہنچین افضل عبادتسی گنا گیا ہی برخلاف دوسرے

قسم ثانی کہ ہر کس را تحقیق احکام قیاسیہ
واشغال صوفیہ و قوانین عربیہ ضرورنیست
وارادہ و تقلید شخصی معین از مجتہدین و
مشایخ وارکان دین بلکہ ہمین قدر کافیست
کہ وقتی کہ حاجتی پیش آید از کسی از ایشان
استفسار کردہ شود نہ آنکہ ارادہ و تقلیدِ مسیم
مثل ایمان بالانبیاء از ارکان دین شمردہ
شود و لقب حنفی و قادری مشابہ بلقب
مسلمان و سنی اظہار کردہ شود و امتیاز
از شافعیان و چشتیان مثل امتیاز از کفار
و روافض از لوازم تدین شمردہ شود و
انتقال را از مذہبی بمذہبے یا طریقہ بطریقہ
مثل ارتداد و ابتداع و بغی موجب قتل و
ہتک معدود کردہ شود یا دعوی اجتہاد
و ولایت را مثل دعوی نبوت یا دعوے
امامت بطریق بغی بر امام حق باعث
قتال و اہانت قرار دادہ شود آیا نمی بینی
کہ باطاعت قاضی جبر کردن میرسد
نہ بر اطاعت مجتہد کہ رد حکم قاضی و سد
قاضی دیگر ایہم نمیرسد چہ باسے اطاعتیا
را بخلاف حکم مجتہد بر ہر کسے قبول آن
واجب نیست لاسیما وقتیکہ آنکس خود
مجتہد باشد کہ او را تقلید مجتہد اول اصلا

دوسری قسم لی کہ ہر کسیکو تحقیق حکمون قیاسی اور
شغلون صوفیہ اور قاعدون عربیہ کی ضرورت
نہین ہے اور مرید ہونا اور مقلد ہونا کسی شخص معین کا
مجتہدون اور مشایخون سے ارکان دین میں ضرور
نہین ہے بلکہ اسیقدر کافی ہے کہ جسوقت حاجت
پیش آوی کسی سی ان لوگون سی پوچھہ لے نہ یہہ کہ
مرید اور مقلد ہونا مانند ایمان کی ساتہ نبیون کے
رکن دین سی گنا جاوے اور لقب حنفی اور قادری مانند
لقب مسلمان اور سنی کی ظاہر کیا جاوے اور فرق
شافعیون اور چشتیون سے مانند فرق کافرون اور
رافضیون کی لازمہ دین سی گنا جاوے اور نقل کرنا ایک
مذہب سے طرف دوسری مذہب کے یا ایک طریقہ سے طرف
دوسرے طریقہ کی مانند مرتد اور باغی اور مبتدع ہونیکی
سبب قتل اور ہتک عزت کا ہووے یا دعوا مجتہد اور
ولی ہونیکا مثل دعوی نبوت یا دعوی امامت بطور بغاوت
امام برحق پر باعث قتل اور ذلیل کرنیکا قرار دیا جاوے
آیا نہین دیکہتا تو کہ ساتہ فرمان برداری قاضی کی جبر
کرنا پہونچتا ہے نہ فرمانبرداری مجتہد پر کہ رد کرنا حکم
ایک قاضی کا دوسرے قاضے کو بہی نہین پہونچتا
چہ جائیکہ ہر ایک کو رعیت سے بخلاف حکم مجتہد
کے کہ ہر کسیکو قبول کرنا اوسکا واجب نہین ہے
خصوصًا جسوقت کہ وہ شخص خود مجتہد ہو کہ اوسکو
تقلید مجتہد پہلے کے بالکل — درست

جایز نیست وبغی بر امام حق اگرچه آن باغی
لیاقت امامت داشته باشد اصلا جایز
نیست بخلاف دعوی اجتهاد که وقتیکه ملکه
اجتهاد حاصل شود لابد دعوی اجتهاد باید کرد
وتقلید را از گردن خود دور باید انداخت
بالجمله غرض ازینکلام آنکه اشتغال به تفتیش
ظاهر کتاب وسنت وتعلم وتعلیم آن خواه
بخواندن باشد خواه باستماع مضامین آن
وسعی در اشاعت آن از جنس اکل وشرب
ولباس است که مدار زندگانی بر آنست
واشتغال باحکام فقهیه معتبره واشغال
صوفیه نافعه از قبیل مداوة ومعالجه است
که عند الضرورت بقدر حاجت بعمل آرند
وبعد از ان بکار اصلی خود مشغول باشند
وعنوان وشعار خود محمدیه خالصه وسنن
قدیم باید داشت نه تمذهب بمذهب
خاص وانسلاک در طریقه مخصوصه بلکه
مذاهب وطرق را مثل دکاکین عطارین
باید شمرد وخود را از بندگان جند محمدی
پس چنانکه سپاهیان را عنوان سپه گری
شعار است واعلاء کلمه سلطانی کاروبار
ووقتیکه بدوا محتاج میشوند از دکانی
که بدست آید میگیرند وبقدر حاجت بعمل

درست نہین ہے اور بغاوت امام برحق کی اگرچہ وہ
باغی لیاقت امامت کی رکھتا ہو بخلاف دعوی اجتہاد
کے کہ جسوقت ملکہ اجتہاد کا حاصل ہو ضرور دعوی اجتہاد
کرنا چاہیئے اور تقلید کو گردن اپنے سے دور چاہیے
ڈالنا خلاصہ یہہ کہ غرض اس کلام سے یہہ ہے
کہ شغل دریافت ظاہر قرآن اور حدیث کا اور
سیکھنا اور سکھانا اوسکا خواہ پڑہنے سے ہو
خواہ سننے مضمونون اوسکے سے اور کوشش
اوسکے مشہور کرنے مین قسم کہانے اور پہننے سے
ہے کہ مدار زندگانی کا اوسپر ہی اور مشغول ہونا
ساتھ حکمون فقہیہ معتبرہ اور شغلات صوفیہ کے جو
مفید ہین قسم دوا اور علاج سے ہے کہ وقت
ضرورت بقدر حاجت عمل مین لاوین اور بعد اوسکے
اپنے اصلی کام مین مشغول ہوان اور سر نامہ
اور لباس اپنا محمدی خالص [illegible] سنت
ہمیشہ چاہیئے رکہنا اور اختیار کرنا [illegible]
مذہب خاص اور داخل [illegible]
بلکہ سب مذہبون اور طریقون [illegible] مثل دکانات
عطارون کی گننا چاہیے [illegible]
لشکر محمدی کرنا چاہیے پس جیسا کہ [illegible]
سر نامہ سپہ گری لباس ہے اور بلند کرنا کلمہ بادشاہ کا ہے
کاروبار اور جسوقت دوا کی محتاج ہوتی ہین جس دوکان
سے کہ ہاتھ آوی لیتے ہین اور بقدر حاجت استعمال

می آرند و باقی را برای وقت ضرورت
نگاه میدارند و بکار و بار خود مشغول
میباشند همچنین محمدیه خالصه را شعار خود
باید کرد و اقامت ظاہر سنته را کار و بار
خود باید داشت و احکام فقهیه صحیحه را
واشغال صوفیه معتبره را که خالی از شوب
فساد و بدعت باشد بقدر حاجت استعمال
باید کرد و زاید از حاجت بآن توغل نباید
کرد حاصل کلام آنکه احکام فقهیه که مجتهدین
سابقین مسلم الاجتهاد آنرا بقیاسات
صحیحه استنباط نموده اند بیشک از قبیل
سنت ست اما از جنس سنته حکمیه که در جنب
سنته حقیقیه بچوے نمے ارزد و بس افراط
و غلو دران از قبیل بدعت است ٭

مسئله ثالثه مسایل اجماعیه امت
محمدیه علیٰ صاحبها افضل الصلوة والتسلیمات
در ہر قرن که بوجود آید ہمه از قبیل مطلق
سنت ست چه مستند آن مسایل در
نفس الامر یا سنته حقیقیه ست یا ملحق
بالسنته یا سنته حکمیه و آنهم از قبیل مطلق
سنته ست ولیکن درینمقام نکته ایست
بس باریک که ایضاح آن درین جزو
زمان بس ضرورست و آن ادراک امتیاز

کرتے ہین اور باقی کو واسطے ضرورت کی نگاہ رکھتے
ہین اور اپنے کار و بار مین مشغول رہتی ہین اسیطرح
محمدیون خالص کو طریقہ اپنا کرنا چاہیئے اور قایم
رکھنے ظاہر سنت کو کار و بار اپنا چاہیئے کرنا اور
حکمون فقہ کو جو صحیح ہون اور شغلون صوفیون
معتبر کو جو خالی آمیزش فساد اور بدعت سی ہون
بقدر حاجت استعمال کرنا چاہیئے اور زیادہ حاجت
سے اوسمین مشغول نہ رہے حاصل کلام یہہ ہے کہ
احکام فقہ مجتہدون پہلو نکے کہ جنکا اجتہاد مسلم ہے
اون حکمون کو قیاسون صحیح سے نکالا ہو بیشک
قسم سنت سے ہین مگر قسم سنت حکمیہ سے کہ
مقابل سنت حقیقے کے جو برابر ہے نہین پس زیادتی
اور مبالغہ اوسمین قسم بدعت سے ہے —

مسئلہ تیسرا مسئلے اجماعے امت محمد کے
کہ اون پر افضل درود اور سلام ہو جس زمانہ
مین کہ ظاہر ہون سب قسم مطلق سنت سی
ہین اسلیئے کہ سند اون مسئلون کی حقیقت
مین یا سنت حقیقے ہے یا ملحق بالسنتہ یا سنت
حکمیہ اور وہ بہی قسم مطلق سنت سے ہے
اور لیکن اسجگہہ ایک نکتہ بہت باریک ہے
کہ واضح کرنا اوسکا اس زمانہ مین بہت
ضرور ہے اور وہ معلوم کرنا فرق کا

٭ ٭ ٭ ٭

ست در مقام اجماع و رواج بیانش آنکہ
در بعضے احیان بعضے از محدثات از قسم
علوم یا ارادات یا افعال و اقوال بنا بر
مصلحت وقت در اہل زمان بطریق عادت
رائج میگردد و اخلاف ایشان آن را نیز
اختلاف خود بطریق رسم تلقی مینمایند
وہمچنین بر آن مدت طویلہ میگذرد و بعد
مرور دہور رشدہ شدہ آن امر در رسوم
مسلمہ خواص و عوام مندرج میگردد و در ترک
آن طعن اخوان و ملامت اقران متوجہ
میگردد پس جمہور انام بنا بر خوف لحوق
طعن و ملامت و محافظت آن جد و جہد
می نمایند و بعد انقضاء مدت مدید چون
در تفتیش اصل آن از شرع کلام واقع
میگردد غیر از رواج مذکورہ ہیچ اصلے
بدست نمی آید و چون منشاء آن رواج
تفتیش کردہ میشود غیر از استحسان بعضے
از اختلاف ہیچ واضح نمیگردد حالانکہ حکم
شرعی آن امر بحسب اختلاف زمان
مختلف گردیدہ چہ در زمان اختلاف مرتبہ
التزام در رواج نرسیدہ بود و در زمان
اخلاف بسبب التزام و اشتہار بحد بدعت
حقیقیہ یا حکمیہ رسیدہ وہمین معنی پیدا

ہے درمیان اجماع اور رواج کے بیان اوسکا
یہہ ہے کہ بعضے وقت بعضے باتین نئی قسم
علمون یا ارادون یا کامون یا باتون سے
بسبب مصلحت وقت کی زمانہ کے لوگون مین بطور عادت
کے رواج پکڑتے ہین اور پچھلے اونکے اگلون اپنون
سے بطور رسم کے قبول کرتے ہین اور اسیطرح اوسپر
مدت دراز گذرتی ہے اور بعد گذرنے زمانون
کے ہوتے ہوتے وہ کام ایسے رسمون مین جو مسلم ہے
درمیان خاص و عام کے داخل ہوتا ہے اور اوسکے
ترک کرنیوالے پر طعنے بھائیون اور ہمسرون کے
متوجہ ہوتے ہین پس تمام خلقت بسبب خوف
لاحق ہونے طعنے اور ملامت کے محافظت اوسکی مین
کوشش کرتے ہین اور بعد گذرنے مدت دراز کے
جو وقت ہیچ تلاش اوسکے اصل کی شرع سی گفتگو
آتی ہے تو سوای رواج مذکور کے کچھ اصل نہین پاتے
لگتے ہے اور جب منشا اوس رواج کا دریافت کیا جاتا ہے
تو سوائے بہتر سمجھنے بعضے اختلاف پہلے لوگون
سے کچھہ ظاہر نہین ہوتا حالانکہ حکم شرعی اوس
کام کا بحسب اختلاف زمانہ کے مختلف ہوتا ہے
اسلیئے کہ زمانہ پہلے لوگون مین اختلاف مرتبہ
لازم ہونے اور رواج پکڑنے مین نہ پہونچا تھا
اور زمانی پچھلون مین بسبب لازم پکڑنے اور شہرت
پانے کے بدعت حقیقیہ یا حکمیہ کے حد کو پہونچگیا اور اسی باتکو

رواج میگوئیم و در بعضے احیان امری جدید
پیش می آید و اہل زمان درپی تفتیش
اصل آن از دلائل و بینہ و تحقیق حکم آن
از معالم شرعیہ بنظر استقلال مے افتند
و بعد از تامل و تفکر و وصول و بینہ دلیلے
صحیح از دلائل شرعیہ کہ بر حکم شرعی آن
امر دلالت داشتہ باشد بر جمیع اہل آن زمان
واضح میگردد و بنا بر وضوح آن دلیل
بر ثبوت حکمی از احکام شرعیہ بر آن امر
ہمہ مجتہدان آن زمان اتفاق مینمایند
این اتفاق را اجماع میگوئیم چون این مقدمہ
ممہد شد پس باید دانست کہ مجرد رواج
چیزے کہ در مابعد قرون ثلثہ متحقق
شدہ باشد آنچیز را از حد بدعت
خارج نمیگرداند بخلاف اجماع کہ انعقاد
اجماع در ہر قرن کہ واقع شود مسئلہ
اجماعیہ را در دائرہ سنت داخل میگرداند
و دلیل بر آن انست کہ سند در باب
اجماع ہمین کریمہ است وَمَن يُشَاقِقِ
الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ
مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا
پس در کریمہ مذکورہ لفظ سبیل را بسوی

رواج کہتے ہیں ہم اور بعضے وقتوں میں کوئی کام نیا
پیش آتا ہے اور لوگ زمانہ کے درپے تلاش اوسکے
اصل کے دلیلوں و بینہ سے اور تحقیق اوسکی حکم
نشانیون شرعی سے بنظر استقلال کے ہوتے ہیں
اور بعد تامل اور فکر کے اصلوں دین میں کسی
دلیل صحیح دلیلوں شرعی سی کہ اوپر حکم شرعی اوس
کام کے دلالت رکھتی ہو تمام اہل زمانہ پر روشن
ہوتے ہے اور بسبب واضح ہونی اوس دلیل کی اوپر
ثبوت کسی حکم کے حکموں شرعی سی اوس کام پر سب
مجتہد اوس زمانہ کے اتفاق کرتے ہیں اس اتفاق کو
اجماع کہتے ہیں اور جب یہہ مقدمہ بیان ہوا تو
جاننا چاہیے کہ نرا رواج کسی چیز کا کہ پیچھے قرون
ثلثہ کے ثابت ہوا ہو اوس چیز کو حد بدعت سی
باہر نہیں کرتا بخلاف اجماع کے کہ منعقد ہونا
اجماع کا جس زمانہ میں واقع ہو مسئلہ اجماعی کو
دائرہ سنت میں داخل کرتا ہے اور دلیل اوپر اوسکے
یہہ ہے کہ سند درباب اجماع کے یہہ آیۃ شریفہ ہے
ترجمہ آیت شریف اور جو کوئی
خلاف کرے رسول کا بعد اسکے کہ ظاہر
ہوئے اوسکو ہدایت اور پیروی کرے
سوای راہ مسلمانوں کے سپرد کرینگے ہم اوسکو
وہی طرف جو اوسنے پکڑے اور ڈالینگے اوسکو جہنم میں
اور بری جگہہ ہو پہنچا۔ پس آیۃ شریف مذکور میں لفظ

مومنین اضافت فرموده اند ولفظ مومنین
مشتق ست وقاعده مقرر ست که نسبت
چیزے بسوی مشتق دلالت میکند بر سببیت
ماخذ آن مثلا حکم بادشاه وحکم قاضی همون
حکم رامیگویند که از جهت سلطنت وحکومت
صادر شده باشد نه از جهت مشوره
راه سلاطین وراه امرا وراه سپاهیان
وراه علما وراه مشایخ واطبا همون
امور رامیگویند که اشخاص مذکور آن امور را
از جهت سلطنت وامارة وسپه گری
وعلم ومشیخت وطبابت اخذ کرده باشند
نه مثل اکل وشرب وجماع وخواب و
بول وبراز وامثال آن از حاجت بشریه
که آن را راه اشخاص مذکورین نمی گویند
چنانچه آیه کریمه اَدْعُوا اِلَی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ
اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ بر آن دلالت میدارد که مراد
از سبیل پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم درینمقام امور
تبلیغیه است چنانچه لفظ ادعوا الی اللہ علی
بصیرة بر آن دلالت میدارد وچون
اینمقدمه ممهد شد پس باید دانست که مراد
از راه مومنین در کریمه مذکوره اموریست
که مومنین آنرا از جهت ایمان اخذ کرده
باشند نه از جهت رسم وعادة وآن مسائل

مومنین کے اضافت فرمائی ہے اور لفظ مومنین
مشتق ہے اور قاعدہ مقرر ہے کہ نسبت ایک چیز
کے طرف مشتق کی دلالت کرتی ہی اوپر سبب ہونے
معنے مصدر اوسکے کے مثلا حکم بادشاہ اور حکم قاضی کے
اوسی حکم کو کہتے ہین کہ سلطنت اور حکومت کی
سبب سے صادر ہوا ہو نہ بسبب مشورہ کے اور
راہ بادشاہون اور راہ امیرون اور راہ سپاہیون
اور راہ عالمون اور راہ مشایخون اور راہ طبیبون کی
اونہین کامونکو کہتے ہین کہ اشخاص مذکور نے
اون کامونکو بسبب سلطنت اور امیری اور سپہ گری
اور علم اور مشیخت اور طبابت کے لیا ہو نہ مثل
کہانی اور پینے اور جماع کرنے اور سونے اور موتنے
اور ہگنے کے اور مثل اسکی حاجتون انسانی سے
اونکو راہ اشخاص ذکر کئے گئے کی نہین کہتے ہین
چنانچہ آیہ شریفہ ترجمہ آیت شریف بلاتا ہون مین
طرف اللہ کے اوپر بصیرت کے مین اور تابعدار میرے
اسپر دلالت کرتی ہے کہ مراد راہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
سے یہہ حکم پہونچانے کی ہین چنانچہ بلاتا ہون مین
طرف اللہ کے اوپر بصیرت کے اسپر دلالت رکھتا ہے اور
جب یہہ مقدمہ آراستہ ہوا پس جاننا چاہیئے کہ مراد راہ
مؤمنین سے آیہ مذکور مین وہ کام ہین کہ مسلمانون
نے اونکو بسبب ایمانکی لیا ہو نہ بسبب رسم اور عادت
کے اور وہ مسئلہ اجماعی ہے

اجماعیہ ست نہ رسوم مروجہ چنانچہ حدیث
ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن بر آن
دلالت میدارد چہ ما راٰہ المسلمون فرمودہ اند
نہ ما لتعامل بہ المسلمون پس معنی حدیث
چنین باشد کہ چیزے را کہ مسلمین از جہت
اسلام یعنی از جہت انقیاد پیغمبر و اتباع
اوامر نہ از جہت رسم و عادت نیک دانند
پس آن چیز نزد خدا نیک ست و اما اینکہ
ہر رسم مسلمین کہ در قرنے از قرون
متاخرہ رواج پذیر شدہ باشد در سنۃ
مندرج گردد پس باطل محض ست چنانچہ
حدیث اِنَّ الدِّیْنَ بَدَءَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ
کَمَا بَدَءَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ وَھُمُ الَّذِیْنَ
یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ
مِنْ سُنَّتِیْ کہ ترمذی از طریق عمرو بن
عوف نقل کردہ بر ہمینے دلالت میدارد
چہ مفاد حدیث مذکور ہمین ست کہ رسوم
مروجہ قرون متاخرہ مستلزم فساد
سنت ست و ابطال آن منجر باصلاح
او و حاصل کلام آنکہ مسائل اجماعیہ ہر قرن
از قبیل سنۃ ست و رسوم مروجہ قرون
متاخرہ از جنس بدعت مسئلہ رابعہ
اشتغال بعلوم آلیہ مثل علوم عربیہ بقدر

اجماعی ہین نہ رسمین رواج پائے ہوئے جیسا کہ
ترجمہ حدیث جس چیز کو دیکھا مسلمانون نی اچھا
پس وہ نزدیک اللہ کی بہی اچھی ہے ۔ اسپر دلالت
کرتی ہے اسلئے کہ جس کو دیکھا مسلمانون نی فرمایا
نہ جو برتا کیا مسلمانون نی پس معنی حدیث کے
اسطرح ہونگے کہ جس چیز کو مسلمان بسبب اسلام یعنی
براہ فرمانبرداری پیغمبر اور پیروی حکمون اوسکے کے
نہ بسبب رسم اور عادت کی نیک جانین پس وہ چیز
نزدیک خدا کے نیک ہے اور یہہ کہ ہر رسم مسلمانون ہین
کہ کسی زمانہ مین پچھلے زمانون سے رواج پکڑے سنت
مین داخل ہوگی پس باطل ہی بالکل جیسا کہ حدیث
حدیث تحقیق دین شروع ہوا ہے غریب اور
عنقریب ہوگا جیسا کہ شروع ہوا تہا پس خوشوقتی
ہے اسطے غریبون کے اور وہ لوگ ہین کہ اصلاح کرتی
ہین اوسچیز کے جو فاسد کردی ہی لوگون نی میری بعد
میرے سنت سے ۔ کہ ترمذی نی طریق عمرو بن
عوف سی نقل کی ہے اسبات پر دلالت رکہتی ہی
اسلئے کہ خلاصہ حدیث مذکور کا یہی ہے کہ رسمین مروج
زمانہ پچھلے کی باعث لازم ہونے فساد سنت کی ہین
اور باطل کرنا اون رسمون کا سبب اصلاح سنتون کا
ہے حاصل کلام یہہ ہے کہ مسئلے اجماعی ہر زمانہ مین قسم
سنت سے ہین اور رسمین مروج پچھلے زمانہ کی قسم بدعت سے
مسئلہ چوتہا مشغول ہونا ساتہ ان علمون کے کہ وہ آلہ

ضرورت که در فهم معنے ظاهر کتاب و سنت
بکار آید و باشغال صوفیه بقدر حاجت
مثل تحریک لطائف سته بذکر خفے و
مثل یادداشت مسمے بپاس انفاس
دوام ملاحظه بسوے قلب که در تحصیل
حقیقت احسان که مفاد ظاهر کتاب و
سنت ست منفعت بخشد و مزاولة
الآت حرب مثل توپ و بندوق و تفنچه
بقدر کفایة که در قتال کفار بکار آید
از جنس بدعت نیست زیرا که هرچند
امور مذکوره از قسم مخترعات و محدثات
ست اما از امور دین نیست اگر کسے
او را از قبیل امور دین شمرده بعمل خواهد
آورد البته به نسبت او از قبیل بدعات
خواهد گردید و معنے شمردن آن از امر
دین آنست که نفس وجود این امور را
قطع نظر از وسیله بودن آنها هم از
محامد دینیه قرار دهد تفصیل این اجمال
آنکه وسایل امور دینیه بر دو قسم ست قسمی
آنست که خود هم از جنس محمودات شرعیه
باشد مثل تحصیل صفت طهارت بوضوء
و غسل اگرچه از وسایل صلوة ست اما
خود هم از محامد شرعیه ست لقوله تعالے

ضرورت کی کہ سمجھنے معنے ظاہر قرآن اور حدیث مین
کام آوے اور ساتھ شغل صوفیون کے بقدر حاجت کے
مانند متحرک کرنے چھہ لطیفون کے ساتھ ذکر خفے کے اور
مانند یادداشت کی کہ نام اوسکا پاس انفاس ہی اور
ہمیشہ ملاحظہ کرنا طرف دل کی کہ حاصل کرنی حقیقت
احسان مین کہ مفاد ظاہر قرآن اور حدیث کا ہے
نفع بخشتا ہے اور مشق آلات لڑائی کا مانند توپ اور
بندوق اور تپنچہ کے بقدر ضرورت کے کہ لڑائی
کافرونمین کام آوے قسم بدعت سے نہین ہی اسلیے
کہ ہرچند کام ذکر کئے گئے قسم نئے نکالے ہوؤن
اور نئے پیدا کئے ہوؤن سے ہین اور کامون دین
سے نہین ہین مگر وسیلون کامون دین سی ہین اور
اگر کوئی انکو قسم کامون دین سی گن کر عمل مین لاوے
البتہ بہ نسبت اوسکے قسم بدعت سی ہونگے اور معنے
شمار کرنے انکے امر دین سے یہہ ہین کہ ذات خاص
ان کامونکو قطع نظر وسیلہ ہونے انکے سے خوبیون
دین سے قرار دیوے تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ
وسیلے کامون دین کے دو قسم پر ہین ایک قسم وہ
کہ بذاتہ بہے قسم خوبیون شرع سے ہو جیسے حاصل
کرنا صفت پاکے کا ساتھہ غسل اور وضو کے
اگرچہ وسیلون نماز سے ہے مگر بذاتہ
بہے خوبیون شرع سے ہے بسبب
فرمانے اللہ تعالے لئے کے ۔

إِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ
وقوله عليه السلام الطهور شطر
الايمان وتلاوت قرآن مجید اگرچه از وسایل
تدبر است اما خود هم عبادت عظمی ست
واشتغال بحدیث وسیرۂ نبویه اگرچه
از وسائل عمل و اتباع سنت است اما
خود هم از مشاغل محموده ست و اعتکاف
اگرچه از وسائل ادراک جماعت و اسباب
تعمیر اوقات بذکر الهی ست اما خود هم
از جنس طاعت ست و امثال آن از
امور غیر محصوره و علامت این قسم آنست
که حصول این قسم وسائل بر تقدیر خلو
از مقاصد باطل محض بحسب نظر شارع
نیست یعنی اگرچه صاحب آن تحصیل
نفس وسائل را قصد کرده و حصول
مقاصد را ملحوظ نداشته باشد منفعتی
از منافع دینیه اگرچه اقل قلیل باشد
حاصل کرده باشد مثلا تجدید وضو و غسل
برای تحصیل نفس ادامت بر طهارت
اگرچه در آن وقت نیت صلوة نباشد
نیز از امور محموده شرعیه ست و موجب
حصول اجر اخروی و قسم ثانی آنست
که خود آن وسائل اصلا از جنس عبادات

آیة شریف تحقیق الله دوست رکھتا ہے توبہ
کرنیوالوں کو اور دوست رکھتا ہے پاکیزگی چاہنے
والونکو۔ اور فرمانے پیغمبر علیہ السلام کے کہ پاکیزگی
آدھا ایمان ہے۔ اور پڑھنا قرآن شریف کا
اگرچہ وسیلوں فکر اور غور سے ہے مگر بذاتہ بھی
عبادت بڑے ہے اور مشغول ہونا ساتھ علم حدیث
اور خصایل پیغمبر صلے الله علیہ وسلم کے اگرچہ وسیلوں
عمل اور پیروی سنت سی ہے مگر خود بھی شغلوں
نیک سے ہے اور اعتکاف اگرچہ وسیلوں پالینے
جماعت اور اسباب زندہ رکھنے وقتوں سی ساتھ
ذکر الہی کی ہی مگر خود بھی قسم عبادت سی ہے۔
اور مانند اسکی بہت سی کام ہین اور علامت اس قسم کے
وہ ہے کہ حصول ایسی وسیلوں کا بر تقدیر خالی ہونے
کے مقصدون سے بالکل باطل اور بے اصل نظر شارع
مین نہین ہی یعنی اگرچہ کرنیوالی ان کاموں کے
حاصل کرنا ذات وسیلوں کا قصد کیا ہو اور حاصل
کرنے مقصدون کا لحاظ نکیا ہو تو بھی کچھ فائدہ منفعتوں
دین سے اگرچہ کمتر ہو حاصل ہوگا مثلا نیا وضو یا غسل کرنا
واسطے حاصل کرنے خاص پاکیزگی ہمیشہ کے اگرچہ اوس وقت
نیت نماز کے نہو تو بھی نیک کاموں شرعی سے
ہے اور سبب حاصل ہونے اجر آخرت کا اور
قسم دوسرے وہ ہے کہ خود وہ وسیلے
بالکل قسم عبادت سے —

نیست اگرچہ بنا بر نیت توسل لعبادة
از قسم طاعات بالعرض گردید مثل سفر
برای حج و رفتن در بازار بنا بر نیت دخول
مسجد و کشیدن دلو از چاہ بنا بر نیت
وضو و نوشتن عرایض بسوی حکام بنا بر
سفارش فی الحاجات و سایر حرف
و صنایع بنا بر صرف آنہا در اعانت
دین یا خدمت محتاجین پس نفس سیاحت
بلدان و سیر بازار و کشیدن آب چاہ
و تحصیل مہارت در نوشت و خواند عرایض
و سایر صنایع مثل حدادت و صباغت
و خیاطت و امثال آن اصلا از جنس
طاعات نیست بلکہ یا از قبیل لہویات
یا از قبیل امور معاشیہ کہ شدت
جد و انہماک دران موجب قسوۃ قلب
ست و مورث غفلت روح و باعث
نکرت از عالم قدس پس امور مذکورۃ
الصدر از قسم ثانی ست نہ از قسم
اول پس ہر کہ آنرا از قبیل اول قرار دہد
آن امور بہ نسبت او از قبیل بدعت
حقیقیہ اصلیہ میگردد و نیز باید دانست
کہ وسایل بر دو قسم ست قسمے آنست
کہ استعانت بآن بنا بر تکمیل مقاصد است

نہین ہین اگرچہ بسبب نیت وسیلہ گردانے
عبادت کے بالعرض عبادت کے قسم سے
ہوتے ہین جیسے سفر واسطے حج کے اور جانا
بازار مین بہ نیت داخل ہونے مسجد کے اور کھینچنا
ڈول کنوئین سے بہ نیت وضو کی اور لکھنا عرضیون
کا طرف حاکم کے واسطے سفارش حاجتمندون کے
اور تمام پیشے اور تمام صنعتین واسطے صرف اونکے
مددگاری دین اور خدمت محتاجون مین پس
خاص سفر شہرون مین اور پھرنا بازار کا اور کھینچنا
پانی کنوئین سے اور حاصل کرنا مہارت لکھنے اور
پڑھنے عرضیون اور تمام صنعتون مین مانند صنعت
لوہار اور رنگریز اور درزی اور مثل اسکے بالکل قسم
بندگی سے نہین بلکہ یا قسم کھیل سے ہے یا قسم کام
معاش سے کہ بہت کوشش اور ڈوبجانا اوسمین
باعث سختی دل کا ہے اور سبب غفلت روح کا
اور موجب مخالفت کا عالم قدس سے پس کام
ذکر کئے گئے اوپر کے قسم دوسرے سے ہین
نہ قسم پہلے سے پس جو کوئی انکو قسم پہلے سے
قرار دیوے وہ کام بہ نسبت اوسکے قسم بدعت
اصلے حقیقے سے ہوتے ہین اور چاہیئے جاننا
کہ وسیلے بھی دو قسم پر ہین ایک قسم
وہ ہے کہ مدد لینے اونسے سبب کامل
ہونے مقصدون کا ہے —

یعنی مقاصد مذکوره به نسبت حصول ح د
با آن وسایل حسنی و کمالی در نظر شارع
پیدا میکند که بدون وساطت آن وسیله
حسن او مفقود میگردد مثل غسل و تجدید
لباس و تعطر برای نماز جمعه و عیدین و صعود
بر مئذنه و اذان و اقامت و تعیین
مسجد برای جماعت و انسلاک در جماعت
و تسویه صفوف برای نماز و وضو برای
اذکار و نظر در مصحف و تحسین صوت
برای تلاوة و تلاوت برای تدبر و اقامت
امام و اطاعت او برای جهاد و امثال
آن از امور غیر محصوره که برای تکمیل
حصول عبادات مقصودست که فقدان
آن وسایل باعث نقصان حسن مقاصد
در نظر شارع میگردد و قسم ثانی آنست
که استعمال آن بنا بر احتیاج فاعل و عجز او
از ادراک مقصد و نقصان او از مرتبهٔ
لیاقت ادراک مقصد واقع میگردد
و حصول مقصد بدون وساطت
وسایل هیچگونه منقصے در حسن مقصد
کمال او نمیرساند و بوجه من الوجوه
باعث سقوط مرتبه فاعل آن به نسبت
شخصے که آن مقصد را بواسطه وسائل

یعنے مقصد ذکر کیئے گئے بسبب حاصل ہونے اونکے ذریعہ
کے نظر شارع مین ایسی خوبی اور کمال پیدا کرتے ہین
کہ بے وسیلے اونکے وہ خوبے نہین ہوتی مثلا نہانا
اور کپڑے نئے بدلنے اور عطر لگانا واسطے نماز
جمعہ اور عیدگاہون کے اور چڑہنا اوپر جگہہ بلند کے
واسطے اذان کے اور اذان اور تکبیر اور تعیین
مسجد واسطے جماعت کے اور داخل ہونا جماعت
مین اور برابر کرنا صفون کا واسطے نماز کے اور
وضو واسطے ذکر اور دیکھنے قرآن کے اور خوش
آوازی واسطے تلاوت قرآن کے اور تلاوت قرآن
واسطے فکر معانی کے اور مقرر کرنا امام کا اور اطاعت
اوسکے واسطے جہاد کے اور مانند اسکی بہت سی کام
کہ واسطے پورا کرنے اصل عبادت کے مقصود ہین
کہ نہونا اون وسیلون کا سبب نقصان خوبی کا
مقصدونکے نظر شارع مین ہوتا ہے اور قسم دوسرے
وہ ہے کہ استعمال اوسکا واسطے محتاجگے فاعل اور
عاجز ہونے اوسکے دریافت مقصد سے یا ناقص
ہونے اوسکے مرتبہ دریافت مقصد سے وقوع مین
آتا ہے اور حاصل ہونا مقصد کا بے واسطے وسیلون کے
کچھہ نقصان خوبی مقصد اور کمال اوسکے مین
نہین پہونچاتا اور کسیطرح سے سبب گرنے مرتبے
اوسکے کرنیوالیکا بہ نسبت اوس شخص کے کہ
اوس مقصد کو بواسطہ وسیلون کے—

حاصل کردہ باشد ہرگز نمیگردد مثل
کشیدن آب چاہ برای وضو پس شخصیکہ
برلب دریا نشستہ وضو بجا آوردہ ست
ہرگز طہارۃ او بوجہ من الوجوہ نقص یا از
طہارت شخصی کہ آب از چاہ کشیدہ وضو
بجا آوردہ ست نخواہد شد واز ہمین
باب ست استعمال عینک در حق ضعیف البصر
وتفحص مصحف معرب بہ نسبت امی وتعلیم ہجے
در حق اطفال و استعمال آلات دور دست
در حرب مثل تیر و تفنگ و منجنیق و توپ و
بندوق وامثال آن بہ نسبت عدو بعید
وعلامت این قسم آنست کہ وقتیکہ مقصد
بوجہ من الوجوہ حاصل شدہ باز استعمال
وسائل لغو ولاطائل شمردہ میشود یا طریقے
دیگر از طرق حصول مقصد پیش آید یا
توقف در اخذ مقصد و انتظار حصول و یا تکمیل
یا تکمیل آن از سفاہت معدود میشود و ذکر
استعانت بوسائل در مقام تمدح بحصول
مقاصد یا اثبات فضیلت بعضے بر بعض بنا بر
استعانت بوسائل در سلک جماعت منسلک
کردہ میشود مثلا ہجی کلمات قرآن بعد ازانکہ
مہارت در قراءۃ حاصل شدہ خواہ بہ ہجی خواہ
بغیر ہجی لغو محض ست و وقتی کہ مسلمے در صف

حاصل کیا ہو نہین ہوتا ہے مثل کہینچنے پانی کنوئین
سے واسطے وضو کے پس جو شخص لب دریا پر بیٹھکر
وضو کرتا ہے ہرگز طہارت اوسکی کسیطرح سے
ناقص طہارت اوس شخص سی کہ پانی کنوئین
سے کہینچکر وضو کرتا ہے نہین ہوتی اور اسی
قسم سے ہے استعمال عینک کا واسطی ضعیف
بینائی والی کے اور تلاش قرآن زیر زبر کیے گئے
کے بہ نسبت ان پڑہ کے اور سکہانا حرف
ہجی کا بیچ حق لڑکون کی اور استعمال ہتیارون
دور دراز کا لڑائی مین مانند تیر اور تفنگ اور
ڈہینکلے اور توپ اور بندوق اور مانند اسکی
بہ نسبت دشمن دور کے اور نشانی اس قسم کی
یہہ ہے کہ جبوقت مطلب کسیطرح سی حاصل ہوجاوے
پہر استعمال وسیلون کا لغو اور بیکار گنا جاتا ہے
یا کوئی اور رستہ رستون حاصل کرنے مقصد سے
برآمد ہو پہر توقف حاصل کرنی مقصد مین اور انتظار
پورا کرنی یا حاصل کرنی کا ان وسیلون کے
بیوقوفی مین گنا جاتا ہے اور ذکر مددگاری وسیلو نکا
مقام تعریف حاصل کرنی مقصدون مین یا ثابت
کرنی بزرگی بعضونکے بعضون پر بہ سبب مددگاری
ساتہ وسیلون کے جماعت مین شمار کیا جاتا ہی مثلا ہجے
کلمون قرآن کی بعد اسکی کہ مہارت پڑہنے قرآن مین حاصل
ہوئی ہو خواہ ساتہ ہجونکی خواہ بغیر ہجون کے بالکل لغو ہے

جهاد شمشیر هندی در کمر میدارد و کافری
بوجهی قریب او شده که زیر شمشیر او را
توان گرفت پس درینصورت توقف
کردن در کشتن او بنا بر انتظار بدست
آمدن تیر و تفنگ یا بنا بر انتظار بدست آمدن
شمشیر صفهانی بسفاهت محض است و
همچنین مثلا زید و عمرو هر دو تلاوة قرآن
در مصحف مجید نمودند اما عمرو بسبب ضعف بصر
استعمال عینک میکند پس ذکر استعمال
عینک در مقام ذکر مدایح تلاوت قرآنی
که سبحان الله عمرو بچه ادب تلاوة قرآن
میکند که تجدید وضو کرده در مسجدی
بخشوع و خضوع نشسته و مصحفی کشاده
و عینک بر بینی نهاده میخواند یا بیان اینکه
هر چند زید و عمرو در مهارت تلاوة قرآن
و تجوید حروف و خشوع و خضوع و تدبر و حسن
صوت مساوی اند اما عمرو در باب تلاوت
افضل است زیرا که استعمال عینک مینماید
یا در مصحف معرب میخواند محض حماقت است
چون این مقدمه ممهد شد پس باید دانست
که امور مذکوره یعنی علوم الهیه و اشغال صوفیه
و آلات مخترعه از قسم ثانی اند که بنا بر عجز
اهل زمان از ادراک مقاصد باستعمال و سائل

جہاد مین تلوار ہندی کمر مین رکہتا ہو اور کوئی کافر
اسطرح پر قریب اوسکے آیا کہ نیچے تلوار کے اوسکو
پکڑ سکتا ہے پس اس صورت مین توقف کرنا اوسکے قتل
مین بانتظار رہنا تہ آنی تیر و تفنگ کے یا بانتظار رہنا تہ
آنے تلوار اصفہانی کی نادانی محض ہے اور اسیطرح
مثلا زید اور عمرو دونونے تلاوت قرآن کی دیکہکر
مصحف شریف مین کی مگر عمرو بسبب ضعف بینائی کے
استعمال عینک کا کرتا تہا پس ذکر استعمال عینک کا
مقام تعریف پڑہنے قرآن مین کہ سبحان اللہ عمرو
کس ادب سی تلاوت قرآن کی کرتا ہے کہ نیا وضو
کرکے مسجد مین ساتہ عاجزی اور تضرع کی بیٹہکر
اور قرآن کہولکر اور عینک ناک پر رکہکر پڑہتا ہے
یا یہہ بیان کرنا کہ ہر چند زید و عمرو بیچ مہارت
تلاوت قرآن اور پڑہنے حرفون اور عاجزی
اور تضرع اور فکر معانی اور خوش آوازی مین
برابر ہین مگر عمرو باب تلاوت مین بہتر ہے
اسلئے کہ استعمال عینک کا کرتا ہے یا قرآن
زیر زبر والے مین پڑہتا ہی محض
بیوقوفی ہے جب یہہ مقدمہ بیان کیا گیا
پس جاننا چاہیئے کہ کام مذکور یعنے علوم الہی
اور شغل صوفیون کے اور ہتیار نکالی ہوئے
قسم ثانی سے ہین کہ بسبب عاجز ہونے
اہل زمانہ کی پانی مقصدون سے جانب استعمال کرنی وسیلون

مذکورہ احتیاج افتادہ نہ از قسم اول ملکلات
علم قرآنی و متممات مقامات احسانیہ و
مستحبات جہاد باشد پس ہر کہ آن را از
قسم اول شمارد و در چنین مناقب علماء
محسنین و مجاہدین آنرا مذکور کند و افضلیت
بعضے ایشان بر بعض دیگر بآن اثبات
نماید و در باب تحقیق احق بالامامت
مثلا علوم مذکورہ را دخل دہد این ہمہ امور
بہ نسبت او از قسم بدعت حقیقیہ وصفیہ
خواہد گردید و نیز باید دانست کہ مزاولت
الآت حرب اہم ست از سایر وسایل
والیق ست بترویج و اعلان چہ آن
وسایل جہاد ست و بنای جہاد بر ترویج
و اعلان ست بعد ازان علوم الہیہ است
و اما اشغال صوفیہ پس الیق ست باخفا
و کتمان کہ دست بکار و دل بایار و خلوۃ
در انجمن در باب امثال این امور قولیست
ماثور پس بنا رخانقاہات برای آن
تداعی بر اجتماع آن محمود نیست و احفظ
مراتب امور دین بعید بلکہ اصول مقاصد
احسانیہ را در اشنار تذکیر کتاب و سنت
القا باید کرد و اشتغال طرق لطالبین
آن بدون نظر استقلالی و بدون التزام

مذکور کے حاجت پڑے نہ قسم اول سے کہ کامل کرنیوالون
علم قرآنی اور پورا کرنیوالون مقامات احسانیے اور مستحبون
جہاد سے ہو پس جو کوئی کہ اوسکو قسم اول سے گنی اور
وقت تعریف عالمون نیک اور مجاہدون مین اوسکو
ذکر کرے اور بزرگے بعض انکی کی بعض دوسرون پر
ثابت کرے اور اثبات استحقاق امامت مین علمون
مذکور کو داخل کرے تو یہہ سب کام اوسکے نسبت
قسم بدعت حقیقے وصفے سے ہوگا اور یہہ بھی
جاننا چاہیے کہ مزاولت ہتیارون لڑائی کا
اہتمام زیادہ ہے تمام وسیلون سے اور
بہت لایق تر ہے رواج دینے اور مشہور کرنیکو
اسلئے کہ وہ وسیلون جہاد سے ہے اور بنیاد
جہاد کے اوپر رواج دینے اور مشہور کرنیکے ہے
اور بعد اسکے علم الٰہی ہین اور شغل صوفیون کے
پس لایق ہین ساتھ پوشیدگے اور مخفے رکھنے
کے کہ ہاتھ کام مین اور دل یار مین اور تنہائی مجلس
مین بیچ مثل ان کامون کے قول ہے منقول
بزرگون سے پس بنانا خانقاہون کا واسطے اوسکے
اور بلانا لوگون کا اوپر اجتماع اوسکی بہتر نہین ہے اور
محفوظ رکھنے مرتبون کام دین سے بعید ہے بلکہ
اصل مقصدون احسانیے کو درمیان یاد دلانی قرآن
اور حدیث کے دلمین ڈالنا چاہیے اور شغل طریقونکی طالبون
اوسکیکو بغیر نظر مستقل اور بغیر لازم کرنے

وضع خاص بدون تمیز طریقہ از طرق
از غیر آن و بدون دعوت بسوی آن
تعلیم باید کرد تا در ضمن اشتغال بامور
معاشیہ و معادیہ خود بآن مزاولت نمایند
پس کسیکہ محافظت مراتب مذکورہ ننماید
امور مذکورہ بہ نسبت او در قسمے از اقسام
بدعت وصفیہ مندرج خواہد گردید و نیز
باید دانست کہ اعتقاد اینکہ فلان چیز
از اصول مقاصد یا از متممات آن یا
از وسایل ضروریہ است ہر چند امر
مبطن است و مدار بودن شئ از قسم
بدعت یا سنت بر ہمان است اما
بعضے معاملات ظاہرہ ہم تلو اعتقاد
در ینباب میباشد مثلا تعداد علوم الٰہیہ
در سلک علوم شرعیہ تمدح بآن و ابتہاج
صاحب آن بانسلاک در سلک علماء محمودین
در کتاب و سنت یا بشارت دادن دیگری
او را باین انسلاک و توقیر آن در مقام
توقیر علماء و تحقیر فاقد آن اگرچہ اطلاع
بر احکام دین بطریق مجرد استماع از علماء
یا بطریق خواندن ترجمہ قرآن و حدیث
داشتہ باشد مثلا شخصے زید در علوم الٰہیہ
مہارت تامہ میدارد و چندان بر احکام دین

وضع خاص اور بغیر جدا کرنے کسے طریقہ کے طریقون
غیر اوسکے سے اور بے دعوت کے طرف اوسکی تعلیم کرنی
چاہیئین توکہ باوجود مشغول ہونے کامون دنیا اور
آخرت اپنی مین ساتہ اوسکی مشق کرین پس جو کوئی
کہ محافظت مرتبون ذکر کیئے گئے کے نہ کرے تو کام مذکور
بہ نسبت اوسکی کسی قسم مین اقسام بدعت وصفے سے
داخل ہونگے اور یہہ بہی جاننا چاہیئے کہ اعتقاد اس امر کا
کہ فلانی چیز اصول مقصدون یا پورا کرنیوالون اوسکے
یا وسیلون ضرورے اوسکے سے ہے ہر چند یہ بات
ایک امر پوشیدہ ہے اور مدار ہونے ہر چیز کا
قسم بدعت یا سنت سے اسے پر ہے مگر بعضے
معاملے ظاہر ہے واضح کرنیوالے اعتقاد کے
اسباب مین ہوتے ہین مثلا گنتی علمون الٰہی
کے بیچ لڑیے علمون شرعی کے اور تعریف کرنی
ساتہ اوسکے اور خوش ہونا صاحب اوس علم کا
بسبب منسلک ہونے سلک عالمون تعریف کیئے
گیون مین بیچ قرآن اور حدیث کے یا خوشخبرے دینے
دوسرے کیے اوسکو اس داخل ہونے کے عالمون مین اور
عزت کرنے اوسکے مقام عزت عالمون مین اور بے عزتی
کرنے گم کرنیوالون ان علوم کی اگرچہ اطلاع احکام دین پر
بطور سننے کے عالمون سے یا بطور پڑہنے ترجمہ قرآن اور حدیث
کے رکہتے ہون مثلا ایک شخص یہ نام علمون الٰہی مین
مہارت تمام رکہتا ہو اور کچہ بہت حکمون دین پر —

اطلاع میدارد وعمرو بر احکام دین بطریق
مذکوره اطلاع میدارد واز علوم الهیه
آشنائی نمیدارد پس زید را از قسم علما
شمردن وعمرو را از قسم جهال در باب
توقیر واجلال یا در باب اعتبار کلام
در مقدمهٔ افتاء وامر بالمعروف یا در مقدمه
تقدیم در باب امامت صلوة یا باینکه
اگر زید در مقدمه مناظره در احکام دین
زبان درازی کند از قسم تادیب شمرده
شود واگر بالعکس شود از سوء آداب معدود
کرده شود پس امثال این معاملات امور
مذکوره را از جنس بدعات حکمیه میگردانند
وبهمین قیاس باید بلکه ازید از آن بمرتبه
کثیره در باب اشغال صوفیه **مسئله**
خامسه اشتغال بعلم طب وحساب وهندسه
وقدری از مسائل علم هیئت مجرده
ومنطق مجرد از خلط امور عامه قدری
از زبان فارسی از قسم نظم ونثر وتاریخ
که در امور معاشیه بکار آید وهمچنین تحصیل
حرف وصنایع واختراع اطعمه جدیده
والبسه جدیده وآئینه جدیده واسلحه
جدیده وامثال آن از امور معاشیه باعتبار
اصل خود از جنس بدعت نیست چه هرچند

اطلاع نہ رکہتا ہو اور عمرو اوپر احکام دین کے بطور ذکر کیے
گئے کے اطلاع رکہتا ہے اور علمون الہی سی واقفیت
نہین رکہتا پس زید کو قسم علما سے گنا اور عمرو کو قسم
جاہلون سے باب عزت اور بزرگے مین یا در باب اعتبار
کرنے بات کی یا بیچ مقدمہ فتوے دینے اور امر بالمعروف
کے یا مقدم کرنے مین واسطے امامت نماز کے
یا اسطرح پر کہ اگر زید در باب مناظرہ احکام دین کے
زبان درازے کرے تو قسم ادب سکہانی سے
شمار کیا جاوے اور اگر اولٹا ہو تو بے ادبی
مین گنا جائی پس مثل ان معاملون کی کامون
مذکور کو قسم بدعت حکمے سے کرتے ہین اور اسطرح
قیاس کرنا چاہیئے بلکہ اس سی زیادہ بڑھ گئے
گذرے مرتبہ مین شغلون صوفیہ کے مقدمہ مین
قیاس کرنا چاہیئے **مسئلہ پانچوان**
مشغول ہونا ساتہ علم طب اور حساب اور
ہندسہ اور کچہہ مسئلون نرے علم ہیئت اور
قواعد منطق کے کہ خالی ہون آمیزش امور عامہ
سے اور کچہہ زبان فارسی قسم نظم اور نثر اور تاریخ کو
بیچ کامون معاش کے کام آوے اور اسیطرح تحصیل کرنا
پیشون اور صنعتون کا اور نکالنا کہانون نئے
اور لباسون نئے کا اور آئینہ نیا اور ہتیار نئے اور مثل
اسکے کامون معاش سے باعتبار اصل اپنے
کے قسم بدعت سے نہین ہے ہر چند —

بعضے ازان از قسم محدثات باشند اما کسے
او را از امور دین میشمارد و نہ باو معاملہ
امور دینیہ میکند مثلا طبیب و سیاق و ان را
کسے از علماء دین نمی شمارد و باو معاملہ
علما نمی نماید آری بعضے از سفہای زمان
اہل منطق و ہیئت را در تعداد علما معدود
میکنند و در ضمن علوم ممدوحہ شرعیہ این
ہر دو علم را میشمارند پس بہ نسبت ایشان
اشتغال باین ہر دو علم از قسم بدعت حقیقیہ
خواہد شد اما این قسم اشخاص کہ در حماقت بانتہا
قصوے رسیدہ باشند کمتر یافتہ میشوند
بنا برعلیہ ببدعت این امور مطلقاً حکم کردہ
نمی شود آرے انہماک در امثال این امور
بلکہ سایر امور دنیویہ و استغراق ہمت
دران مورث قساوة قلب و موجب بعد
عن اللہ و باعث نسیان تذکر جلال حضرت
حق و سبب تکدر روح است کہ حدیث
اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَا فِیْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ
تعالیٰ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا وَّمُتَعَلِّمًا بر آن دلالت
میدارد و ہر چند اینکلام از مبحث ما نحن فیہ
یعنی تحقیق معنے بدعت و سنت خارج است
اما کلام چون باین رسید ابد ذکر نکنہ
[illegible] النفع درینمقام لازم آمد بیانش آنکہ

بعضے انکے قسم نئے کاموں سے ہوں اور نہ کوئی اوسکو
کاموں دین سے گنتا ہے اور نہ ساتہ اوسکے معاملہ
کاموں دین کا کرتا ہے مثلا طبیب اور سیاق جاننے والے
کوئی علمای دین سے نہین گنتا ہے اور اوس سے معاملہ
علما کا سا نہیں کرتا ہے ہاں بعضے بیوقوف زمانہ کے
اہل منطق اور ہیئت کو شمار علما مین گنتے ہین اور قسم
علموں تعریف کے گئے شرعیہ سے ان دونو علموں کو
گنتے ہین پس بہ نسبت انکی شغل کے ساتہ ان دونو
علموں کے قسم بدعت حقیقے سے ہوگا اسے پر
اس قسم کے اشخاص کہ بیوقوفی مین اس درجہ نہایت کے
ہوں کمتر پائے جاتے ہین اسلئے بدعت ہونے
ان کاموں کا حکم مطلق نہین کیا جاتا ہے ہاں بہت
شغل مثل ان کاموں مین بلکہ تمام کاموں دنیا مین
اور ڈبو دینا ہمت کا اسمین سبب سختے دلکا ہے اور
باعث دوری کا خدا سے اور سبب بہول جانے یاد
حضرت حق کا اور باعث مکدر ہونے روح کا ہے کہ
حدیث مین ہے ترجمہ **حدیث** دنیا لعنت کی گئی ہے
اور لعنت کیا گیا ہے جو کچھہ اوسمین ہے مگر ذکر اللہ تعالیٰ کا
اور جو چیز کہ نزدیک کرے اوس سے اور صاحب علم
اور علم سیکھنے والا + اوسپر دلالت رکھتے ہے
ہر چند یہہ گفتگو بحث اوس کلام سے کہ ہم اوسمین
ہین یعنی تحقیق معنی بدعت اور سنت سے باہر ہے مگر جب
کلام اسجگہہ [illegible] ذکر کرنا [illegible] ہے

تحصیل مهارت در فن شعر مثلاً بچند وجه
میباشد بعضے اشخاص بنا بر نیت نیک مہارت
آن فن حاصل میکنند مثل تحصیل ملکۂ تالیف
مناجات رب العالمین و نعت سید المرسلین
و مناقب عباد مقبولین و ہجو کفار متمردین
و نظم احکام دین و امثال آن از امور نافعه
در اسلام و باینوجه عبادت بالعرض میشود
و بعضے بنا بر تحصیل معاش بآن اشتغال
می ورزند مثل منشیان امرا و معلمان
صبیان پس نسبت ایشان از امور مباح
ست و بعضے بنا بر تحصیل تعلّے و ترفّع و
استکبار و تحقیر ساده لوحان باین اشتغال
میکنند و باینوجه بنسبت ایشان از اقبح
معاصی شمرده میشود و بعضے بنا بر قضاء شهوت
لسانی بذکر محاسن نسا و امارد و بیان
خط و خال و غنج و دلال و ناز و انداز و شراب
و کباب و چنگ و رباب و بیان اوضاع اغلام
و جماع و رقص و سماع و امثال آن از امور
مهیجه شهوت بآن اشتغال مینمایند و باینوجه
بنسبت ایشان از قبیل زنا لسانی شمرده
میشود و بعضے بنا بر التذاذ بنفس ادراک مضامین
نفیسه مخیله و معانی عمیقه مؤلفه و اشارات
دقیقه و کنایات خفیه و متانت عبارات و

حاصل کرنا مہارت کا فن شعر مین مثلاً کئی طرح پر ہوتا ہی
بعضے شخص بسبب نیک نیتی کے مہارت اس فن کے
حاصل کرتے ہین مانند حاصل کرنے ملکہ کہنے مناجات رب
العالمین اور تعریف پیغمبر خدا اور مناقب بندون مقبول
اور ہجو کافرون سرکش اور نظم کرنے حکمون دین کی
اور مانند اسکے کامون فائده مند سے اسلام مین اور
اسوجہ سے یہہ عبادت بالعرض ہوتی ہے اور بعضے
بسبب حاصل کرنی معاش کی اسمین شغل کرتے ہین جیسے
منشی امیرونکے اور معلم لڑکون کے پس بہ نسبت انکے
کامون جایز سے ہے اور بعضے بسبب حاصل کرنے
بڑائی اور بلندی اور تکبر کرنے اور حقیر جاننے بن پڑھون
کے اسمین شغل کرتے ہین اور اس سبب سے بہ نسبت انکے
بدترین گناہون سے گنا جاتا ہے اور بعضے واسطے
ادا کرنے شہوت زبان کے ساتہ ذکر حسن عورتون
اور لڑکون کے اور بیان کرنے خط اور خال اور غنچہ
دہنے اور شیرین لبی اور ناز اور انداز اور شراب اور
کباب اور چنگ اور رباب اور بیان کرنا مضمون
اغلام اور جماع اور ناچ اور راگ کے اور مانند اسکے
باتون اوٹہانیوالی شہوت سے شغل کرتے ہین اور
اسوجہ سے بہ نسبت انکی قسم زنا زبانی سی گنا جاتا ہے
اور بعضے واسطے اوٹہانے لذت کے ساتہ دریافت
مضمونون نفیس خیالی اور معانی گہرے سے تالیف کیے گئے اور
اشارتون باریک اور کنایتون پوشیده اور مضبوطی عبارتون اور

وسلامت محاورات وجزالت تراکیب
لطافت تشبیہات ورشاقت استعارات
وعذوبت الفاظ وخوبے استخوان بندے
ورعایت صنایع لفظیہ معنویہ امثال
آن از اموریکہ تعلق ببلاغت وفصاحت
دارد بآن اشتغال مینمایند ومدار التذاذ
ایشان ہمین امور مذکورہ ست نہ مضمون
خاص از مضامین بلکہ ہر مضمون کہ لیاقت
جریان امور مذکورہ داشتہ باشد ہمان
مضمون جولان گاہ افکار ایشان ست
خواہ از باب مناجات ونعت ومنقبت
باشد خواہ از باب ہجو ومدح وخواہ از باب
مضامین شوقیہ باشد خواہ بہاریہ وخواہ
سیر انبیاء باشد خواہ قصص اولیا وخواہ
حکایت صالحین باشد خواہ افسانہای
سلاطین الغرض ایشانرا از تلفیق کلام
خود غیر از لذات خیالیہ چیزے دیگر غرض
نمی باشد حال ایشان در حرکت خیالیہ
مثل حال مفرجان بساتین ست کہ ایشان
را بجائی رسیدن منظور نمیباشد بلکہ مقصود
اصلی نفس حرکت میباشد در ضمن ملاحظہ
الوان مختلفہ واشکال رنگارنگ بہم میرسد
کہ متحقق شود وبہر بوستانی کہ گذر

اور سلامتی محاوروں اور مضبوطی ترکیب اور لطافت
تشبیہوں اور زیبائش استعاروں اور شیرینے لفظوں اور
خوبی استخوان بندی اور رعایت صنعتوں لفظی اور
معنوی کے اور مانند اسکے اون کاموں سے کہ
تعلق ساتھ فصاحت اور بلاغت کے رکھتے ہین اون
اونہی شغل ہوتے ہین اور مدار اونکے لذت کا یہی کام ذکر کیے گئے
ہین نہ کوئی مضمون خاص مضمونوں سے بلکہ ہر
مضمون کہ لیاقت جاری ہونے کاموں مذکور کے
رکھتا ہو وہے مضمون چوگان فکروں اونکی کا
ہے خواہ قسم مناجات اور تعریف پیغمبر اور مناقب
اولیا سے ہو خواہ قسم ہجو اور تعریف سے خواہ قسم
مضمونوں شوقیہ سے ہو خواہ بہاریہ سے خواہ
عادت نبیوں سے ہو خواہ قصے ولیوں کے خواہ
حکایت نیک بختوں کے ہو خواہ قصے بادشاہوں کے
غرض اونکو ترتیب اور جمع کرنے کلام اپنے سے
سوائے لذت خیالی کے اور کچھ غرض نہین
ہوتی ہے حال اونکا حرکت لذت خیالی مین
مانند حال سیر کرنیوالوں باغوں کے ہے کہ اونکو کسی جگہہ
پہونچنا منظور نہین ہوتا ہے بلکہ مطلب اصلی
ذات سے حرکت کرنا ہے واسطے دیکھنے رنگوں
مختلف اور شکلوں رنگارنگ کے جسطرف کو
اتفاق پڑے پڑے اور جس باغ مین
گذر ہو —

اقتدا فقد چنانچه کریمه وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ
الْغَاوُونَ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ
وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۝ کاشف
حال ایشانست باینوجه بنسبت ایشان
از قبیل لهوست واز مکروهات شرعیه
بلکه از اضر اشیاست در باب تحصیل
حقیقت احسان و ترک آن از شعایر
ایمان ست و متممات احسان که کریمه
قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ
خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ
وحدیث مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ
مَا لَا يَعْنِيهِ بر آن دلالت میدارد ومزاولت
حساب و هیئت و هندسه و منطق را بر مزاولت
شعر قیاس باید کرد که اکثر بنا بر اغراض
مختلفه واقع میگردد پس حکم این مزاولت
مثل حکم آن اغراض ست در حسن و قبح و
علامت این مزاولت اکتفاست بر قدر
حاجت نه افراط و تعمق دران و در بعضے
احیان بنا بر مجرد میلان بسوی لذت فکریه
که از استحصال مجهولات عددیه بطریق متعینه
و حساب خطائین و عکس و تبدیل و جبر و مقابله
و از استحصال سوالات مشکله حسابیه و از
تخیل حیثیات اشکال هندسه و هیئت و از

ہو ہو جیسے کہ آیۃ قرآن شریف مین ترجمہ آیۃ شریف
شاعر پیروی کرتے ہین اونکی گمراہ کیا نہین
دیکہتا تو کہ تحقیق وہ ہر جنگل مین سرگردان ہین
اور البتہ وہ کہتے ہین جو کچھہ نہین کرتے ۔ ظاہر
کرنیوالی حال اونکی کی ہے اور اسی سبب بہ نسبت اونکی
قسم کہیل سی ہی اور مکروہات شرعی سی بلکہ بہت مضر
چیزون سے حاصل کرنے حقیقت احسان مین اور چہوڑنا اسکا
علامات ایمان سے ہے اور کامون پورا کرنیوالون احسان
سے کہ آیۃ قرآنی ترجمہ آیت شریف تحقیق رستگار ہوئے
مسلمان جو اپنے نماز مین گڑگڑاتے ہین اور جو لوگ کہ
لغو سے موہنہ پہیرتے ہین ۔ اور حدیث ترجمہ حدیث پیغمبر
خوبی اسلام آدمی سی چہوڑنا کامون بیفائدہ کا ہے
اسپر دلالت رکہتی ہے اور مشق حساب اور ہیئت اور
ہندسہ اور منطق کو اوپر مشق شعر کے قیاس چاہیئے کرنا
کہ اکثر بسبب غرضون مختلف کے واقع ہوتے ہے
پس حکم اس مشق کا مثل حکم اون غرضون کی ہے
بہلائی اور برائی مین اور علامت اس کوشش کے
اکتفا کرنا ہے اوپر مقدار حاجت کے نہ زیادتی حد سے
اور بہت غور او سمین اور بعضے وقتون مین فقط بسبب
شوق لذت فکری کے کہ حاصل کرنے نامعلوم عددون
سے بطور معین اور حساب خطائین اور عکس اور تبدیل
اور جبر اور مقابلہ اور نکالنے سوالون مشکل حسابی سے اور
خیال کرنے حیثیتون شکل ہندسہ اور ہیئت سے اور

انساق براهین قاطعه آن و از ایصال
بدیهیات جلیه بسوی نظریات عمیقه بطریقی
که احتمال خطا و غلط را در آن گنجایش
نباشد و از استعلام اموریکه ادراک آن
از عرف و عادات بعید تر مینماید مثل
تحدود الجهات و مقادیر کواکب و اوضاع آن
بنسبت سفلیات و ارتفاع عمارات عالیه
و جبال شامخه و عروض انهار و اعماق
ابحار و امثال آن و از استعمال الآلات
اسطرلاب و اکتناه مفهومات غایره و تحدید
تصورات نظریه و تمیز اجزا عقلیه
تفتیش اجزا عقود و تنقیح حقیقت اذعان
و متعلق آن و تحقیق لوازم قضایا و طریق
تالیف اقیسه و تحلیل و ترکیب و تصویر مباحث
صناعات خمسه و الحصول ملکه تقیید و توجیه
و دفع و منع و حل و نقض و قلب و معارضه
و امثال آن از اموریکه جولان گاه افکار
اذکیه تواند شد حاصل میشود و مزاولت امور
مذکوره متحقق میگردد و انهماک قوت عقلیه
در مفهومات و استغراق قوت فکریه در تعمقات
بمراتب اقوی است از انهماک قوة حاسه
در ملاذ جسمانیه و قوت مخیله در مضامین شعریه
و الحان موسیقیه و ملاهی شطرنج و امثال

اور انتظام دلیلون قاطعه اوسکے سے اور پہونچنے
بدیہیات روشن سے طرف نظریات گہرے کے سطرح پر کہ
گمان غلطے اور خطا کا اوسمین گنجایش نرکہی اور معلوم
کرنے اون کامون سے کہ دریافت اونکا عادت سے بہت
دور دکہائی دیتا ہے مانند محدود الجہات اور مقدار کے
ستارون کی اور وضعین اونکے بنسبت نیچے والون کے
اور بلند سے عمارتون بلند اور پہاڑون اونچی اور
اور چوڑائی نہرون اور گہراو دریاؤن کے اور مثل
اسکے اور استعمال کرنے آلات سطرلاب اور دریافت
کرنے حقیقت مضمونون پہونچے ہوون اور حد باندہنے
تصورات نظری اور جدا کرنے اجزاے عقلے اور
دریافت کرنے اجزا منعقد ہونے قضیہ اور صاف
کرنے حقیقت یقین اور متعلق اوسکے اور تحقیق کرنے
لوازم قضیون اور طریقے مرکب کرنے قیاسون اور
جدا کرنے اور مرکب کرنے اور صورت بنانے بحثون
صنعت خمسہ کے اور وہ حاصل کرنا استعداد قید لگانے
اور توجیہ کرنے اور دفع کرنے اور منع کرنے اور نہ حل
دینے اور نقض اور قلب اور معارضہ اور مانند اسکی اون کامون
سے کہ میدان دوڑنے فکر تیز ذہن والون کا ہی حاصل
ہوتے ہے اور مزاولت کامون ذکر کیئے گیئے کے ثابت
ہوتی ہی اور مشغولی قوت عقلے کی بیچ مضمونون کی
اور ڈوب جانا قوت فکری کا گہراوی مین بہت مرتبون زیادہ
ہے مشغولی قوت حسی سے لذتون جسمانی مین اور قوت

آنچه مبادین معقولات نهایت اوسع است
از بساتین مخیلات وشورش محسوسات ولذت
عقلیه بغایت الطف است از لذات خیالیه
حسیه اسپ بادپای قوة متفکره بمدارج اسرع
است از اشتر قوة مخیله وخر قوة حاسه تکاپوی
نظر مراتب الذ است از دوا دوش خیال و
خرفشار حواس پس انهماک دران مراتب
اقوی باشد بنسبت انهماک در اخرین وادخل
باشد در جذر قلوب وابعد باشد از شریعت ایمان
که طریقه سلوک اسلاف امیین است واقصی
باشد در روش همان که بدعت مخترعه اخلاف
متفلسفین است واضر باشد در تحصیل حقیقت
احسان که افنا ارادهٔ قلبیه وقطع علایق
ماسوی الله از جذر قلب واعراض از التذاذ
بغیر الله خلاصه اوست واغلظ حجب باشد
در باب تحصیل اطمینان بمعارف انبیاء عم
که طموح بصر بصیرت بسوی فیض نازل از
حظیرة القدس که بقوالب شریعت وسیاکل
سنت بروز نموده از شرایط اوست سبحان
الله سخن از کجا تا کجا رسید غرض آنکه مومن
پاک مبرا از بدعت وشرک را باید که ملت
حنیفیه بیضا را از لوث امور مذکوره حتی
الامکان پاک دارد ولذت آنرا در دل خود

انکے اسلئے کہ میدان معقولات کا نہایت چوڑا ہے اور لذت
عقلے نہایت لطیف ہے لذت خیالی اور حسی سی اور گھوڑا
تیز رفتار قوت متفکرہ کا کئی درجہ زیادہ دوڑنیوالا ہے
شتر قوت متخیلہ اور گدہے قوت مخیلہ حسے سے
اور زیادہ قوت حسے اور دوڑ دہوپ عقل کے
بہت مرتبون زیادہ لذیذ ہے بہاگنے خیال اور
بیہودہ چلنے گدہے حواس سے پس مشغولی اونمین بہت
مرتبون قوی ہوگے بہ نسبت مشغولی کام خیال
اور حواس کے سے اور بہت داخل ہوکے تہ دلمین اور بہت
دور ہوکے شریعت ایمان سے کہ راہ چلنے اگلون بن
پڑہونکی ہی اور بدرجہ نہایت ہوگی سرگردانی بیچ
کہ بدعت نکالی ہوئی پچہلون فلاسفہ کی ہی اور بہت
مضر ہوگے حاصل کرنے حقیقت احسان مین کہ فنا کرنا
ارادہ دلی اور منقطع کرنا علاقون ماسوے خدا کا تہ دل
سے اور موہنہ پہیرنا لذتون غیر خدا کے خلاصہ اوسکا
ہے اور بہت بہاری پردہ ہوگا حاصل کرنے اطمینان
ساتہ معرفت نبیون علیہ السلام کے کہ طمع بینائی عقل کے
طرف فیض اوترنیوالے خطیرہ قدس سے کہ قالبو شریعت
اور صورت سنت مین ظہور کیا ہے شرطون اوسکی سی ہے
سبحان اللہ بات کہان سے کہان پہونچی غرض یہ ہے کہ مسلمان
پاک بیزار شرک اور بدعت کو چاہیئے کہ دین حنیفے روشن کو
نجاستون کام مذکورسی حتے المقدور پاک رکہے
اور لذت اوسکے کو اپنے دلمین —

جای ندہد و بر قدر حاجت ازان اکتفا
نمودہ اوقات عزیزہ خود را در تعمقات
زائدہ ضایع نگرداند کہ هَلَكَ الْمُتَعَمِّقُوْنَ
حدیث نبی امی علیہ الصلوٰۃ والسلام است
و تلبس امور مذکورہ را بنا بر ضرورت قضای
حاجت شمارد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا
لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا
اللّٰهُ

فصل ثانی در بیان حکم بدعت

باید دانست کہ تحقیق حکم بدعت موقوف
ست بر تمہید چند مقدمات مقدمہ اولی
باید دانست کہ خلاصہ مفہوم بدعت از تمہید
کلام فصل اول چنان مستفاد گردیدہ کہ
ہر عقیدہ و مقامے و واردی و حالی و
قولے و فعلے کہ از جنس عبادات باشد
یا عادات یا معاملات و ہمچنین تقیید و
تعیین امور مذکورہ بقیود و حدود معینہ
و ہمچنین تشخیص موقع آن امور از تشہیر و
اعلان یا ستر و کتمان یا اہتمام و عدم
اہتمام یا التزام و عدم التزام کہ نہ ثابت
بکتاب باشد و نہ بہ سنت و نہ باشتہار
و رواج در قرون ثلثہ و نہ باجماع اہل حق
و نہ بقیاس صحیح منقول از مجتہدین سابقین
مسلم الاجتہاد و صاحبش آنرا از امر دین شمارد

جگہہ نہ دی اور بقدر حاجت اوس سے اکتفا کرے اور
اوقات عزیز اپنی بیچ باریکیون زاید کے ضایع نہ کرے
ترجمہ حدیث ہلاک ہوے بہت غور کرنیوالے - حدیث
نبی امی علیہ السلام مین ہے اور شغل کامون مذکور کا
واسطے ضرورت حاجت روائی کے شمار کرے -
ترجمہ آیۃ شکر ہے خدا کا کہ راہ دکھائی ہمکو طرف اسکے
اور نہ تھی ہم کہ راہ پاتے اگر نہ راہ دکھاتا ہمکو اللہ -

فصل دوسری بیچ بیان حکم بدعت کے

جاننا چاہیئے کہ تحقیق حکم بدعت کے موقوف ہے اوپر
بیان کئی مقدمون کے **مقدمہ پہلا** - چاہئے
جاننا کہ خلاصہ مضمون بدعت کا بیان کلام فصل پہلی
سے ایسا ظاہر ہوا کہ جو عقیدہ اور مقام اور جو وارد اور
حال اور جو بات اور کام کہ قسم عبادتون سے ہو
یا عادتون اور معاملون سے اور اسیطرح قید
لگانے اور معین کرنا کامون مذکور کا ساتھ قیدون اور
حدون معینہ کے اور اسیطرح معین کرنا موقع اون
کامون کا شہرت دینے اور ظاہر کرنے سے
یا پوشیدہ اور چھپا کرنے سے یا اہتمام اور نہ اہتمام
کرنے سے یا لازم پکڑنے اور نہ لازم پکڑنے سے کہ
نہ ثابت قرآن سے ہو نہ حدیث سے اور نہ مشہور اور
مروج ہوا ہو قرون ثلثہ مین اور نہ اجماع اہل حق کا
ہوا ہو اوسپر اور نہ قیاس صحیح نقل کیا گیا ہو اوپر
مجتہد پہلون سے کہ جنکا اجتہاد مسلم ہے اور کرنیوالا اوسکا اوسکو کام دینی

ویا با او معامله امور دینیه کند پس چنان امر را
بدعت میگوییم و در اکثر مواضع کتاب و سنة
لفظ بدعت بر ہمین معنی مستعمل میشود
مثل آیه کریمه قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ
الرُّسُلِ چه پر ظاہر ست که خود آنجناب در زمان
سابق موجود نبودند و نه شریعت آنجناب
بخصوصها بلکه نظیر آنجناب در وصف رسالت
و نظائر شریعت آنجناب از شرائع متقدمه
در زمان سابق محقق بودند بنا بر علیه از
ذات آنجناب و شریعت آنجناب بدعت
نفی کرده شد پس معلوم شد که در باب نفی
بدعیت شئ وجود نظیر آن شئ ہم در زمان
سابق کفایت میکند و در احادیث متواتره
بدعت را مقابل سنت ذکر فرموده آن را
نکوہش کرده اند و از اتباع آن نہی بلیغ
نموده و در حدیث عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي
وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ
و حدیث مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي
سنت خلفاء راشدین و سیرت صحابه
مکرمین را در باب وجوب اتباع در اوقات
ظہور بدعات مقارن خود مذکور ساخته
و در حدیثی که ترمذی از طریق ابی سعید
خدری رضہ روایت کرده قَالَ قَالَ

یا ساتھ اوسکی معاملہ کاموں دین کا کرے پس اسی کام کو
بدعت کہتی ہین ہم اور اکثر جگہہ قرآن اور حدیث مین
لفظ بدعت کا اسی معنون پر استعمال کیا جاتا ہی
جیسے کہ آیۃ قرآن مین ترجمہ آیۃ شریف کہہ تو نہین
ہون مین نیا رسولون سے - اسلئے کہ بہت ظاہر ہے
کہ تحقیق آنحضرت پہلے زمانہ مین موجود نہ تھے اور
نہ شریعت خاص آنحضرت کی بلکہ مثل آنحضرت کے صِفت
رسالتمین اور مثل شریعت آنحضرت کے شریعتون
پہلے سے زمانہ اگلے مین موجود تھے اس سبب سے ذات
آنحضرت اور شریعت آنحضرت سے نفے بدعت کیے گئی
پس معلوم ہوا کہ نہونے بدعت ہر ایک چیز مین موجود ہونا
مثل اوس چیز کا پہلے زمانہ مین کفایت کرتا ہے اور
حدیثون متواتر مین بدعت کو مقابل سنت کی
ذکر کیا اور اوسکے مذمت کی اور اوسکی پیروی سے
منع کیا اور اس حدیث مین - ترجمہ حدیث
کہ لازم ہے اوپر تمہارے راہ میرے اور راہ خلیفون
راہ شد اور ہدایت والون کے - اور اسی حدیث مین
کہ وہ وہ چیز ہے کہ مین جسپر ہون اور صحابے میرے
سنت خلیفون راشد اور خصلت صحابہ بزرگ کو
واجب ہونی پیروی مین وقت ظاہر ہونے
بدعتون کے ساتھ اپنے ذکر کیا اور بیچ اوس حدیث
کے کہ ترمذے نے ابو سعید خدرے کیطرف
سے روایت کے ہے کہ ترجمہ حدیث کہ فرمایا -

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکَلَ
طَیِّبًا وَّعَمِلَ فِیْ سُنَّۃٍ وَّاَمِنَ النَّاسُ
بَوَائِقَہٗ دَخَلَ الْجَنَّۃَ فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ
اللّٰہِ اِنَّ ھٰذَا الْیَوْمَ لَکَثِیْرٌ فِی النَّاسِ
قَالَ وَسَیَکُوْنُ فِیْ قُرُوْنٍ بَعْدِیْ
ودرحدیثی کہ مسلم از طریق عائشہ رض
روایت کردہ اَنَّھَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَا
یَذْھَبُ اللَّیْلُ وَالنَّھَارُ حَتّٰی یُعْبَدَ
اللَّاتُ وَالْعُزّٰی فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
اِنْ کُنْتُ لَاَظُنُّ حِیْنَ اَنْزَلَ اللّٰہُ ھُوَ
الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی
وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ
وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ اَنَّ ذٰلِکَ تَامًّا
قَالَ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ مِنْ ذٰلِکَ مَاشَاءَ
اللّٰہُ پس شیوع سنت ورواج دین در چند
قرون متاخرہ اخبار فرمودہ وآن چند
قرون را در حدیث خَیْرُ الْقُرُوْنِ
قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ
یَلُوْنَھُمْ وامثال آن از احادیث کثیرہ
بقرون ثلثہ تفسیر فرمودہ ودر آیۃ کریمہ
وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا
تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ

رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے کھایا حلال اور عمل کیا
سنت پر اور امن مین رہے لوگ برائیون اوسکی سے
داخل ہوا جنت مین پس کہا ایک شخص نے ای رسول
اللہ کے آجکے دن البتہ بہت ہین فرمایا اور قریب ہے
کہ ہونگے بیچ زمانہ کے پیچھے میرے ۔ اور بیچ اوس حدیث
کے کہ مسلم نے طریق عائشہ رض سے روایت کی ہے
کہ ترجمہ حدیث کہا حضرت عائشہ نے کہ سُنا مینے
رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہین گذرے
گے رات اور دن یہانتک کہ پوجا جاوے گا لات اور
عُزّیٰ پس کہا مینے اے رسول اللہ کے تحقیق تہی مین
گمان کرتے جسوقت نازل کیا اللہ نے وہ ذات
پاک کہ بھیجا رسول اپنے کو ساتہ ہدایت اور دین سچے
کے تاکہ غالب کرے اوسکو اوپر سب دینون کے اگرچہ
برا مانین مشرک لوگ تحقیق یہہ کلام پورا ہے فرمایا
تحقیق شان یہ ہے کہ قریب ہے کہ ہوگا اسمین سے
جو کچہہ چاہا اللہ نے ۔ ساتہ ظہور سنت اور رواج دین
کے کئیے قرنون پچھلون مین خبر دی اور وہ کئی قرن
بیچ اس حدیث کے کہ ترجمہ حدیث بہتر زمانون کا
میرا ہے پھر جو لوگ متصل ہین اوس سے پھر جو کہ متصل ہین اوس سے اور مانند
اسکے بہت حدیثون سے ساتہ قرون ثلثہ کے تفسیر
فرمائے ہے اور اس آیۃ مین کہ آیۃ شریف ہے جو کو
خلاف کرے رسول کا بعد اسکے کہ ظاہر ہوے
اوسکو راہ ہدایت کے اور پیروی کرے سوائے راہ

المؤمنین نوله ما تولى ونصله جهنم
وساءت مصیرا ٥ اجماع را در باب وجوب
اتباع سنت ملحق گردانیده پس معلوم شد
که مراد از بدعت در احادیث متواتره و
استعمال لفظ بدعت بهمین معنی واقع
گردیده پس لابد لفظ بدعت بنسبت معنی
مذکوره حقیقیه شرعیه باشد و حمل او بر این
معنی در صورت عدم قرائن خارجیه واجب
و استعمال او بر غیر این معنی از قبیل استعمالات
مجازیه است که احتیاج بقراین خارجیه
میدارد چنانچه در کلام حضرت امیر المومنین
فاروق اعظم رض که در حق تراویح فرموده
نعمة البدعة هذه واقع گردیده چه مراد
از لفظ بدعت در کلام ایشان همین قدر است
که خود تراویح باین هیئت خاصه و باین
التزام در جمیع لیالی رمضان در زمان
برکت نشان آنجناب صلی الله علیه وسلم
موجود نبود و این معنی اعم است از معنی اول
پس اطلاق لفظ بدعت بران از قبیل
اطلاق لفظ نفاق است بر مطلق تغیر
حال که در قول حنظله رض نافق حنظلة
واقع شده و قرینه تجوز درینمقام امتناع
حقیقت است بنظر صدور نفس این عبارت

مسلمانون کی پہیرین ہم اوسکو اوسیطرف اور ڈالیں
گے اوسکو دوزخ مین اور بری جگہہ ہے جانیکے — اجماع کو
مقدمۂ واجب ہونے پیروی مین سات سنت کے
ملادیا پس معلوم ہوا کہ مراد بدعت سی حدیثون متواترہ
مین اور [illegible] لفظ بدعت کا اسی معنون پر واقع
ہوا ہے در لفظ بدعت کا بہ نسبت معنی مذکور کے
حقیقت سرعی ہی اور لینا انہین معنون کا بیچ صورت
نہونے قرینون خارجی کے واجب ہے اور استعمال
اوسکا اوپر غیر ان معنون کے قسم استعمال مجاز سی ہے
کہ حاجت قرینون خارجے کے ہے جیسا کہ کلام
جناب امیر المومنین عمر فاروق رضا مین کہ تراویح کے
حق مین فرمایا ہے کہ اچھے بدعت ہے یہہ اتع
ہوا ہے اسلیئے کہ مراد لفظ بدعت سے اونکے کلام
مین اسیقدر ہے کہ تحقیق تراویح ساتھ صورت خاص
اور اس التزام سے تمام راتون رمضان مین
بیچ زمانہ برکت کے نشان پیغمبر خدا صلے الله علیہ
وسلم کے نہین تھے اور یہہ معنے عام ہین پہلے
معنون سے پس بولنا لفظ بدعت کا اوپر اسکے
قسم بولنے لفظ نفاق سے ہے اوپر مطلق
تغیر حال کے کہ بیچ قول حنظلہ رض کے
منافق ہوا حنظلہ واقع ہوا ہے اور قرینہ
مجاز کا اسجگہہ منع ہونا معنے حقیقی کا ہے
بنظر صادر ہونے خاص اس عبارت کے

از زبان خلیفه راشد چه این عبارت دال است
بتحسین تراویح و تحسین خلیفه راشد چیزیرا
مستلزم انسلاک آنچیز است در سلک سنت
او و سنت خلیفه راشد ملحق به سنت نبویه
است پس مضاد بدعت باشد و چون
این مقدمه ممهد شد پس باید دانست که مراد
از لفظ بدعت درینمقام یعنی در مقام
تحقیق حکم آن معنی حقیقی شرعی است

مقدمه ثانیه

باید دانست که حکم شارع که بسوی بندگان
او متوجه میگردد بسه وجه متحقق میشود
یعنی یا بطلب چیزے متحقق میشود مثل
صلوة و صوم یا بترک چیزے مثل زنا
و سرقه و یا با باحت چیزے یعنی بیان
اینکه ایشان در آن مختار اند اگر خواهند
بعمل آرند و اگر خواهند بعمل نیارند نزد
شارع نه صدور آن امر مطلوب است
و نه ترک آن مثل اکثر مباحات از اکل و
شرب و لباس و هر چند مراتب حسن امور
مطلوبه با عتبار مراتب علت مختلف میباشد
مثل خوردن بدست راست و افشردن
بینی بدست چپ و سایر آداب اکل و
شرب و لباس و جماع و غائط و مثال آن

زبان خلیفه راشد سے اسلیئے که یهه عبارت دلالت کرتی
ہے اوپر نیک جاننے تراویح کے اور نیک جاننا خلیفه راشد کا
کسی چیز کو مستلزم ہے داخل ہونی اوس چیز کو سلک سنت میں اوسکے
مین اور سنت خلیفه راشد کے ملے ہوئے ہے سنت پیغمبر سے
پس خلاف بدعت ہو گئے پس جب یهه مقدمه بیان ہو چکا
تو جاننا چاہیئے که مراد لفظ بدعت سے اس جگهه یعنی بیچ مقام
تحقیق حکم اوسکے معنے حقیقی شرعی ہے مقدمه دوسرا
چاہیئے جاننا که حکم خدا کا طرف بندون اوسکے
متوجه ہوتا ہے تین طرح سے ثابت ہوتا ہے
یا کسی چیز کے طلب میں صادر ہوتا ہے جیسے نماز
اور روزه یا ترک کرنے کسی چیز میں جیسے زنا
اور چوری یا مباح ہونے کسی چیز مین
یعنی بیان اس امر کا که بندے مختار ہین
اسمین اگر چاہین عمل مین لاوین اور
چاہین نه لاوین نزدیک شارع کے نه عمل مین
لانا اوسکا مقصود ہے نه ترک کرنا اوسکا
مانند اکثر مباح چیزون کے کہانے اور پینے
اور پہننے سے اور ہر چند مرتبے خوبی کامون
طلب کیئے گئے کے باعتبار سبب کے
مختلف ہوتے ہین جیسے کہانا سیدہے
ہاتہه سے اور سنکنا ناک کا بائین ہاتهه سے
اور تمام آداب کہانے اور پینے اور لباس
پہننے اور جماع کرنے اور پاخانه پہرنے اور مثال ان

از محاسن عادات مرتبہ از حسن میدارد کہ
طلب شارع بحسب ہمان مرتبہ باو متعلق
گردیدہ و محامد اخلاق و واردات و
احوال و مقامات مرتبہ دیگر میدارد از حسن
و تعلق طلب شارع و مسائل عبادات و
معاملات خصوصًا احکام صلوۃ مرتبہ دیگر
میدارد و مباحث اعتقادات خصوصًا
توحید و ایمان بالرسالۃ مرتبۂ دیگر
و مراتب قبح امور ممنوعہ اہم برہمین معنی
قیاس باید کرد مثل خوردن بدست چپ
و افشردن بینی بدست راست و امثال
آن از مساوی عادات مرتبہ از قبح میدارد
کہ نہی شارع بحسب ہمان مرتبہ باو تعلق
گردیدہ و اخلاق رزیلہ و واردات ردیہ
و احوال و مقامات مردودہ مرتبہ دیگر میدارد
از قبح و تعلق نہی شارع و ارتکاب معاصی
صغایر و کبایر خصوصًا تلوث ببدعات
حقیقیہ مرتبہ دیگر و اتصاف بعقاید باطلہ
خصوصًا باشراک و انکار رسالۃ مرتبہ دیگر
و ہمچنین اگر در یک مرتبہ از مراتب مذکورہ
تامل کردہ شود در ہمان مرتبہ مراتب کثیرہ
واضح میگردد و باز اگر در یک مرتبہ ازین مراتب
نظر کردہ شود در آنہم مراتب دیگر نمایان گردد

نیک عادتون سے ایک مرتبہ خوبی سے رکھتے ہین
کہ طلب شارع کے موافق اوسے مرتبہ کے اوس سے
متعلق ہوئے ہے اور نیکیان خلقون اور واردات
اور حالون اور مقامون کے مرتبہ دوسرا رکھتی
ہین خوبی سے اور متعلق ہونے طلب شارع سے اور
مسئلے عبادتون اور معاملون کے خصوصًا حکم نماز
کے مرتبہ دوسرا رکھتی ہین اور ایسیہی اعتقادون کے
خصوصًا ایک جاننا خدا کا اور ایمان لانا ساتہ رسالت
کے ایک مرتبہ دوسرا اور مرتبون برائی کامون منع
کے گئے کو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے جیسے کہانا ہاتہہ
بائین سی اور سنکنا ناک کا ہاتہ دائین سے اور مانند
اسکے بری عادتون سی ایک مرتبہ برائی سی رکھتی ہین
کہ مخالفت شارع کی موافق اوسی مرتبہ کے اوس سے
متعلق ہوئی ہے اور اخلاق بد اور واردات بری
اور احوال اور مقام مردود مرتبہ دوسرا رکھتے ہین برائی
سے اور متعلق ہونے مخالفت شارع سی اور کرنا گناہون
چہوٹے اور بڑون کا خصوصًا آلودگی ساتہ بدعت حقیقی کے
مرتبہ دوسرا اور موصوف ہونا ساتہ عقیدون باطل کے
خصوصًا شریک جاننا ساتہ خدا کے اور انکار کرنا رسالت کا
مرتبہ دوسرا اسیطرح اگر ایک مرتبہ مین مرتبون مذکور سے
تامل کیا جاوے تو اوسی مرتبہ مین بہت مرتبے واضح ہوتے
ہین اور پہر اگر ایک مرتبہ مین اون مرتبون سی نظر کیجاوے
اوسمین بہی مرتبے دوسرے ظاہر ہوتے ہین

وہمچنین میشود الغرض اسپ خوش خرام فکر
از تکاپوی خود باز میماند و این میدان
وسیع گاہی باتمام نمیرسد و لہذا آنچہ حضرت
علام الغیوب جلت قدرتہ از درجات جنت
و درکات نار کہ محاذی آن مراتب ایجاد
فرمودہ است عقل بشری از ادراک تفاصیل
آن عاجز است ولیکن چنانچہ اینقدر بالاجمال
متیقن است کہ در جمیع مدارج جنت راحت
است و در جمیع درکات نار الم و درجہ
انبیاء در حصول معنی راحت اعلی است از
درجہ سائر سابقین و درجہ سابقین از
درجہ ابرار گو کہ در افراد ہر صنفے از اصناف
مذکورہ اختلاف فاحش بحسب اختلاف وجوہ
تفاصیل واقع باشد و برہمین قیاس باید کرد
درکات نار مثلا درکہ کفار باعتبار حصول
معنے الم اشد است از درکہ مبتدعین و
درکہ مبتدعین از درکہ فساق و فجار
وہمچنین اینقدر بالاجمال متعقل است کہ در
جمیع مطلوبات شرعیہ حسنی است خواہ قلیل
خواہ کثیر و در جمیع ممنوعات شرعیہ قبحے
است خواہ قوی خواہ ضعیف و اینقدر ہم
بالاجمال معلوم است کہ مقتضای بعضے
مراتب طلب شرعی ندب است و مقتضای

اور سیطرح چلا جاتا ہے الغرض کہ گھوڑا تیز رو فکر کا
اپنے دوڑ دہوپ سے باز رہجاتا ہے اور یہہ میدان وسیع
کبہے آخر نہین ہوتا اسلیئے جو کچہہ حضرت حق جل شانہ نے
درجون جنت اور مرتبون دوزخ سے کہ مقابل ان
مرتبون کے پیدا فرمائے ہین عقل بشری معلوم
کرنے تفصیل اونکی سے عاجز ہے لیکن جیسا کہ اسقدر
مجمل معلوم ہے کہ تمام درجون جنت مین راحت ہے
اور تمام درجون دوزخ مین تکلیف اور درجہ نبیونکا
حاصل ہونے مضمون راحت مین بلند تر ہے
درجے تمام سابقین سے اور درجہ سابقین کا
درجہ نیکبختون سے ہے اگرچہ فردون ہر قسم مین اقسام
مذکور سے اختلاف ظاہر موافق اختلاف مرتبون
بزرگے کے واقع ہوا اور سیپر قیاس کرنا چاہیے
درجون دوزخ کا مثلا درجہ کافرون کا باعتبار
پیدا ہونے مضمون تکلیف کے بہت سخت ہے
درجہ بدعتیون سے اور درجہ بدعتونکا درجہ
گنہگارون اور فاجرون سے سیطرح اسقدر
مجمل معلوم ہے کہ تمام چیزون طلب کے گئے
شرعے مین ایک خوبی ہے خواہ کم خواہ
زیادہ اور تمام ممنوعات شرعی مین ایک برائی
ہے خواہ قوی خواہ ضعیف اور یہہ بہی مجمل معلوم
ہے کہ مقتضا بعضے مرتبون مطلوب شرعی کا
استحباب ہے اور مقتضا ے —

بعضے وجوب ومقتضای بعضے دخول در اصل
ایمان وہمچنین مقتضای بعضے مراتب ممنوعہ
شرعیہ کراہت ست ومقتضای بعضی
حرمت ومقتضائے بعضے انجرار بکفر بعد
ازان باید دانست کہ تفتیش امر شرعی
در مقدمہ امری خاص از امور معاشیہ یا معاد
بدو وجہ میباشد اول تفتیش اجمالی یعنے
تفتیش اینکہ فلان امر شرعا حسن است
یا قبیح یعنی از جنس مطلوبات شرعیہ است
یا ممنوعات وثانی تفتیش تفصیلے یعنے
درکدام مرتبہ از حسن یا قبح واقع است
وکدام مرتبہ طلب یا منع از جانب
شارع باو متعلق گردیدہ وچنانچہ گرسنہ را
بمجرد اطلاع برانیکہ در فلان مقام طعامے
است شرارۂ طلب از دل او بوجہے
جوش میزند کہ چار وناچار کشان کشان
گو کہ اطلاع بر خصوصیت آن طعام نداشتہ
باشد بر آنمقام مے آرد وعاشق صادق را
بمجرد اطلاع برانیکہ فلان امر باعث رنج
وملال معشوق اوست انجاحی ونفرتے
بہ نسبت آن امر در دل او پیدا میگردد
کہ از حدود قرب وجوار او فرار میکند وہش
جبان وبزدل از قرب وجوار میدان جنگ

بعض کا واجب ہونا اور مقتضا بعض کا داخل ہونا
اصل ایمان مین اور اسیطرح مقتضا بعضے مرتبون
ممنوع شرعی کا کراہت ہی اور مقتضا بعض کا
حرام ہونا اور مقتضا بعض کا پہونچانا کفر مین
بعد اسکے چاہیے جاننا کہ تلاش کام شرعی کے
بیچ مقدمہ کسی خاص کام کے کامون معاش یا معاد
سے دو طرح پر ہوتے ہے اول تفتیش مجمل ہے یعنے
تلاش اسبات کی کہ فلانا کام شرع مین
اچھا ہے یا برا یعنے قسم کامون طلب کیے گئے شرع
سے ہے یا ممنوعات شرع سے اور دوسری
تفتیش تفصیلے ہے یعنے کس مرتبہ مین بھلائی
یا برائی سے واقع ہے اور کونسا مرتبہ طلب یا
منع کا شارع کے طرف سے متعلق ساتھ اوسکے
ہے جیسے کہ بھوکے کو اطلاع اسبات پر کہ فلانی
جگہہ کھانا ہے شعلہ طلب کا دل اوسکے سے اسطرح
جوش مارتا ہے کہ چار ونا چار کھینچتا ہوا اگرچہ اطلاع
خصوصیت کھانی پر نرکھتا ہوا اوس مقام پر
لاتا ہے اور عاشق سچے کو فقط اطلاع اسپر کہ
فلانا کام باعث رنج اور ملال معشوق کا اوسکے
ہے ایسے کراہت اور نفرت بہ نسبت اوس کام
کے اوسکے دلمین پیدا ہوتے ہے کہ حدود
قرب اور ہمسایگی اوسکے سے بھاگتا ہے جیسے کہ
نامرد اور بودا قرب اور ہمسائگی میدان لڑائی سے

همچنین طالب حق را بمجرد اطلاع اینکه
فلان چیز شرعاً حسن است و در مطلوبات
شرعیه داخل حرارت طلب آن از دل او
بوجهی میجوشد که کشان کشان بر تحصیل
و ترویج و تشهیر و تعلیم او می آرد که حدیث
والله لا یؤمن احدکم حتی یکون
هواه تبعا لما جئت به بر آن دلالت میدارد
و همچنین مومن صادق را بمجرد اطلاع براینکه
فلان چیز شرعاً قبیح است و در ممنوعات
شرعیه داخل نفرتی و انجامی بنسبت
آنچیز در دل او حادث میگردد که دور از
قرب و جوار آن میگریزد مثل گریختن
ارباب ننگ و ناموس از مظان لحوق
عار و مذلت که در حدیث الحلال بین
والحرام بین وما بینهما مشتبهات
فمن اتقی المشتبهات استبرأ لدینه
و عرضه بر آن دلالت میدارد الغرض
تحقیق حکم اجمالی در باب ترغیب و ترهیب
مومنان پاک و طالبان چست و چالاک
و موحدان مبرا از شرک کفایت میکند و اما
تفتیش تفصیلی پس اصل منصب مجتهدین است
و مقلدین را در پی آن افتادن غیر از

طالب حق کو فقط اطلاع اسکی کہ فلانی چیز شرع مین
اچھی ہے اور طلب کی گئی چیزون شرعی مین
داخل ہے گرمی طلب کی اوسکی دل سے ایسے جوش مارتی
ہے کہ کھینچ تان کر اوسپر حاصل کرنے اور شہرت
دینے اور سکھلانے اوسکے لائق ہے کہ ترجمہ حدیث
قسم ہے اللہ کے نہین مسلمان ہونیکا ایک تمہارا
یہانتک کہ ہو خواہش اوسکی تابع اوسچیز کے کہ
آیا ہون مین ساتھ اوسکے ۔ اسپر دلالت رکھتی ہی
اور اسیطرح مسلمان سچے کو فقط اطلاع اسپر کہ فلانی
چیز شرع مین برے ہے اور ممنوعات شرعی مین داخل
ہے ایسے نفرت اور بے رغبتی بہ نسبت اوسچیز کے اوسکے
دلمین پیدا ہوتے ہے کہ اوسکے قرب اور ہمسایگی سے
دور بھاگتا ہے مانند بھاگنے صاحبان ننگ اور ناموس
کے جگہہ لگ جانی عار اور ذلت سی کہ ترجمہ حدیث
حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر اور درمیان انکی مشتبہات
ہین پس جو کوئی کہ بچا مشتبہات سے بچایا دین اپنا
اور آبرو اپنے اسپر دلالت رکھتی ہے غرض کہ تحقیق
حکم اجمالی بمقدمہ رغبت دلانی اور ڈرانی مسلمانون
پاک اور طالبون چست اور چالاک اور موحدون
پاک کے شرک سے کفایت کرتا ہے اور تحقیق
تفصیلے پس اصل منصب مجتہدون کا ہے اور
مقلدون کو ـ در پے ہونا اوسکے سوا بیکار ہے

برپا کردن شور و شغب و قیل و قال و مناظره
و جدال منفعت نمی بخشد چون این مقدمه
ممهد شد پس باید دانست که مقصود درین مقام
همین ست که مطلق بدعت شرعا حسن است
یا قبیح نه آنکه کدام بدعت در کدام مرتبه حسن
واقع ست و کدام بدعت در کدام مرتبه قبیح

مقدمه ثالثه

باید دانست که وقتیکه اشیا متعدده در
یک حکم عام مندرج باشند مثل اندراج مسلم و
کافر در مفهوم انسان و اندراج گوشت
گوسفند و خنزیر در مفهوم مطعوم و اندراج
خمر و ماء در مفهوم مشروب و اندراج نقد
و جنس در مفهوم مال و اندراج زنا و جماع زوجه
یا کنیزک در مفهوم وطی پس حکم شرعی
بدو طریق با آن متعلق میگردد اول آنکه
بهر یک ازان اشیای مخصوصه حکمی علیحده
متعلق گردد و مطلق بالنظر الی ذاته هیچ
حکمی از احکام شرعیه متعلق نباشد مثلا
گوشت گوسفند حلال ست و گوشت خنزیر
حرام و مطلق گوشت را نه حلال توان گفت
و نه حرام پس برین تقدیر در باب ترغیب
و ترهیب از مطلق گوشت تنفیر باید گرد و نه
بسوی او ترغیب و در باب تحصیل حقیقت

کرنے شور اور غل اور گفتگو اور مناظرہ اور لڑائی
کے فائدہ نہیں دیتا جب یہہ مقدمہ بیان ہو چکا
پس چاہیے جاننا کہ مقصود اس جگہہ یہی ہے کہ
مطلق بدعت شرع مین اچھی ہے یا بری نہ یہہ کہ
کونسے بدعت کونسے مرتبہ مین اچھی واقع ہوئی
اور کونسے بدعت کونسے مرتبہ مین برے
مقدمہ تیسرا چاہیئے جاننا کہ جسوقت کتنے چیزیں
بیچ ایک حکم عام کے داخل ہون جیسے داخل ہونا
مسلمان اور کافر کا مفہوم انسان مین اور
مندرج ہونا گوشت بکرے اور سور کا مفہوم
کہانے کے چیز مین اور داخل ہونا شراب اور پانیکا
مفہوم پینے کے چیز مین اور داخل ہونا نقد اور
جنس کا مفہوم مال مین اور داخل ہونا زنا اور
مجامعت بیوی اور لونڈی کا معنون وطی
یعنے مجامعت مین پس حکم شرعی دو طرح اوسکے
ساتہ متعلق ہوتا ہے اول یہہ کہ ساتہ ہر ایک کے
اون چیزون خاص کی گئی سی ایک حکم علیحدہ متعلق
ہوتا ہے اور ساتہ مطلق کے بنظر ذات اوسکے
کوئی حکم احکام شرعی سی متعلق نہیں ہوتا ہے
مثلا گوشت بکریکا حلال ہے اور گوشت سور کا حرام اور مطلق
گوشت کو نہ حلال کہہ سکتے ہین نہ حرام پس صورت مین
رغبت دلانے اور ڈرانے کے باب مین نہ مطلق گوشت سے نفرت
دلانی چاہیے اور نہ طرف اوسکی رغبت اور حاصل کرنے حقیقت

تقوے واحتیاط کہ از افضل محامد شرعیہ است
احتراز از مطلق گوشت بنا برآنکہ گوشت
خنزیر حرام از جملہ افراد اوست ہرگز داخل
نیست بلکہ از جنس وسواس است کہ آن در
ممنوعات شرعیہ ست و در باب فتوی
ہرگز مفتے را نمیرسد کہ بر مطلق مذکورہ حکمی
جاری نماید بلکہ سایل را آگاہ سازد کہ
سوال او ناقص ست قابل جواب نیست
زیرا کہ مطلق درینصورت منقسم ست بسوے
اقسام مختلفہ و ہر قسم را حکمے ست علیحدہ
تو در کدام قسم سوال مینمائی مثلا شخصے سوال
کرد کہ خوردن گوشت حرام ست یا حلال
پس مفتی را نمیرسد کہ بر سوال اجمالی اکتفا
کردہ بحلت یا بحرمت آن فتوے دہد بلکہ
بگوید کہ گوشت منقسم است بگوشت گوسفند
و گوشت خنزیر اول حلال است و ثانی حرام
تو از کدام قسم گوشت سوال مینمائی تا بر طبق
آن جواب دادہ شود و در باب بیان احکام
عقد قضیہ کلیہ یا مطلقہ درینمقام مناسب نیست
مثلا در مقام بیان مطعومات محرمہ گفتن
اینکلام کہ ہر گوشت حرام ست یا ہمین قدر
کہ گوشت حرام ست ہرگز مناسب نیست
گو کہ نظر بسوے تخصیصات عمومات و تقییدات

تقوے اور احتیاط مین کہ بہترین بہلائیون شرع سے
بچنا مطلق گوشت سی بسبب اسکے کہ گوشت سور کا حرام اسکے
افراد مین سی ہے ہرگز داخل نہین ہے بلکہ قسم وسواس
سے ہے کہ وہ ممنوعات شرعی مین ہی اور فتوی کے
مقدمہ مین ہرگز مفتے کو نہین پہونچتا ہے کہ اوپر
مطلق ذکر کیے گئے کے کوئے حکم جاری کرے بلکہ
پوچہنے والے کو مطلع کرے کہ سوال اوسکا ناقص اور
قابل جواب نہین اسلیے کہ مطلق اسصورت مین
تقسیم ہوتا ہے طرف کئی قسم مختلف کے اور
ہر قسم کا حکم جدا ہے تو کونسے قسم مین سوال کرتا
ہے مثلا ایک شخص نے سوال کیا کہ کہانا گوشت کا
حرام ہے یا حلال پس فتوا دینے والیکو نہین پہونچتا
کہ اوپر سوال مجمل کے اکتفا کرکے ساتہ حلال یا حرام
ہونے اوسکے فتوے دیوے بلکہ کہے کہ گوشت
منقسم ہے ساتہ گوشت بکرے اور گوشت سور کے
پہلا حلال ہے اور دوسرا حرام تو کس قسم کے
گوشت سی پوچہتا ہے تو مطابق اوسکے جواب دیا
جاوے اور بیان حکمون مین منعقد کرنا قضیہ کلیہ
یا مطلقہ کا اسجگہہ مناسب نہین ہے مثلا مقام
بیان کرنے کہانون حرام مین یہہ کہنا کہ ہر گوشت
حرام ہے یا اسیقدر کہ گوشت حرام ہے ہرگز
مناسب نہین ہے اگرچہ بنظر تحقیق کرنے
عام کے اور قید لگانے ۔

مطلقات کلام مذکور بحسب اصل لغت صحیح
باشد چه ممکن ست که از مدلول ہر گوشت
گوشت حیوانات مخصوصه و از مطلق گو
شت حیوانات محرمه مراد باشد لیکن
تکلم بمثل اینکلام قبیح ست در خواص و عوام
و ساقط ست از درجه بلاغت یعنی مقتضاے
مقام و بعید ست از محاورات کلام بالجمله
اراده کردن معنی مذکور از کلام مسطور خلاف
ظاہر و غیر متبادر ست و طریق ثانی آنکه مطلق
بالنظر الی ذاته حکمی از احکام شرعیه متعلق
گردد و ہمان حکم بر جمیع افراد او باعتبار آن
مطلق جاری باشد پس مطلق بنظر ذات خود
در جمیع خصوصیات ہمان حکم را اقتضا می نماید
اگرچه در بعضے افراد بحسب عوارض خارجیه
حکم مطلق مختفے گردد مثل آنکه مطلق گوشت
خنزیر حرام ست اگرچه در وقت مخمصه مباح
گردد و مطلق شرب خمر حرام ست اگرچه
درصورت اکراه واجب میگردد و مطلق
سرقه حرام ست اگرچه عند الاضطرار
جایز میگردد و مطلق تکلم بکلمات کفر قبیح
ست اگرچه عند الاکراه معفو میشود و مطلق
نماز حسن ست اگرچه در وقت طلوع آفتاب
ممنوع میگردد و مطلق تلاوت قرآن

مطلق کے کلام مذکور موافق اصل لغت کے صحیح ہے
اور ہو سکتا ہے کہ مفہوم ہر گوشت سے گوشت
جانورون خاص کا اور مطلق گوشت سے گوشت
جانورون حرام کا مراد ہو لیکن بولنا مثل اس کلام
کے برا ہے خاص و عام مین اور گرا ہوا ہے درجہ
بلاغت یعنے مقتضاے مقام سے اور دور ہے
محاورون کلام سے خلاصہ یہہ ہے کہ ارادہ کرنا معنی
ذکر کیے گئے کا کلام مذکور سے برخلاف ظاہر کلام
کے ہے اور نہ جلد سمجہا جاتا ہے اور طریق دوسرا
یہہ ہے کہ ساتہ مطلق کے بنظر ذات اوسکی کی کوئے
حکم احکام شرع سے متعلق ہوتا ہے اور وہ حکم اوسکے
تمام افراد پر باعتبار اوس مطلق کے جاری ہوتا ہے
پس مطلق بنظر ذات اپنے تمام خصوصیات مین
اوسی حکم کو چاہتا ہے اگرچہ بعضے افراد مین بسبب کسیکے
پیش آنی والی باہر کے حکم مطلق کا پوشیدہ ہوتا ہے
مثل اسکی کہ مطلق گوشت سور کا حرام ہے اگرچہ وقت
شدت بہوک کی جایز ہوتا ہے اور مطلق پینا شراب
حرام ہے اگرچہ بیچ صورت جبر کرنے کسے حاکم ظالم کے
واجب ہوتا ہے اور مطلق چوری حرام ہے اگرچہ وقت
اشد ضرورت اور اضطرار کے جایز ہوتے ہے اور مطلق
بولنا کلمون کفر کا برا ہے اگرچہ وقت جبر کے معاف ہوتا ہے
اور مطلق نماز اچہی ہی اگرچہ وقت طلوع آفتاب کے منع
ہوتے ہے اور مطلق پڑہنا قرآن کا —

عبادت ست اگرچہ در صورت جنابت مکروہ میگردد و مطلق دوام ذکر افضل قربات است اگرچہ در عین حالت قضاء حاجت ممنوع میگردد پس برین تقدیر در باب ترغیب و ترہیب بسوے مطلق دوام ذکر ترغیب کردن و از مطلق شرب خمر تنفیر نمودن از ارکان اشاعت دین و اعلاء کلمۃ اللہ است و تفصیل طرق موانع خارجیہ از ضروریات وعظ و تذکیر نیست بلکہ ممکن کہ از مضرات آن باشد مثلا در مقام بیان معنی آیۃ کریمہ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وحدیث لا یزال لسانک رطبا من ذکر اللہ فضائل دوام ذکر و منافع آن مذکور باید کرد و بیان مسئلہ احتراز از ذکر مقام خلا ضرورے نیست یا در مقام بیان معنے آیۃ کریمہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ٥ وحدیث اشہد باللہ واللہ ان شارب الخمر کعابد الوثن قبائح شرب خمر و مضار آن مذکور باید کرد نہ مسئلہ جواز آن در صورت اکراہ یا در بیان معنے آیۃ کریمہ

عبادت ہے اگرچہ در صورت حاجت غسل مکروہ ہوتا ہے اور مطلق ہمیشگے ذکر خدا کے بہترین نزدیک خدا سے ہے اگرچہ عین حالت دفع بول و براز میں منع ہوتی ہے پس اس صورت مین بمقدمہ رغبت دلانے اور ڈرانے کے طرف ہمیشگے ذکر اللہ کے رغبت دلانے اور مطلق پینے شراب سی نفرت دلانی رکنون میں سے ہے مشہور کرنے دین اور بلند کرنے کلمۂ خدا سے ہے اور تفصیل طریقون منع کرنیوالون خارجی کے ضروریات درس اور نصیحت سی نہین ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ مضر اوس وعظ کو ہو مثلا مقام بیان معنون اس آیت قرآنی ترجمہ آیت جو لوگ کہ ذکر کرتے ہین اللہ کا کھڑے اور بیٹھے اور اوپر کروٹون اپنے کے اور اس حدیث مین کہ ہمیشہ رہے زبان تیری تر ذکر خدا سے فضیلتین ہمیشہ ذکر کے اور منفعت اوسکے ذکر چاہیین کرنے اور بیان کرنا مسئلہ پرہیز کا ذکر سے مقام پاخانہ مین ضرور نہین ہے یا بیچ مقام بیان معنون اس آیۃ کے کہ ترجمہ آیت سواے اسکے نہین کہ شراب اور جوا اور بت اور پانسے نجس ہین کام شیطان سی ہے بچو اس سی شاید کہ تم خلاصے پاؤ اور اس حدیث کے گواہے دیتا ہون مین ساتھ اللہ کے قسم ہے اللہ کے تحقیق پینے والا شراب کا مانند پوجنے والے بت کے ہے قباحتین پینے شراب کے اور ضرر اوسکے ذکر کرنے چاہیین نہ مسئلہ وجوب پینے کی اوسکا صورت جبر مین

يا ايها الذين آمنوا لا تاكلوا اموالكم
بينكم بالباطل الا ان تكون تجارة
عن تراض منكم وحديث الا ان دماءكم
واموالكم واعراضكم حرام كحرمة يومكم
هذا في بلدكم هذا تقبيح مطلق مال مردم
خوردے وحرمت تصرف در ملک غير بلا اذن
بايد کرد نه مسئله جواز آن در صورت اضطرار
بلکه در اکثر احيان بيان آنمعنى در باب
ترغيب وترهيب مضر ميگردد چه در نظر
عوام حسن وقبح آن سهل ميشود آری در وقت
پيش آمدن صورت مذکوره وتفتيش سائلين
جواب برطبق سوال بيان کرده شود چنانچه
ترغيبات وترهيبات در کلام شارع بهمين
نهج واقع گرديده ودر باب تحصيل حقيقت تقوے
واحتياط اجتناب از مطلق استعمال منکرات
وتصرف في ملک الغير بلا اذنه پيش نظر همت
خود بايد داشت وما داميکه يقين کلی
بحلت آن بحسب عوارض خارجيه حاصل
نشود هرگز بآن آلوده نبايد شد وما داميکه
وهمی ضعيف هم در جانب عدم ثبوت حلت
آن باقيست نظر بر حرمت اصليه آن کرده
ازان اجتناب ورزد چنانچه حديث من
اتقى المشتبهات استبرأ لدينه

ترجمه آيت اى ايمان والو نه کهاؤ تم مال اپنے آپس مين
ساتھ جهوٹ [illegible] يهه که هو سوداگری ساتھ رضامندی
تمهارے کے اور اس حديث کے که خبردار هو تحقيق
خون تمهارا اور مال تمهارے اور آبروئين تمهارے
حرام هين مانند حرام هونے اس آجکے دن تمهارے
کے بيچ اس شهر تمهارے کے ۔ قباحتين مطلق مال
مردم خوری اور حرام هونے دخل ملک غير مين بغير اذن
مالک کے بيان کرنے چاهيئين نه مسئله جايز هونا اوسکے
صورت اضطرار مين بلکه اکثر اوقات بيان اس مسئله کا
رغبت دلانی اور ڈرانے [illegible] مضر هوتا هے
اسليئے که نظر عوام مين بهلائے اور برائے اوسکے سهل
هوجاتے هين هان وقت پيش آنی صورت مذکور اور تلاش کرنے
پوچهنے والونکے جواب مطابق سوال کی بيان کيا جاوے
جيسا که رغبت دلانے اور ڈرانے مين بيچ کلام شارع کے
اسيطرح واقع هوا هے اور بيچ باب حاصل کرنے حقيقت پرهيزگاری
اور احتياط کے بچنا مطلق عمل مين لانی بری باتون
اور تصرف کرنے غير کے ملک سے بلا اجازت اوسکی پيش نظر
اپنے همت کی رکهنا چاهيئے اور جب تک که يقين کامل حلال
هونے اوسکيکا موافق پيش آنيوالون امور خارجيه کے
حاصل نهو هرگز اوسمين آلوده نه چاهيئے هونا اور جب تک
که ايک وهم ضعيف بهی طرف نه ثابت هونے حلت اوسکے
باقی هے نظر اوپر حرمت اصلی اوسکے کرکے اوس سے پرهيز
کرے چنانچه يهه حديث ترجمه حديث جس شخص نے پرهيز کيا

وعرضہ بر آن دلالت میدارد ودر
فتوے مفتی را میرسد کہ حکم حلت یا حرمت
بر مطلق جاری کردہ آید و بدون تفتیش
سایل موانع خارجیہ را تفصیل نکند و بہ تقسیم
مطلق بسوی حلال و حرام لب نکشاید
بلکہ حکم مطلق را اصل قرار دہد و صور خارجیہ را
کہ در آن حکم مطلق بسبب عوارض خارجیہ
مختفی گردیدہ در سلک شواذ منسلک گرداند
مثلاً اگر کسے سوال کند کہ شرب خمر حلال است
یا حرام پس بر ہمین قدر سوال اجمالی اکتفا
کردہ بگوید کہ حرام است و اگر کسے از مسئلہ
اکراہ بخصوصہا سوال کند بر آن تقدیر
مسئلہ اکراہ و حال مکرہ علیہ را تحقیق
کردہ بر طبق آن جواب دہد و تکلم باینکلام
کہ خمر و خنزیر ہم مثل مطعومات منقسم است
بحلال و حرام اگرچہ اینکلام بحسب تدقیق
نظر وجہی از صحت داشتہ باشد چہ حلال
است در صورت اکراہ و حرام است در
غیر آن اما کلام مذکور از قسم الغاز فقہیہ
است کہ برای سنجیدن اذہان صبیان
آنرا مذکور میسازند نہ از قبیل احکام افتا
و قضا کہ بنا بر تنظیم و سیاست ملت حنیفیہ
آنرا قرار دادہ اند بلکہ در باب بیان احکام

اور آبرو اپنے کے اوپر دلالت کرتی ہے اور فتوا دینے
مین مفتی کو پہنچتا ہے کہ حکم حلال ہونے یا حرام ہونیکا اوس
مطلق کے جاری کرے اور بغیر دریافت پوچھنے والے کے
منع کرنیوالون خارجی کو تفصیل نکرے اور ساتھ تقسیم مطلق
کے طرف حلال اور حرام کے لب نکھولے بلکہ حکم مطلق کو
اصل قرار دیوے اور صورتون خارجی کو کہ اونمین حکم
مطلق کا بسبب پیش آنے امور خارجی کے پوشیدہ ہوتا ہے
بیچ لڑے نادرات کے داخل کرے مثلاً اگر کوئی سوال
کرے کہ شراب حلال ہی یا حرام پس اسیقدر سوال مجمل پر
اکتفا کرکے کہے کہ حرام ہے اور اگر کوئی مسئلہ جبر کو خاص
پوچھے تو اوس صورت مین مسئلہ جبر اور حال جبر کیے گئے کا
تحقیق کرکے موافق اوسکے جواب دے اور کہنا
یہہ کلام کہ شراب اور سور بہی مثل کہانے کے
چیزون کے منقسم ہے ساتھ حلال اور حرام کے
اگرچہ یہہ کلام موافق نظر باریک کے ایکطرح
صحیح ہوگا اسلئے کہ حلال ہے صورت جبر مین اور
حرام ہے اوسکے سوا مگر یہہ کلام مذکور قسم
پہیلیون فقہ سے ہے کہ واسطے آزمانے
ذہن لڑکون کے اوسکو ذکر کرتے ہین نہ قسم
حکمون فتوا دینے اور فیصلہ کرنے سے کہ
واسطے بند و بست اور دبدبہ دین حنیفے
کے اوسکو مقرر کیا ہے بلکہ مقدمہ
بیان احکام۔

شرعیه ممکن که مثل این کلام از قبیل استهزا
بآیات الله باشد و القاء مداهنت در قلوب
عوام بلکه اینکلام باطل محض ست باعتبار محاورۀ
عرفیه اگرچه صحیح باشد باعتبار حقیقت لغویه بلکه
کلام مفید در حق عوام و منطبق بر محاورات
کلام همین ست که هر خمر حرام ست و نجس و مبعد
عن الله و اصل آن قبیح ست و انچه در صورت
اکراه حکم باباحت کرده میشود جاریست مجری
شواذ پس احق درین مقام عقد قضیه کلیه یا مطلقه
ست نه بیان تقسیم یعنی هر خمر حرام ست یا همین
قدر که خمر حرام ست نه اینکه بعضی ازان حلال
ست و بعضے حرام چنانکه کلام شارع بلکه جمیع
مصنفان کتب فقه و جامعان فتوی بر همین
منوال جاریست و در باب مناظره در تحقیق
حکم صورۃ خاصه کسیکه دعوے جریان حکم
مطلق در صورت خاصه مبحوث فیها میکند
همان [illegible] متمسک باصل که در اثبات [illegible]
حاجت بدلیلے میندارد و دلیل [illegible]
مطلق ست و پس بخلاف کسیکه دعوی تخصیص [illegible]
آنصورت خاصه میکند [illegible]
ست محتاج بدلیل خارج مثلا کسیکه بگوید که
شرب خمر زید را حرام ست هیچ حاجت باقامت
دلیل نمی دارد بخلاف کسیکه بگوید هرچند مطلق

شرعے مین ہو سکتا ہے کہ مثل اس کلام کے قسم ہنسی
کرنے سے ساتہ آیات الٰہی کے ہوا اور ڈالنے سستی کے
دلون عوام مین بلکہ یہہ کلام باطل محض ہے باعتبار محاورہ
مشہور کے اگرچہ صحیح ہو باعتبار حقیقت لغت کے بلکہ کلام
مفید بیچ حق عوام اور مطابق محاورہ کلام کے یہی ہے
کہ ہر خمر حرام ہے اور نجس اور دور کرنیوالی خدا سے
اور اصل مین بُری ہی اور جو کچھہ صورت جبر مین حکم
اوسکے جایز ہونیکا کیا جاتا ہی وہ قایم مقام نادرات
کے ہے پس حق اسجگہہ بنانا جملہ کلیہ یا جملہ مطلقہ کا ہے
نہ بیان کرنا تقسیم کا یعنے ہر شراب حرام ہی یا اسیقدر
کہ شراب حرام ہے نہ یہہ کہ بعضے اوسمین سی حلال ہے
اور بعضے حرام جیسے کہ کلام شارع بلکہ سب تصنیف
کرنیوالون کتابون فقہ اور جمع کرنیوالون فتوون کا
اسیطرح پر جاری ہے اور مقدمہ مناظرہ مین بیچ تحقیق
حکم صورت خاص کے جو کوئی دعوے جاری
ہونے حکم مطلق کا صورت خاص مین جسمین بحث ہے
کرے [illegible] تمسک کرنیوالا ساتہ اصل کے اسلیئے کہ
ثابت کرنے دعوے اپنے مین حاجت کسی دلیل کے
نہین رکہتا ہے دلیل اوسکی وہی حکم مطلق ہے
پس برخلاف اوسکی کہ دعوی خاص ہونی اوس صورت
[illegible] کا رکہتا ہے کہ دعوی اوسکا خلاف ظاہر ہی اور
محتاج ساتہ دلیل خارج کے مثلا جو کوئی کہ کہی پینا شراب کا
زید کو حرام ہے کچھہ حاجت قایم کرنے دلیل کی نہین رکہتا

شرب خمر حرام ست اما زید را حلال ست
که محتاج ست بدلیل خارج از اثبات اضطرار
واکراه یا جنون بحدیکه مجوز شرب خمر میتواند شد
چون اینمقدمه ممهد شد پس باید دانست که
که مقصود درینمقام آنست که آیا بدعت از
قسم اول ست که در هر بدعت خاصه تامل
باید کرد که آیا حسن ست یا قبیح و برای اثبات
حسن یا قبح آن در دلایل خارجیه تامل
باید کرد و بر مطلق بدعت هیچ حکم جاری
نباید کرد و یا از قسم ثانی که مطلق بدعت
نوعے از حسن یا قبح ثابت باشد که در جمیع
بدعات خاصه قطع نظر از دلایل خارجیه
متحقق باشد الغرض مقصود تفتیش حکم
مطلق ست نه تحقیق عوارض طاریه که
بسبب عروض آن عوارض در بعضے صور
حکم مطلق مختفی میگردد پس وقتیکه چیزیرا
از امور مشار اول درمیان اهل زمان ثابت
کرده شود که فلان چیز بدعت ست پس
حکم مطلق بدعت از حسن یا قبح آن جاری
خواهد گردید اما کسیکه دعوے استثنائی
آن صورت خاصه کند پس باید که دلیلے
بر آن قایم گرداند چون اینمقدمات ثلثه
ممهد شد پس میگوییم که درینمقام سه احتمالات

پینا شراب کا حرام ہے مگر زید کو حلال ہے کہ محتاج ہے
ساتھ دلیل خارج کے مثل ثابت کرنے حالت اضطرار
یا جبر یا دیوانگے کے اس حد کو کہ جائز کرنیوالے پینے شراب
کے ہووے جب یہہ مقدمہ بیان ہوچکا پس جاننا چاہیئے کہ
مقصود اسجگہہ یہی ہے کہ آیا بدعت قسم اول سی ہی کہ ہر بدعت
خاص مین تامل چاہیئے کرنا کہ آیا اچھی ہے یا بری
اور واسطے ثابت کرنے بہلائی یا برائی اوسکی دلیلون
خارجی مین تامل چاہیئے کرنا اور مطلق بدعت پر کچہہ
حکم جاری نچاہیئے کرنا یا قسم دوسرے سے کہ
مطلق بدعت کو کسے قسم کے بہلائے یا برائے
ثابت ہو کہ تمام بدعات خاصہ مین قطع نظر دلیلون
خارجی سے ثابت ہو غرض کہ مقصد تلاش حکم
مطلق کے ہے نہ تحقیق عارض ہونیوالون
خارجے کے کہ بسبب عارض ہونے اون
پیش آنیوالون کے بیچ بعضے صورتون کے
حکم مطلق پوشیدہ ہوتا ہے پس جوقت کہ
کسے کام کو کامون مروج درمیان اہل زمانہ کے سے
ثابت کیا جاوے کہ یہ کام بدعت ہے پس حکم مطلق
بدعت کا بہلائے یا برائی سے اوسپر جارے
ہوگا اسے پر وہ شخص کہ جو دعوے الگ ہونے
اوس صورت خاص کا کرے پس چاہیئے کہ کوئے
دلیل اوسپر قایم کرے اور جب یہہ مقدمے تینون
بیان ہوچکے پس کہتا ہون کہ اسجگہہ تین احتمال ہے

تصور توان کرد اول آنکه مطلق بدعت
باعتبار اصل خود حسن باشد مثل عبادات
شرعیه از صلوة و صوم و ذکر و تلاوت
قرآن گو که در بعضے احیان بسبب عوارض
مثل لزوم تشبه بکفار یا استلزام مفسده
در اصل ملت بقبح عارض متصف گردد این
احتمال باطل است بالاتفاق هیچ یکی از
عقلا و سفہا بآن نرفته چه جمیع ملیین بدعات را
از عیوب مے شمارند نه از کمالات آرے
اختراع امور جدیده را در امور معاشیه
از مثل تیر و کمان ہنر شمرده میشود نه امور
دینیه بلکه اتباع ائمه ملت و التزام تقلید
ایشان و ترویج سنت ایشان از اصل ارکان
ملت معدود کرده میشود و احتمال ثانی آنکه
مطلق بدعت نه حسن باشد نه قبیح مثل مطلق
اکل و شرب و جماع و تکلم و اکتساب اموال و
اشتغال بصنائع پس منقسم باشد بسوی
حسن و قبیح و در باب اثبات حسن بدعت
مخصوصه یا قبح آن در عوارض طاریه و
دلائل خارجیه تامل باید کرد تا احدہما منکشف
گردد و بمجرد ملاحظه آنکه در سلک بدعات
منسلک است هیچ حکم نتوان کرد و همین است
زبان زد عوام درین جزو زمان

تصور ہوسکتے ہین اول یہہ کہ مطلق بدعت
باعتبار اصل اپنی کے اچھی ہو مانند عبادتون
شرعی کے نماز اور روزے اور یاد خدا اور تلاوت
قرآن سے گو کہ بعضے وقت بسبب عوارض کی مثل
لازم آنے مشابہت کا فرون سے یا لازم آنے
فساد اصل دین مین ساتہ برائی عارضی کی موصوف ہو
اور یہہ احتمال باطل ہے بالاتفاق کوئی عقلمند اور
بیوقوف اسطرف نہین گیا اسلیئے کہ سب مذہب والے
بدعتونکو عیب گنتے ہین نہ کمالات سے ہان نکالن
کامون نئی کا معاش کی کامونمین مثل تیر و کمان کے
ہنر گنا جاتا ہے نہ کامون دین مین بلکہ تابعداری
اماموں مذہب کے اور لازم جاننا پیروی انکی کا اور رواج
دینا طریق انکا اصل رکنون دین سے گنا جاتا ہے
اور احتمال دوسرا یہہ ہے کہ مطلق بدعت نہ نیک
ہے نہ بد جیسے مطلق کہانا اور پینا اور جماع کرنے
اور کلام کرنا اور کمانا مالون کا اور مشغول ہونا
صنعتون مین پس منقسم ہوگے طرف اچھی اور
برے کے اور مقدمہ ثابت کرنے بہلائے بدعت
خاص یا برائی اوسکی مین بیچ عارض ہونیوالون
خارجے اور دلیلون خارجے مین تامل چاہیے
کرنا تاکہ ایک اون دونون مین سے ظاہر ہو اور
نہ لحاظ اسکا کرکے بدعتون مین داخل ہے کچھ
حکم نہین ہوسکتا ہے اور یہی زبان زد عوام اس زمانہ کے ہے

واحتمال ثالث آنکه مطلق بدعت بمعنی
حقیقے شرعے خواه حکمیه باشد خواه حقیقیه اعم
از آنکه اصلیه باشد یا وصفیه اعم از انکه بدعت
او از جهت تحدیدات و توقیتات مبتدعه
لازم آمده باشد یا از جهت تغیر موقع آن که
در سنت ثابت ست اینهمه اقسام باعتبار
اصل خود قبیح ست اعم از آنکه مکروه باشد
یا حرام یا منجر بکفر مثل سایر امور قبیحة الاصل
از کذب و فحش و ظلم و غیبت و حسد پس در باب
اثبات قبح آن دلیلے دیگر نمی باید همین خبر
کافیست که بدعت ست چنانچه در باب
اثبات قبح کلام که مشتمل بر کذب یا فحش باشد
احتیاج بدلیل دیگر نیست همین قدر کافیست
که مشتمل بر کذب یا فحش ست پس بمجرد ثبوت
اینکه فلان چیز بدعت ست حکم بقبح آن توان
کرد و در باب تحصیل حقیقت تقوے از آن
اجتناب باید ورزید و در باب ترغیب و
ترهیب جمهور انام از آن تنفیر باید کرد و در
محافل و مجالس تذکیر بآواز بلند تقبیح آن باید
نمود خصوصًا در اوقاتیکه رواج پذیر شده
باشد که در آن اوقات بابلغ وجوه از ان تفهیم
و تحذیر باید کرد و در اخمال و ابطال آن
سعی کردن از جمله اعلاء کلمة الله باید شمرد

اور احتمال تیسرا یہہ ہے کہ مطلق بدعت بمعنی حقیقے
شرعے خواہ حکمے ہو خواہ حقیقے عام اس سے کہ اصلے ہو
یا وصفی اور عام اس سے کہ بدعت ہونا اوسکا بسبب
حدین باندہنے اور وقت مقرر کرنے کے صاحب بدعت کے
لازم آیا ہو یا بسبب تغیر موقع اوسکے کہ بیچ سنت
کے ثابت ہے یہہ سب اقسام باعتبار اصل اپنی کے
برے ہین عام اس سے کہ مکروہ ہون یا حرام
یا پہونچنے والے کفر تک مانند تمام کامون کے کہ
اصل مین برے ہین جہوٹ اور بیحیائے اور ظلم اور
غیبت اور حسد سے پس بمقدمہ ثابت کرنے برائے
اسکے کوئی دلیل دوسرے نہین چاہیئے یہی وجہ کافی
ہے کہ بدعت ہے جیسا کہ بمقدمہ ثابت کرنے برائی کلام
کہ ملا ہوا اوپر جہوٹ یا بیحیائے کے ہو احتیاج ساتہ
دلیل کے نہین ہے اسیقدر کافی ہے کہ ملا ہوا اوپر
جہوٹ یا فحش کے ہی پس بمجرد ثابت ہو جانے کے کہ فلانی
چیز بدعت ہے حکم اوسکے برائیکا کر سکتے ہین اور بمقدمہ
حاصل کرنے حقیقت تقوے کے اوس سے پرہیز چاہیئے کرنا
اور بمقدمہ رغبت دلانی اور ڈرانی عوام خلقت مین اوس سے
نفرت دلانی چاہیئے اور محفلون اور مجلسون وعظ مین بآواز بلند
برائی اوسکی چاہیئے ظاہر کرنے خصوص اوسوقت مین کہ
مروج ہوئی ہو کہ اوسوقت مین ساتہ مبالغہ کے اوس سے
نفرت دلانی اور ڈرانا چاہیئے اور مٹانے اور باطل کرنے
اوسکی مین کوشش کرنی بلند کرنے کلمہ الٰہی سی چاہیئے گنا

بتشابہ آنکہ در زمانیکہ کذب و فحش در میان
مردمان رایج گردد پس آنچہ معاملہ اہانت
وتحذیر در آن زمان با کذب و فحش باید کرد
ہمان معاملہ با ہر بدعت کہ در زمانی رایج
گردد باید نمود وچنانکہ از مطلق کذب و فحش
دائما تنفیر باید کرد ہمچنین از مطلق بدعت
دائما تحذیر باید کرد بل اشد از ان مراتب
وکسیکہ بدعت مخصوصہ را از دائرہ قبح
بیرون کشد و در صدد اثبات حسن آن شود
اقامت دلیلے قاطع از دلائل شرعیہ واجب
بر ذمہ اوست نہ بر ذمہ مانع آن مثل کسیکہ
کذبے خاص را یا فحشے خاص را تحسین کند
پس اقامت دلیل قاطع عہدہ ہمانست
نہ عہدہ کسیکہ ازان احتراز مینماید و تقبیح آن
میکند بلکہ احتمال بدعت ہم در باب اجتناب
ازان کفایت میکند چنانچہ شیخ ابن الہمام
در فتح القدیر و صاحب مجالس الابرار بآن تصریح
فرمودہ اند چنانچہ احتمال کذب ہم در باب
روایت حدیث ملحق باصل کذب ست چنانچہ
من روی عنی حدیثا وھو یری انہ کذب
فھو احد الکاذبین بر آن دلالت دارد و ہمین
ست مذہب حق بالجملہ مطلق بدعت بر
احتمال اول مثل ذکر اللہ باشد و بر احتمال ثانی

مانند اسکی کہ جس زمانہ مین جہوٹ اور فحش دنیا آدمیونکی
رایج ہوا ہو پس جو معاملہ ذلت دینی اور ڈرانی سے
اوس زمانہ مین ساتہ جہوٹ اور فحش کے چاہیئے کرنا
وہی معاملہ ساتہ ہر بدعت کی کہ جس زمانہ مین رایج ہو جاوے چاہیئے
کرنا جیسا کہ مطلق جہوٹ اور فحش سی ہمیشہ نفرت
دلانی چاہیئے اسیطرح مطلق بدعت سے ہمیشہ ڈرانا
چاہیئے بلکہ زیادہ اوس سی کئی مرتبہ اور جو کوئی کہ خاص
کسے بدعت کو دائرہ برائی سے باہر لاوے اور درپے
ثابت کرنے بہلائی اوسکے کے ہووے قایم کرنا دلیل
قاطع کا دلیلون شرعی سی واجب اوسکی ذمہ پر ہے
نہ منع کرنیوالے کے ذمے پر مثلا جو کوئے کسے جہوٹ
خاص یا بیجا ئے خاص کو اچہا بیان کرے پس قایم کرنا
دلیل قاطع کا عہدہ اوسکا ہے نہ ذمہ اوس شخص کا
کہ اوس سے پرہیز کرے اور برائی اوسکی بیان کرے
بلکہ احتمال بدعت کا بہی پرہیز کرنے مین اوس سے کفایت
کرتا ہے جیسا کہ شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر مین اور
صاحب مجالس الابرار نے اوسکو صریح بیان کیا ہے جیسے کہ
احتمال جہوٹ کا بہی متعلق روایت حدیث مین ملا ہوا
ساتہ اصل جہوٹ کے ہے جیسا کہ حدیث ترجمہ حدیث
جو کوئی روایت کرے مجہسے حدیث اور وہ دیکہتا ہے
کہ یہہ جہوٹ ہے پس وہ ایک جہوٹون مین سے ہے
اسپر دلالت کرتی ہے اور یہی ہے مذہب حق خلاصہ یہہ ہے
کہ مطلق بدعت احتمال اول پر مثل ذکر اللہ کے ہونگے اور احتمال دوسرے

مطلق تکلم و بر احتمال ثالث مشل تکلم بکذب
وفحش و ثالث مذہب است مؤید بکتاب
وسنت و اجماع و قیاس و احتمال ثانی که
زبان زد عوام ست باطل ست مثل
احتمال اول و آنچه درینباب متمسک مینمایند
همه ناشی از سوء فهم ایشان پس دلائل
اینمضمون در دو بحث بیان باید کرد
بحث اول در ذکر دلائل مذہب حق
بحث ثانی در ابطال ظنون عوام
بحث اول در ذکر دلائل مذہب حق
وآن مشتمل ست بر دو قسم قسم اول
در ذکر آیات واحادیث داله بر مذہب حق
وآن مشتمل است بر سه نوع نوع اول
در ذکر نصوص داله بر قبح مطلق بدعت حقیقیه
وآن مشتمل ست بر چند مسائل مسئله
اولے باید دانست که احداث بدعت
حقیقیه خواه اصلیه باشد خواه وصفیه اعم
از انکه بدعیت آن از جهت تحدیدات
وتوقیتات محدثه لازم آمده باشد یا از جهت
تغیر موقع آن در باب اہتمام و عدم اہتمام
وہمچنین بر آن وجه قربت دلالت میکند
بر اینکه بدعت [illegible] را صاحب آن در
امور دینیه مندرج [illegible] ندود معاً اورا

مثل مطلق کلام کرنیکے اور احتمال تیسرے پر مثل کلام جھوٹ
اور فحش کے ہی اور تیسرا مذہب ہے ثابت کتاب اور سنت اور
اجماع اور قیاس سے اور احتمال دوسرا کہ زبان زد عوام کی ہے
باطل ہی مانند احتمال پہلے کی اور جو کچھ اسباب مین تمسک
کرتے ہین سب پیدا ہونیوالا انکی بدفہمی سی ہی پس
دلیلین اس مضمون کی دو بحث مین بیان چاہیئین کرنی
بحث پہلی بیچ بیان دلیلون مذہب حق کے بحث
دوسرے باطل کرنے گمانون عوام کے بحث پہلی
بیچ ذکر دلیلون مذہب حق کے اور وہ ملی ہوئی ہے
دو قسم پر قسم پہلے بیچ ذکر آیتون اور حدیثون
دلالت کرنیوالے کے اوپر مذہب حق کے اور وہ
ملے ہوئے ہے تین نوع پر نوع پہلی بیچ ذکر آیتون
دلالت کرنیوالے کے اوپر برائے مطلق بدعت
حقیقے کے اور وہ ملے ہوئے ہے کئی مسئلون پر
مسئلہ پہلا چاہیئے جاننا کہ نکالنا بدعت
حقیقیہ کا خواہ اصلے ہو خواہ وصفے ہو عام اس
سے کہ بدعت ہونا اوسکا بسبب حدین باندھنے
اور وقت مقرر کرنے نئیوں کے لازم آیا ہو یا سبب
تاتغیر دینے موقع اوسکے مقدمہ اہتمام اور غیر
اہتمام مین اور اسیطرح جاننا سبب قرب
خدا کا دلالت کرتا ہے اسپر کہ بدعت مذکور کو
صاحب اوسکا [illegible] دین مین داخل
کرتا ہے اور آخرت مین اوسکو —

نافع میداند در دنیا او را جالب رضای حق
یا مورث یمن و برکت میشمارد و این اعتقاد
بدو طریق حادث میشود اول آنکه این امر را
من الله داند یعنے چنان اعتقاد کند کہ حق
جل و علا خود این را در امور دینیہ داخل
گردانیده و منفعت معادیه در و بخشیده
و جالب رضای خود مقرر فرموده و محل نزول
برکات خود قرار داده و این عقیده بچند وجه
بهم میرسد اول آنکه ادعای محض بلا دلیل
برروے کار آرد و بجبر و سینه زورے
در پے اثبات آن شود که من همین میدانم
یا همین میگویم یا نزد من همچنین ست یا در
ذهن من همچنین منقش شده ست هرگز
از آن باز نخواهم آمد اگرچه دلیلے بران قایم
نشود و این افترا علی الله ست و افترا
کذب در مقدمات دینیه و آن از اقبح قبایح
ست و اشنع شنایع و صاحب آن از
درگاه حضرت حق مردود ست و از بارگاه
او تعالی مطرود چنانچہ حق جل و علا در سوره
بقره میفرماید یٰاَیُّهَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا
فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوْا
خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ
مُّبِیْنٌ ۝ اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ

مفید جانتا ہے اور دنیا مین اوسکو سبب رضامندے
خدا یا باعث خیر اور برکت کا گنتا ہے اور یہہ اعتقاد
دو طرح پیدا ہوتا ہے اول یہہ کہ اس کام کو جانب
خدا سے جانے یعنے اپ اعتقاد کرے کہ حق تعالی
نے آپ اسکو کامون دین مین داخل کیا ہے اور
نفع آخرت اوسمین بخشا ہے اور سبب اپنے رضامندے کا
مقرر فرمایا اور جگہہ اوترنے برکتون اپنی کے
مقرر کے اور یہہ عقیده کئی طرح حاصل ہوتا ہے
پہلے یہہ کہ دعوا محض بلا دلیل ظاہر کرے اور ساتہہ
جبر اور سینہ زورے کے درپے ثابت کرنے اوسکے
ہووے کہ مین یون ہی جانتا ہون یا یونہین
کہتا ہون یا نزدیک میرے اسیطرح ہے یا بیچ
ذہن میرے کے اسیطرح نقش کیا گیا ہے ہرگز اوس
سے باز نہ آونگا اگرچہ کوئی دلیل اسپر قایم نہو اور
یہہ بہتان باندہنا خدا پر ہے اور افترا اور جہوٹ
مقدمہ دین مین بدترین قباحتون سے ہے اور بد
برائیون سے اور صاحب اوسکا درگاه خدا سے مردود ہے
اور بارگاه الہی سے رانده گیا جیسا کہ حقتعالے سوره
بقر مین فرماتا ہے **ترجمہ آیتہ شریف**
اے لوگو کہاؤ جو کچہہ زمین مین ہے حلال پاکیزه
اور نہ پیروے کرو قدمون شیطان کے تحقیق
وه تمہارا دشمن ہے ظاہر سوا اسکے نہین کہ
حکم کرتا ہے ساتہ برائے اور بیحیائے کے

وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
و در سورهٔ انعام میفرماید وَحَرْثٌ حِجْرٌ
لَا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ نَّشَاۤءُ بِزَعْمِهِمْ وَ
اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا
يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَاۤءً عَلَيْهِ
سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا
مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ
لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ
مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاۤءُ سَيَجْزِيْهِمْ
وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ
قَتَلُوْا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا
مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَاۤءً عَلَى اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا
وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ و در سورهٔ اعراف
میفرماید وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا
عَلَيْهَا اٰبَاۤءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۤءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ و درهمان سوره میفرماید
قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ
مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ
الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ
سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا
تَعْلَمُوْنَ ۝ و در سورهٔ نحل میفرماید وَلَا
تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ

اور یہہ کہ کہو اللہ پر جو کچھہ نہیں جانتے اور سورہ
انعام مین فرماتا ہے - اور کھیتے منع ہے نہ کھاوے
اسکو مگر جسکو ہم چاہین اپنے خیال پر اور بعضے مویشے
کے پیٹھہ پر چڑہنا منع ٹھیرا دیا ہے اور بعضے مویشی
کے ذبح پر نام نہین لیتے اللہ کا اوسپر جھوٹ باندہکر
وہ سزا دیگا اونکو اس جھوٹ کی اور کہتے ہین جو ان مویشی کے
پیٹ مین ہو سو نرا ہماری مرد کھاوین اور حرام ہی ہماری
عورتونکو اور جو مردہ ہو تو اوسمین سب شریک ہون وہ
سزا دیگا اونکو ان تقریرون کے وہ حکمت والا ہی خبردار
تحقیق نقصان مین آئے جنہون نی قتل کیا اولاد اپنی کو
نادانی سے بن سمجھی اور حرام کیا جو روزی دی تہی اللہ نے
جھوٹ باندہ کر خدا پر تحقیق گمراہ ہوے اور نہ آئے راہ پر
اور سورہ اعراف مین فرماتا ہے ترجمہ آیت ہا اور جب کرتے
ہین کوئی بات بیحیائے کے تو کہتے ہین پایا ہمنے
اپنے باپون کو اور اللہ نے حکم کیا ہے ہمکا کہہ تو بیشک
اللہ نہین حکم کرتا بیحیائے کے ساتہ کیا کہتے ہو تم
اللہ پر جو نہین جانتے - اور اوسی سورہ مین فرماتا ہے
ترجمہ آیت کہہ تو سوا اسکی نہین کہ حرام کیا ہے پروردگار
میرے نے بیحیائیون کو جو ظاہر ہین اون مین اور جو پوشیدہ
اور گناہ اور بغاوت ناحق اور یہہ کہ شریک کرو ساتہ اللہ کے
اوس چیز کو کہ نہین اوتاری اوسکے ساتہ دلیل اور یہہ کہ کہو
اللہ پر جو نہین جانتے - اور سورہ نحل مین فرماتا ہے -
ترجمہ آیت اور نہ کہو تم اوس چیز کو کہ وصف کرتی ہین زبانین تمہاری

هذا حلال و هذا حرام لتفتروا على الله
الكذب ان الذين يفترون على الله
الكذب لا يفلحون ۝ و در سورۂ قصص
میفرماید قل فاتوا بكتاب من عند الله
هو اهدى منهما اتبعه ان كنتم صدقين
فان لم يستجيبوا لك فاعلم انما
يتبعون اهواءهم ومن اضل ممن
اتبع هواه بغير هدى من الله ان
الله لا يهدي القوم الظلمين ۝ و در سورۂ
زمر میفرماید ترى الذين كذبوا على
الله وجوههم مسودة اليس في
جهنم مثوى للمتكبرين ۝ و در سورۂ
صف میفرماید ومن اظلم ممن افترى
على الله الكذب وهو يدعى الى
الاسلام والله لا يهدي القوم الظلمين
واخرج مسلم عن ابن مسعود قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من
نبي بعثه الله في امته قبلي الا كان
له من امته حواريون واصحاب
يأخذون بسنته ويقتدون بامره
ثم انها تخلف من بعدهم خلوف
يقولون ما لا يفعلون ويفعلون
ما لا يؤمرون فمن جاهدهم

یہہ حلال ہی اور یہہ حرام تا کہ بہتان کرو خدا پر جھوٹا
تحقیق جو لوگ کہ بہتان کرتے ہین خدا پر جھوٹا نہ خلاصی
پاوینگے - اور سورۂ قصص مین فرماتا ہے ترجمہ آیت
کہہ تو لاو کوئی کتاب اسد کے پاس سے جو ان دونون سے
بہتر ہو چلو نمین اوسپر اگر تم سچے ہو پس اگر نکر لاوین
تیرا کہا پس جان تو اوہ چلتے ہین اپنے خواہشون پر
اور کون گمراہ زیادہ ہے اوس سے جو چلے اپنے خواہش پر
بغیر ہدایت کے اسد سے بیشک اسد راہ نہین دکھاتا
ہے ظالمونکو - اور سورۂ زمر مین فرماتا ہے ترجمہ آیت
دیکھیگا تو اونکو کہ جھوٹ باندہا ہے اسد پر موہنہ اونکے
سیاہ ہونگے کیا نہین ہے دوزخ ٹہکانا تکبر کرنیوالونکا
اور سورۂ صف مین فرماتا ہے ترجمہ آیت اور کون
ظالم زیادہ ہے اوس سے جو جھوٹ باندہے اللہ
اور وہ بلایا جاتا ہو طرف اسلام کے اور اللہ نہین
راہ دکھاتا قوم ظالمونکو - اور نکالی یہہ حدیث مسلم نے
ابن مسعود سے ترجمہ حدیث کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے نہین ہے کوئی نبی کہ بھیجا ہوا اوسکو اللہ نے بیچ امت
اوسکے کے پہلے مجھسے مگر تھے واسطے اوسکے امت اوسکی
سے دوست اور یار کہ پکڑتے تھے طریقہ اوسکا اور
چلتے تھے اوسکے حکم پر پہر تحقیق پیچھے آتے ہین بعد اونکے
پیچھے آنیوالے کہتے ہین جو کچھ نہین کرتے اور کرتے ہین
جو نہین حکم کیے گئے پس جس کسینے جہاد کیا اونسے

بیده فهو مؤمن ومن جاهدهم
بلسانه فهو مومن ومن جاهدهم بقلبه
فهو مومن ولیس وراء ذلك من الایمان
حبة خردل واخرج البخاری عن ابی
هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم کل امتی یدخلون الجنة الا من
ابی قیل ومن ابی قال من اطاعنی دخل
الجنة ومن عصانی فقد ابی واخرج
محیی السنة فی شرح السنة عن عبد الله
بن عمرو قال قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم لا یومن احدکم حتی یکون
هواه تبعا لما جئت به ودیگر آیات واحادیث
کثیره بر همین معنی دلالت میدارد یعنی
بر تقبیح حال کسیکه بنا بر مجرد اتباع هوای
قلبی بدون استشهاد بدلیلی در احکام
الهیه دخل و بدر باد عای محض وتحکم بحت
بتعلق رضای الهی یا سخط او تعالی بچیزی
حکم نماید و مدار تشنیع درین باب همین است
که بدون تمسک بدلیل درین وادی پر هول
بسبب چرب لسانی در کارخانه ربانی قدم
نهد گو که بر بطلان آن هم دلیلی قایم
نشده باشد لهذا در مقام تشنیع همین
... اتقولون علی الله

ساتھ ہاتھ اپنے کے پس وہ مسلمان ہے اور جسنے جہاد
کیا اونسے ساتھ زبان اپنی کے پس وہ مسلمان ہی
اور جسنی جہاد کیا اونسے ساتھ دل اپنی کی پس وہ مسلمان
ہے اور نہین ہی سوا اسکے ایمان سے برابر دانہ رائی کے
اور نکالی بخاری نے یہہ حدیث ابو ہریرہ سے کہا فرمایا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام امت میری داخل ہوگے
جنت مین مگر جسنے انکار کیا کہا گیا کہ کسنے انکار کیا
فرمایا کہ جسنے فرمان برداری کی میری داخل ہوگا
... اور جسنے نافرمانی کی میرے پس تحقیق انکار
کیا اور نکالا محیی السنہ نے شرح سنہ مین عبد اللہ ابن عمرو
سے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین
مسلمان ہوتا کوئی تمہارا یہانتک کہ ہووی خواہش اوسکی
تابع واسطی اوس چیز کے کہ لایا مین اوسکو اور اور آیتین اور
حدیثین بہت اوپر اسے معنونکے دلالت رکھتی ہین یعنی
اوپر برائی حال اوس شخص کے کہ فقط واسطے پیروی خواہش
بد کے بے گواہی کسی دلیل کی احکام الہی مین دخل دیوے
اور ساتھ دعوی محض اور حکومت صرف کے بیچ متعلق
کرنے رضای خدا یا غضب اوسکے کسے چیز پر حکم کرے اور
مدار برائی کا اسباب مین یہی ہے کہ بغیر تمسک کے کسی
دلیل سی اس جنگل ہولناک مین ساتھ کوشش چرب زبانی
کے کارخانہ الہی مین قدم رکھی اگرچہ اوپر باطل ہونے
اوسکے بھی دلیل قایم نہوئی ہو اسیلیے مقام طعن مین یہی
کلمہ فرمایا ہے ترجمہ آیت آیا کہتے ہو اللہ پر —

مالا تعلمون نہ این کلمہ اتقولون علی اللہ
خلاف ما انزل علیکم وہمچنین در حدیث
شریف واقع گردیدہ ویفعلون ما لا یؤمرون
نہ این کلمہ ویفعلون ما ینھون عنہ و وجہ
ثالثے از وجوہ بہم رسیدن عقیدہ مذکورہ
اتباع تخمین عقلی ست یعنی حسن و قبح بعضے اشیا
یا منافع و مضار آن در بعضے احیان بنا بر
تجربہ یا بنا بر نظر بقرائن یا امثال آن
بر عقل واضح میگردد پس عقل بنا بر وضوح
مود مذکور آن شی را در سلک مرضیات
حضرت حق یا مسخوطات او تعالے بحسب
تخمین خود منسلک میگرداند کہ فلان چیز
چنین و چنان منفعت می بخشد پس باید کہ
متعلق رضاے حق و مقبول عند اللہ و محل
نزول برکات او باشد و یا چنین و چنان
مضرت میرساند پس باید کہ متعلق
سخط او تعالے و مردود عند اللہ
و مورد لعن او باشد پس صاحب آن
بدون مراجعت بکتاب الہی بل بنا بر
اعتماد بر تخمین عقلے مقتضاے ...
حکم نماید و ہمین حکم مذکور را خرص اتباع
الراے و اتباع الظن میگویند و آن در
امور معاشیہ نہایت کار آمدنی ست و در

جو نہین جانتے تم نہ یہہ کلمہ کہ آیا کہتے ہو اللہ پر خلاف اوسکے
جو نازل کیا گیا ہے تمپر اور اسیطرح حدیث شریف مین
آیا ہے ترجمہ حدیث کا کرتے ہین جو نہین حکم کئے گئے
نہ یہہ کلمہ - کرتے ہین وہ چیز کہ منع کئے گئے ہین اوس سے
اور وجہ دوسرے وجہون بہم پہونچنے عقیدہ مذکور سے
پیروے اندازہ عقلے کے ہے یعنے بہلائے اور برائی
بعضے چیزون کی یا نفع اور ضرر اونکا بعضے وقتون مین
بسبب تجربہ یا بنظر قرینون کے یا مانند اسکے عقل پر
واضح ہوتی ہی پس عقل بسبب واضح ہونے ذکر فرمانے
اوس چیز کو لڑے مرضیون خدا تعالے یا غضب اوسکی مین
موافق اندازہ اپنے کے داخل کرتے ہے کہ فلانی چیز
ایسا ایسا منفعت دیتی ہی پس چاہیئے کہ متعلق ساتہ
رضامندی کے خدا اور مقبول عند اللہ اور جگہ اوترنے برکتون
اوسکے کا ہو یا کہ ایسا ایسا مضرت پہونچاتے ہے
پس چاہیئے کہ متعلق بہ غضب پروردگار اور مردود
نزدیک خدا کے اور جگہہ پڑنے لعنت اوسکی کا ہو
پس صاحب اوسکا بغیر رجوع ساتہ قرآن شریف کے
بلکہ فقط بہ سبب اعتماد اوپر اندازہ عقلے
... مقتضاے اوسکے حکم کرتا ہے اور
... حکم مذکور کو اٹکل اور پیروے عقل
اور گمان کے کہتے ہین اور یہہ
کاموں دنیا مین نہایت کار آمد ہے

اور کاموں

امور دینیه بغایت مردود چنانچه حق جل و علا در سوره انعام میفرماید قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ و در سوره زخرف میفرماید وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ مَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ۝ و در سوره ذاریات میفرماید قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ واخرج الترمذی وابن ماجة عن ابی ثعلبه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلِ ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰى إِذَا رَأَيْتَ هَوًى مُتَّبَعًا وَشُحًّا مُطَاعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ وَرَأَيْتَ أَمْرًا لَا بُدَّ لَكَ مِنْهُ فَعَلَيْكَ نَفْسَكَ وَدَعْ أَمْرَ الْعَوَامِّ واخرج الترمذی وابو داود عن جندب قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ واخرج الترمذی

کاموں دین میں نہایت مردود جیسا کہ حق تعالی سورہ انعام میں فرماتا ہے ترجمہ آیت کہہ تو آیا ہے تمہارے پاس علم سے پس نکالو تم اوسکو واسطے ہمارے نہیں پیروی کرتے تم مگر گمان کی اور نہیں ہو تم مگر اٹکل کرتے اور سورہ زخرف میں فرماتا ہے ترجمہ آیت اور کہا کافروں نے اگر چاہتا اللہ نہ پوجتے ہم اونکو نہیں ہے اونکو ساتھ اسکے علم نہیں ہیں وہ مگر اٹکل کرتے آیا دے ہے ہمنے اونکو کتاب پہلے اس سے پس وہ ساتھ اوسکی تمسک پکڑنے والے ہیں۔ اور سورۂ ذاریات میں فرماتا ہے ترجمہ آیت مارے گئے اٹکل کرنیوالے وہ جو غفلت میں بھول رہے ہیں۔ اور نکالا ترمذے اور ابن ماجہ نے ابی ثعلبہ سے ترجمہ حدیث کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بلکہ حکم کرو تم ساتھ معروف کے اور منع کرو بری باتوں سے یہانتک کہ جب دیکھے تو خواہش تابعداری کیے گئے اور بخل اطاعت کیا گیا اور دنیا اختیار کیے گئے اور خوش ہونا ہر صاحب عقل کا اپنے عقل پر اور دیکھے تو اوس کام کو کہ ضرور ہے واسطے تیرے اوس سے پس بچا تو اپنے جان کو اور چھوڑ دے کام عوام الناس کو۔ اور نکالا ترمذے اور ابو داؤد نے جندب سے ترجمہ حدیث کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کہا بیچ قرآن کے اپنے عقل سے اور پہنچا مطلب کو پس تحقیق خطا کی۔ اور نکالا ترمذی نے

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ و از اعظم وجوہ تخمین مذکور کہ صورت استحسان عقلے میشود اتباع رواج قدیم است یعنی ہرگاہ کہ عقل ببیند چیزیرا کہ از مدت مدیدہ درمیان عوام و خواص مروج گردیدہ و بر شیوع آن قرون متوالی منقضے شدہ پس ہرچند دلیلے از دلایل منزلہ سماویہ برآن نمی یابد اما استمرار و شیوع آن عمل باین ازمنہ طویلہ درمیان عقلا و فاہمین بدون اصل اصیل در عقل او مستبعد مینماید بنا برآن حکم مینماید کہ فلان عمل از مرضیات حضرت حق است و موجب برکات او تعالی و آلا بقاء او برین مرور دہور صورت نمی بست و قدمای عقلا او را قبول نمیکردند بلکہ حق جل و علا بمقتضائے حکمت خود او را برہم میزد و اکابر اسلاف بران رد میکردند و اینکلام سراسر باطل است و از اصل مردود بلکہ در باب اثبات تعلق رضائے حضرت حق یا سخط او تعالے بہ نسبت چیزے یا از کلام الٰہی کتاب منزل میباید یا از کلام

ابن عباس سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے کہا قرآن میں اپنی عقل سے پس ٹھکانا اپنا مقرر کرے دوزخ میں - اور بڑی وجہون اندازہ ذکر کے گئے سے کہ سبب اچھا جاننے عقل کا ہوتے ہیے پیروی رواج قدیم کے ہے یعنے جو وقت کہ دیکھتا ہے کسے چیز کو کہ مدت دراز سے درمیان سب عام خاص کے مروج ہو رہے ہے اور اوسکے شہرت کو سالہای دراز گذرے پس ہرچند کوئی دلیل دلیلون نازل کی گئی آسمانی سے اوسپر نہین پاتا مگر گذرنا زمانہ دراز اور جاری رہنا اوس کام کا ان زمانون درازین درمیان عقلمندون اور سمجھدارون کے بے اصل محکم کے اوسکے عقل مین بعید دکھائی دیتا ہے اسلئے حکم کرتا ہے کہ فلانا کام مرضیات حضرت حق سے ہے اور سبب برکتون اوسکے کا ورنہ باقی رہنا اوسکا اسقدر گذرنے زمانہ پر صورت نہ پکڑتا اور قدیمی عقلمند لوگ اوسکو قبول نکرتے بلکہ حق تعالے کہ بزرگ اور بلند تر ہے بمقتضاے حکمت اپنے کے اوسکو برہم کرتا . . . اور بڑے اگلے اوسکو رد کرتے اور یہہ کلام سراسر باطل ہے اور جڑ سے رد کیا گیا بلکہ بیچ مقدمہ ثابت کرنے رضا حق تعالے کے یا غضب اوسکے بہ نسبت کسے چیز کے یا کلام اللہ سے آیت نازل کے ہونے چاہیے یا کلام —

معصوم حدیث مسلسل چنانچہ حق جل
علا در سورۂ انعام میفرماید سَیَقُولُ
الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا لَوْ شَاءَ اللّٰہُ مَا اَشْرَکْنَا
وَلَا اٰبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ
کَذٰلِکَ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
حَتّٰی ذَاقُوْا بَاْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَکُمْ
مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُوْنَ
اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ
قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدٰکُمْ
اَجْمَعِیْنَ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَکُمُ الَّذِیْنَ
یَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ هٰذَا
و در سورۂ اعراف میفرماید وَاِذَا فَعَلُوْا
فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْهَا اٰبَاءَنَا
وَاللّٰہُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ
بِالْفَحْشَاءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا
تَعْلَمُوْنَ و در سورۂ یوسف میفرماید
یَا صَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُوْنَ
خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا تَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّا اَسْمَاءً سَمَّیْتُمُوْهَا
اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُکُمْ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ بِهَا
مِنْ سُلْطَانٍ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط
و در سورۂ شعرا میفرماید وَاتْلُ عَلَیْهِمْ
نَبَاَ اِبْرَاهِیْمَ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ

پیغمبر سے حدیث مسلسل جیسا کہ حقتعالی سورۂ انعام میں
فرماتا ہے ترجمہ آیت قریب ہے کہ کہیں گے وہ لوگ جو
شرک کرتے ہیں اگر چاہتا اللہ نہ شرک کرتے ہم اور
نہ باپ ہمارے اور نہ حرام کرتے ہم کچھ چیز ایسیے ہی جھوٹ
باندھا اون لوگوں نے جو اونسے پہلے تھے یہاں تک کہ
چکھا عذاب ہمارا کہہ تو کیا ہے نزدیک تمہارے کچھہ
علم پس نکالو اوسکو واسطے ہمارے نہیں پیروی کرتے تم
مگر گمان کی اور نہیں ہو تم مگر اٹکل کرتے کہہ تو واسطے
اللہ کے ہے دلیل غالب پس اگر چاہتا البتہ تمکو کہ راہ
تم سبکو تو کہہ بلاؤ گواہوں اپنوں کو جو گواہی دیتے
ہیں کہ تحقیق اللہ نے حرام کیا یہہ - اور سورۂ اعراف
میں فرماتا ہے ترجمہ آیت اور جسوقت کرتے ہیں
کچھہ بیحیائی کہتے ہیں پایا ہمنے اسپر باپوں اپنوں کو
اور اللہ نے حکم کیا ہے ہمکو ساتھ اسکے کہہ تو تحقیق اللہ
نہیں حکم کرتا ساتھ بیحیائی کے آیا کہتے ہو تم اللہ پر
جو نہیں جانتے - اور سورۂ یوسف میں فرماتا ہے
اے مصاحبو میرے بندی خانہ کے آیا خدا متفرق بہتر
ہیں یا اللہ ایک غالب نہیں پوجتے تم سوا خدا کے
مگر نام ہیں کہ نام رکھے ہیں تمنے اور باپوں تمہارے
نے نہیں نازل کی اللہ نے اسپر کوئی دلیل نہیں ہے
حکم مگر واسطے اللہ کے - اور سورۂ شعرا میں فرماتا
ہے - ترجمہ آیت اور پڑھ تو انپر خبر ابراہیم کے
جسوقت کہا واسطے باپ اپنے اور قوم اپنے کے

ما تعبدون من دون الله قالوا نعبد
اصناما فنظل لها عاكفين قال هل
يسمعونكم اذ تدعون هم او ينفعونكم
او يضرون قالوا بل وجدنا اباءنا
كذلك يفعلون ۝ قال افرءيتم ما كنتم
تعبدون ۝ انتم واباءكم الاقدمون
فانهم عدو لي الا رب العلمين
الذي خلقني فهو يهدين ۝ ودر سورهٔ
لقمان می فرماید ومن الناس من
يجادل في الله بغير علم ولا هدى
ولا كتاب منير ۝ واذا قيل لهم
اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع
ما وجدنا عليه اباءنا اولو كان
الشيطان يدعوهم الى عذاب السعير
و در سورهٔ زخرف میفرماید وقالوا
لو شاء الرحمن ما عبدناهم ما لهم
بذلك من علم ان هم الا يخرصون
ام اتيناهم كتابا من قبله فهم
به مستمسكون ۝ بل قالوا انا وجدنا
اباءنا على امة وانا على اثارهم
مهتدون ۝ وكذلك ما ارسلنا
من قبلك في قرية من نذير
الا قال مترفوها انا وجدنا اباءنا

کیا پوجتے ہو تم خدا کی کہا پوجتے ہین ہم بتون کو
پس [illegible] اون پاس بیٹھے رہتے ہین کہا کیا
سنتے ہین تمہاری جب پکارتے ہو اونکو یا نفع دیتے
ہین تمکو یا ضرر پہونچاتے ہین کہا بلکہ پایا ہمنے باپون
اپنے کو کہ ایسا کرتے تھے کہا آیا دیکھتے ہو تم جو کچھہ
پوجتے ہو تم اور باپ تمہارے اگلے پس تحقیق وہ دشمن
ہین میرے مگر پروردگار جہان کا جسنے پیدا کیا مجکو
پس وہ راہ دکھاویگا مجکو - اور سورہ لقمان مین فرماتا
ہے - اور بعض لوگ لڑتے ہین بیچ اللہ کے بغیر جانے
اور بے ہدایت اور بے کتاب روشن کے اور جب
کہا جاتا ہے اونکو پیروی کرو اوس چیز کے جو اوتارے
خدا نے کہا بلکہ پیروی کرتے ہین ہم اوس چیز کے
کہ پایا اوسپر اپنے باپونکو آیا اگرچہ ہو شیطان کہ بلاتا
اونکو طرف عذاب دوزخ کے - اور سورہ زخرف
مین فرماتا ہے - ترجمہ آیت اور کہا اونہون نے
اگر چاہتا خدا نہ پوجتے ہم انکو نہین ہے اونکو ساتھہ
اسکے علم نہین ہین مگر اٹکل دوڑاتے آیا دی ہے
ہمنے اونکو کتاب پہلے اس سے پس وہ ساتھہ
اوسکے تمسک پکڑتے ہین بلکہ کہا کہ تحقیق پایا ہمنے
باپون اپنون کو اوپر ایک دین کے اور ہم اوپر قدمون
اونکے کے راہ دکھلائے گئے ہین اور اسیطرح
نہین بھیجا ہمنے پہلے تجھسے بیچ کسی بستی کے ڈرانے
ڈرانیوالا مگر کہا سرداروں اوسکی نے تحقیق پایا ہمنے باپون

علی امۃ وانا علی آثارہم مقتدون
قال اولو جئتکم باہدی مما وجدتم
علیہ آباءکم قالوا انا بما ارسلتم
بہ کافرون ہ فانتقمنا منہم فانظر
کیف کان عاقبۃ المکذبین ہ
ودر سورہ احقاف میفرماید ائتونی
بکتاب من قبل ہذا او اثارۃ من
علم ان کنتم صادقین ہ واخرج
الترمذی عن عمرو بن عوف
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان الدین ابدا غریبا و
سیعود کما بدا فطوبی للغرباء
وہم الذین یصلحون ما افسد
الناس من بعدی من سنتی و
اخرج البیہقی فی شعب الایمان
عن علی رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوشک ان یاتی علی الناس زمان
لا یبقی من الاسلام الا اسمہ
ولا یبقی من القرآن الا رسمہ
مساجدہم عامرۃ وہی خراب من
الہدی علماءہم شر من تحت
ادیم السماء من عندہم تخرج

اوپر ایک مذہب کے اور تحقیق ہم اوپر قدموں اونکے
پیروی کرتے ہیں کہا اگر لایا ہوں میں تمہارے پاس زیادہ ہدایت
اوس سے جسپر پایا تمنے اپنے باپونکو کہا تحقیق ہم ساتہ اوسچیز
کے کہ بہیجے گئے ہو تم کافر ہیں پس بدلا لیا ہمنے اونسے
پہر دیکہہ کیسا تہا انجام جہٹلانیوالوں کا۔ اور سورۂ
احقاف میں فرماتا ہے ترجمہ آیت لاؤ تم میرے پاس
کتاب پہلے اس سے یا کوئی دلیل علم سے اگر ہو تم سچے
اور نکالا ترمذی نے عمرو بن عوف سے ترجمہ حدیث
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
تحقیق دین شروع ہوا ہے غریب اور عنقریب
ہو جائے گا جیسا کہ شروع ہوا ہے پس
خوشوقتی ہو واسطے غریبوں کے اور وہ وہ لوگ
ہیں کہ صلاح کرتے ہیں جو کچھ بگاڑ کیا ہے لوگوں
نے میرے بعد میرے سنت سے اور نکالا ہے
بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے۔ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
قریب ہے کہ آوے گا اوپر آدمیوں کے زمانہ
ایسا کہ نہ باقی رہیگا اسلام سے مگر نام اوسکا
اور نہ باقی رہیگا قرآن سے مگر لکھا ہوا اوسکا
مسجدیں آباد ہونگے اور وہ خالی ہونگی
ہدایت سے علما اونکے بدتر ہوں گے
نیچے روے آسمان کے اونہیں میں
سے نکلے گا۔

الفتنة وفيهم تعودوا و از جمله استحسان بکور
قیاس ناقص است یعنی چیزیکه در شرع
وارد شده باشد و این شخص چیزی دیگر را
که مشابه اوست در بعضے اوصاف در عقل
ناقص خود نظیر آن قرار داده حکم چیز ماثور
بر غیر ماثور جاری نماید و این قیاس
راه ضلالت ست و دخل دادن آن در
احکام دینیه مردود چنانچه حق جل وعلا
در سورهٔ بقر میفرماید الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ
الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ
الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ
الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ
الرِّبٰوا و از جمله وجوه مذکور افراط در امور
دین ست یعنے مے بیند که چیزے در شرع
ثابت شده و شارع به سوے آن ترغیب
نموده و محامد و منافع آن ذکر فرموده
پس آن شخص را این ظن بهم میرسد که
هر قدر که دران افراط کرده شود بهمان قدر
بهج شرعے باو عاید میگردد و منفعت آخرت
براو بیشتر مترتب میشود و توجه رحمت الٰهیه
بسوی او اقوی میباشد و برکات غیبیه
بران ازید نزول میفرماید حالانکه هر چیزے را

فتنہ اور وہ اونہیں میں پھر چلا جائیگا - اور سب نیک
سمجھے گئے کاموں مذکور سے قیاس ناقص ہے یعنے ایک چیز
کہ شرع میں وارد ہوئی ہو اور یہہ شخص دوسری چیز کو
کہ مشابہ اوسکے ہے بعضے وصفوں میں اپنی عقل
ناقص میں مثل اوسکا قرار دیکر حکم اوس چیز کا کہ شرع
میں وارد ہوئی ہے غیر وارد ہونیوالی شرع میں
بھی جاری کرے اور یہہ قیاس راہ گمراہی ہے اور داخل
کرنا اوسکا حکموں دین میں رد کیا گیا ہے جیسے کہ
حق تعالےٰ سورۂ بقر میں فرماتا ہے ترجمہ آیت جو لوگ کہ
کھاتے ہیں بیاز نہیں اوٹھنے کے قبروں سے مگر جیسے کہ
کھڑا ہوتا ہے وہ شخص کہ خبطے کر دیا اوسکو شیطانی چھونے
یہہ اس سبب سے کہ کہا اونہوں نے کہ سوا اسکے نہیں کہ
بیچنا مانند بیاز کے ہے اور حلال کیا ہے اللہ نے بیچنے کو
اور حرام کیا سود کو - اور تمام وجہوں ذکر کئے گئے سے
زیادتی بیچ کاموں دین کے ہے یعنے دیکھتا ہے کہ
ایک چیز شرع میں ثابت ہوئی ہے اور شارع نے اوسکی
طرف رغبت دلائی ہے اور تعریفیں اور منفعت اوسکی
ذکر فرمائے پس اس شخصکو یہہ گمان بہم پہونچا ہے کہ
جسقدر اسمیں زیادتی کیجاوے اوسیقدر بہتر سے شرعی
ہوگے اور منفعت آخرت اوسپر زیادہ مترتب
ہوگا اور توجہ رحمت خدا کے طرف اوسکے زیادہ ہوگے
اور برکتیں غیبیے اوسپر زیادہ نازل ہونگے
حالانکہ ہر چیز کے لئے -

از امور دینیه حدی هست از حدود که شارع آن امر را بهمان حد محدود ساخته و موقعی هست از مواقع که شارع از واد آن موقع نهاده پس تعلق رضای حضرت حق و ترتب منافع اخرویه و نزول برکات غیبیه بر همان تقدیر است که آن شی بحد خود محدود باشد و در موقع خود واقع چنانچه حق جل و علا در مواضع کثیره از قرآن مجید میفرماید تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ و در سورهٔ نسا میفرماید وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ و دارمی از طریق ابی ثعلبه روایت کرده قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا بالجمله تربیت دینیه بر معالجهٔ جسمانیه قیاس باید کرد و مجموع امور دینیه را مثل ادویه کثیره مختلفة الاوزان والمقادیر تصور باید کرد که طبیب حاذق هر دوائی را از ادویه مذکوره بوزنے

کاموں دین سے ایک حد ہے حدوں شارع نے اوس کام کو اوس حد کے ساتھ معین کیا ہے اور ایک موقع ہے موقعوں شارع سے کہ اوسکو اوس موقع میں رکھا ہے پس تعلق رضائے الٰہی اور مرتب ہونا فائدوں آخرت اور اوترنے برکتوں غیبیے کا اوسی صورت پر ہے کہ وہ چیز اپنے اندازہ پر ہو اور اپنے موقع پر چنانچہ حق تعالیٰ بہت جگہہ قرآن شریف میں فرماتا ہے ترجمہ آیت یہہ حدین ہین اللہ کے جو کوئے تجاوز کرے حدوں خدا سے پس بتحقیق ظلم کیا اوسنے اپنے جان پر اور سورۂ نسا میں فرماتا ہے ترجمہ آیت اور جسنے نافرمانی کے اللہ اور رسول اوسکے اور بڑہ گیا حدوں اوسکے سے داخل کرینگے ہم اوسکو دوزخ میں ہمیشہ رہیگا اوسمین اور اوسکو ہے عذاب ذلت دینی والا۔ اور دارمی نے طریق ابی ثعلبہ سے روایت کیا ہے ترجمہ حدیث کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ نے فرض کئے ہین فرایض پس نہ ضایع کرو اونکو اور حرام کیا چیزون حرام کو پس نہ پیروی کرو اونکی اور مقرر کی ہین حدین پس نہ تجاوز کرو اونسے ۔ خلاصہ یہہ کہ تربیت دینی کو اوپر معالجہ جسمانی کی قیاس کرنا چاہیئے اور تمام کاموں دین کو مانند دواؤن بہت کہ مختلف وزن اور مقدار میں ہوں تصور کرنا چاہیئے کہ طبیب حاذق نے ہر دوا کو دواؤن مذکورہ سے ساتہ ایک وزن کے

محدود ساخته و برای استعمال آن طریقی معین از طبیخ و نقیع و نشوق و سعوط و ذرور و لعوق و لدود و ضماد و طلا و نطول و حمول و فرزجه و حقنه و شیافه و امثال آن مقرر فرموده و اوقات مخصوصه از صباح و وقت نوم برای آن تعیین نموده و تجدید و تقویت هر روز و تبداوی و تنقیه گاه گاه حکم کرده پس چنانکه در معالجه جسمانیه تفریط و افراط هر دو در حق مریض مضر است همچنین در معالجه روحانیه مداهنت و تعسف هر دو در حق مکلف نامقبول پس باید دانست که افراط اگر در باره اعتقادات و مقامات و واردات و حالات متحقق شود آنرا غلو میگویند و اگر در باب علوم واقع شود آنرا تعمق میگویند و اگر در باب اخلاق و عبادات واقع شود آن را رهبانیت و تشدد میگویند و اگر در عادات واقع شود آنرا تکلف میگویند و اگر در باره طهارات و نجاسات واقع شود آنرا وسواس میگویند و اگر در باب عدم محافظت مراتب وسایل و مقاصد یا اصول و فروع واقع شود یعنی وسایل را مثل مقاصد پیش نظر همت خود دارد و مقاصد را مثل وسائل پس پشت خود

معین کیا ہے اور واسطے استعمال اوسکے ایک طریقہ جوشاندہ یا خیساندہ یا ناک مین ڈالنے یا سونگھنے یا چہڑکنے یا چاٹنے یا سیکنے یا لیپ یا طلا یا ترمیڑی اور فتیلہ اور فرزجہ اور حقنہ اور شیافہ سے اور مانند اسکے مقرر فرمایا ہے اور وقت خاص صبح اور وقت سونے کے اوسکے لئے معین کے اور ساتہ غذا اور تقویت کے ہر روز اور ساتہ دوا اور تنقیہ کے کبہی کبہی حکم کیا ہے پس جیسا کہ بیچ علاج جسمانی کی کمی زیادتی دونو بیچ حق بیمار کے مضر ہین اسیطرح علاج روحانی مین سستے اور تاخیر بزیادتے دونو بیچ حق مکلف نامقبول ہین پس چاہیئے جاننا کہ زیادتے اگر بیچ مقدمہ اعتقادون اور مقامون اور حالات اور واردات کے ثابت ہو اوسکو غلو کہتے ہین اور اگر علم کے باب مین ہو تو اوسکو تعمق کہتی ہین اور اگر اخلاق اور عبادت مین ہو تو اوسکو رہبانیت اور تشدد کہتے ہین اور اگر عادتون مین واقع ہو اوسکو تکلف کہتے ہین اور اگر باب پاکیزگی اور نجاست مین واقع ہو اوسکو وسواس کہتے ہین اور اگر بیچ مقدمہ نہ نگاہ رکہنے مرتبون اور وسیلون اور مقصدون یا اصول اور فروع مین واقع ہو یعنے وسیلون کو مانند مقصدونکی پیش نظر ہمت اپنے کا کرے اور مقصدونکو مثل وسیلون کے پس پشت اپنے۔

انداز دیا فروع را مثل اصول اہم داند و اصول
را مثل فروع سہل انگارد آنرا ظلم و سفاہت
میگویند چنانچہ محافظت مراتب مذکورہ را
انصاف و تقا ہست چنانچہ حق جل وعلا
در سورہ بقرہ میفرماید أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ
بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ
الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ یعنی تعلیم احکام
دین و تلاوت کتاب وسیلہ عمل و تہذیب
نفس ست و شما نفس تعلیم و تلاوت را مقصود
لذاتہ قرار دادہ و اصل کمال فہمیدہ پیش نظر
ہمت خود نہادہ اید و تہذیب نفس را کہ
اصل مقصود ست پس پشت انداختہ اید
پس سفیہ ہستید کہ عقل ندارید و درہمان
سورہ میفرماید وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْ
عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ
مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ
وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ
وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَى
مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ
وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ
النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ
بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ یعنی
علم شرعیہ را کہ مدار اصل نجات ست

ڈالے یا فروع کا مانند اصول کے کمال اہتمام جانے
اور اصول کو مثل فروع کے سہل سمجھی اسکو ظلم اور نادانی
کہتے ہین جیسا کہ نگاہبانی مرتبون مذکورہ کو انصاف
اور سمجھداری ہے جیسا کہ خدا تعالے سورہ بقر مین فرماتا
ترجمہ آیت کیا حکم کرتے ہو تم لوگون کو ساتھ نیکی کے
اور بھولتے ہو اپنے جانونکو اور تم پڑہتے ہو کتاب
پس کیا نہین سمجھتے ہو ۔ یعنے سکھانا حکمون دین اور
پڑہنا کتاب کا وسیلہ عمل اور آراستگی اپنے نفس کا ہے
اور تمنے تعلیم اور تلاوت کو مقصود بالذات قرار دیکر
اور اصل کمال سمجھکر آگے ہمت اپنے کے رکہا ہے
اور آراستگی اپنے نفس کو کہ اصل مقصد ہے پیٹ
پیچھے ڈالا ہے پس احمق ہو تم کہ عقل نہین رکہتے ہو
اور اوسی سورہ مین فرماتا ہے ترجمہ آیت
اور جب آیا اونکے طرف رسول خدا کی پاس سے سچ
بتاتا جو کچھ اونکے پاس ہی پہینکدیا ایک فرقے نے
اونمین سے کہ دیگئی تہی کتاب کتاب خدا کو
پیٹ پیچھے گویا کہ وہ نہین جانتے ہین اور پیروی
کے اوسکے جو پڑہتے تہے شیطان زمانہ حکومت
حضرت سلیمان مین اور نہین کفر کیا سلیمان نے
مگر شیطانون نے کفر کیا سکہاتی تہی آدمیون کو
جادو اور جو کچھ اوتارا گیا دو فرشتون پر بیچ شہر
بابل کے کہ نام اونکا ہاروت اور ماروت ہی
یعنے علم شرعی کو کہ اصل نجات اوسیر ہے ۔

پس پشت انداخته در پی تحصیل علوم زواید
که در منافع اخرویه هیچ دخل نمیدارد چنانچه
کریمه وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي
الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ بر آن دلالت
میدارد و افتاده اند اگرچه در نفس الامر بعضے
ازان علوم ماخوذ از شیاطین اند و بعضے
از ملائکه لیکن هرگاه که در امور اخرویه
دخل نمیدارد به نسبت ایشان همه از قبیل لغو
ولاطائل ست بلکه سعی در تحصیل آن مضر و در
همان سوره میفرماید ثُمَّ أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ
تَقْتُلُونَ أَنفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا
مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ
عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِن
يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ
عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ
الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا
جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ
إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۝ یعنے وجوه نصرت
مظلوم بمراتب ادون ست از مرتبه
نفس ظلم و در اول اهتمام عظمے مینمایند
و در ثانی جرأت بی تحاشا پس در دنیا
و آخرت نکال این قلب موضوع خواهند کشید

پیٹھ پیچھے ڈالکر در پے حاصل کرنے علموں زائد کے
که فائده آخرت مین کچھہ دخل نہین رکھتے ہین
جیسا که یہہ آیت ترجمہ آیت اور البتہ جانا اونہون
نے که جو کوئی خریدار ہوا اوسکا نہین ہے اوسکو
بیچ آخرت کے حصہ - اوسپر دلالت کرتی ہے پڑے
ہین اگرچہ حقیقت مین بعضے اون علموں سے لئے گئے
شیاطین سے ہین اور بعضے فرشتوں سے لیکن
جسوقت که کاموں آخرت مین دخل نہین رکھتے
بہ نسبت انکی قسم کھیل اور بیہودگی سے ہین بلکہ
کوشش اونکے حاصل کرنے مین مضر اور اوسی سورہ
مین فرمایا ہے ترجمہ آیت پہر تم قتل کرتے ہو جانو
اپنے کو اور نکالتے ہو ایک فریق کو شہر اونکی سے
مدد کرتے ہو باہم گناہ اور سرکشی پر اور اگر آتی ہین
تمہارے پاس قیدی تو چہڑاتے ہو اونکو اور وہ حرام
ہے تمپر نکالنا اونکا آیا ایمان لاتی ہو بعضے کتاب
اور کفر کرتے ہو بعض کا پس کیا جزا ہے اوسکے
جو کرے ایسا تم مین سی مگر ذلت زندگانی دنیا مین
اور دن قیامت کے پہیر جائینگے طرف عذاب
سخت کی یعنے مرتبہ مددگاری مظلوم کے لیئے
درجے کم ہین مرتبہ خاص ظلم سے اور پہلے مین
اہتمام بڑا کرتے ہین اور دوسرے مین جرأت
بے تحاشا پس دنیا اور آخرت مین وبال
اسی اولٹے مقصد کا چاہین گے کہینچنا

ودرہمان سورہ میفرماید سَيَقُولُ
السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ
عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا
قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي
مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ
ونیز میفرماید لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا
وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ
وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ
وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ
الصَّلٰوةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوفُونَ
بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ
فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولٰئِكَ
الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ یعنی استقبال
قبلہ مخصوص از اصول دین وارکان
حقیقت تقوے نیست تا تفاصیل ادیان
باو واضح گردد پس در مقام بیان تفاصیل
ادیان گفتگو دران ناشی از سفاہت
ست بلکہ آنچہ اصول دین وارکان حقیقت
تقوے ست این امور مذکورہ ست
پس در مقام ایضاح تفاضل ادیان

اور اوسی سورة مین فرماتا ہے ترجمہ آیت کا
ہے کہ کہین گے احمق آدمیون سے کسنے پہیرا
انکو اوس قبلہ سے کہ تہے اوسپر کہہ واسطے اللہ کے
ہے مشرق اور مغرب راہ دکہاتا ہے جسکو چاہے
طرف رستی سیدہ کی - اور یہہ بہی فرمایا ہے ترجمہ
آیت کہ نہین ہے نیکی یہہ کہ پہیرو تم موہنہ اپنے طرف
مشرق اور مغرب کے اور لیکن نیکی یہ ہے کہ جو کوئی
ایمان لایا اللہ پر اور دن آخرت اور فرشتے اور
کتابون اور نبیون پر اور دیا مال اوپر محبت خدا
کے رشتہ دارون اور یتیمون اور مسکینون اور
مسافرون اور سوال کرنیوالون اور آزاد کرنے
گردنون مین اور قایم کے نماز اور دے زکوۃ اور پورا
کرنیوالے عہد اپنا جب عہد کرتے ہین اور صبر
کرنیوالے بیچ سختیون اور ضرر اور وقت لڑائی
یہ لوگ ہین سچی اور یہ لوگ ہین پرہیزگار یعنی موہنہ کرنا قبلہ
خاص کیطرف اصل دین اور حقیقت پرہیزگاری
سے نہین ہے تو فضیلت دینونکے اوس سے
واضح ہو پس مقام فضیلت دینون مین گفتگو
اوسمین حماقت سے ہے بلکہ جو کچھ اصل دین
اور رکنون حقیقت پرہیزگاری سے
ہے یہہ کام مذکورہ ہین پس بیچ مقام
واضح کرنے فضیلت دینون ـــ

وار کان حقیقت تقوے درین امور تامل باید کرد کہ اہل کدام دین بآن متصف اند و کدام نے و در سورۂ آل عمران میفرماید هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُم بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ یعنے چیزیکہ اصل آن از کتاب الله معلوم نیست در پے تفتیش آن افتادن بیجاست زیرا کہ احاطہ جمیع معلومات شان ربانی ست نہ شان انسانی واین نہی ست از تعمق و بر ہمین مضمون دلالت میدارد آنچہ در ہمان سورہ میفرماید هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ و آنچہ در سورۂ بنی اسرائیل فرمودہ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ

اور رکنون پرہیزگاری کی ان کاموںمین تامل چاہیے کرنا کہ کون سے دین والے ساتھ اوسکی موصوف ہین اور کونسے نہین اور سورہ آل عمران مین فرماتا ہے ترجمہ آیت خبردار ہو کہ تم لڑتے ہو بدلایل اوس چیز مین کہ تمکو اوسکا علم ہے پس کیون جھگڑتے ہو بیچ اوس چیز کے کہ نہین ہے تمکو ساتھ اوسکی علم اور الله جانتا ہے اور تم نہین جانتے - یعنے جو چیز کہ اصل اوسکی کتاب الله سے معلوم نہین ہے درپے تلاش اوسکی ہونا بیجا ہے اسلئے کہ گہیرنا تمام معلومات کا شان خدا سے ہے نہ شان انسانی اور یہہ منع ہے تعمق سے اور اسی مضمون پر دلالت کرتا ہے جو کچھہ اوسے سورہ مین فرمایا ہے ترجمہ آیت وہ خدا کہ اوتاری اوپر تیرے کتاب بعض اوس سے آیتین مضبوط ہین کہ وہ اصل کتاب ہین اور بعض متشابہات ہین پس لوگ جنکے دلمین کجی ہے پیروی کرتے ہین متشابہ کی اوس سے طلبگار فتنہ کی اور طلبگار اوسکی تاویل کی اور نہین جانتا تاویل اوسکے مگر الله اور جو مضبوط ہین علم مین کہتی ہین ایمان لائے ہم ساتھ اسکے سب ہمارے ربکے پاس سی ہے اور نہین پند پذیر ہوتے مگر صاحب عقل - اور جو کچھہ سورہ بنے اسرائیل مین فرمایا ترجمہ آیت اور نہ پیروی کر اوس چیز کے کہ نہین ہے تجھکو اوسکا علم تحقیق کان اور آنکھہ -

وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا

ونیز درہمان سورہ فرمودہ وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

وانچہ درسورہ کہف فرمودہ سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا ونیز فرمودہ قُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا لَهُ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۝ یعنی بتعلیم و تلاوۃ کتاب اللہ و تحقیق علوم تشریع مشغول باید شد نہ باحاطۂ علم الٰہی و تفتیش وقایع تکوین و درسورہ آل عمران میفرماید مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا

اور دل ہر ایک ہوگا سوال کیا گیا اور اسیطرح اسی سورہ مین فرمایا ہے - پوچھتے ہین تجھسے روح کو کہہ تو روح امر رب میرے سے ہے اور نہین دیے گئے تم علم سے مگر تہوڑا - اور جو کچھہ سورہ کہف مین فرمایا ہے ترجمہ آیت عنقریب کہین گے کہ تین ہین چوتہا اونکا کتا ہے اور کہین گے پانچ ہین چہٹا اونکا کتا ہے اٹکل پچو اور کہین گے کہ سات ہین آٹہوان اونکا کتا ہے کہہ تو پروردگار میرا خوب جانتا ہے گنتے اونکے نہین جانتے اونکو مگر تہوڑے پس نہ جہگڑا کر بیچ اونکے مگر جہگڑا ظاہر اور نہ پوچھہ بیچ مقدمہ اونکے کسے سے انہین سے اور یہہ بہی فرمایا ہے ترجمہ آیت کہہ تو اللہ خوب جانتا ہے جسقدر کہ رہے وہ واسطے اوسکے ہے غیب آسمانون اور زمین کا دیکہہ ساتہ اوسکے اور سن نہین ہے واسطے اونکے سوا خدا کے کوئے کارساز اور نہ شریک کرے بیچ حکم اوسکے کسیکو اور پڑہ جو کچھہ وحی کیا گیا ہے طرف تیرے کتاب پروردگار تیرے سے نہین ہی کوئی بدلنے والا کلمون اوسکے کا اور نپائیگا تو سوا اوسکے ٹہکانا - یعنے سکہانی اور پڑہنے کتاب اللہ اور تحقیق علمون شریعت مین مشغول چاہیئے ہونا نہ گہیرنے علم الٰہی اور تلاش حالات آئندہ مین - اور سورہ آل عمران مین فرمایا ہے ترجمہ آیت نہ تہا واسطے کسی آدمی کی کہ دی ہو اوسکو اللہ نے کتاب اور حکم

عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ کُوْنُوْا
رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا کُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْکِتٰبَ
وَبِمَا کُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا یَاْمُرَکُمْ
اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ وَالنَّبِیّٖنَ
اَرْبَابًا اَیَاْمُرُکُمْ بِالْکُفْرِ بَعْدَ اِذْ
اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ یعنے انچہ تعظیم
اکرام انبیاء اللہ و اکرام ملائکہ حکم
میفرماید معنیش این نباید فہمید کہ ایشان
را عبادت باید کرد یا ایشانرا شان
ربوبیت یعنی تصرف در امور تکوینیہ
بالاستقلال ثابت باید کرد یا خود را
مقہور قدرت ایشان تصور باید کرد
این امور مقتضیات علاقہ عبودیت
و ربوبیت است و آن مختص است
باو تعالی و کسے دیگر را در ان دخل
دادن کفر است و منافی اسلام
و این سد باب غلو است فقط

بندے میرے سوا خدا کے لیکن یہی کہیگا کہ ہو تم اللہ والے
بسبب اسکے کہ سکھاتے ہو تم کتاب اور بسبب اسکے کہ ہو تم
پڑھتے اور نہ حکم کریگا تمکو کہ پکڑو فرشتون اور نبیون کو
خدا آیا حکم کرے گا تمکو ساتھہ کفر کے بعد اسکے
کہ تھے تم مسلمان یعنے جو کچھ ساتھہ تعظیم
نبیون خدا اور فرشتون اوسکے کے حکم
فرماتا ہے معنے اوسکے یہہ نہیں سمجھنے
کہ انکو عبادت کرنے چاہیئے یا انکو شان
خداوندے یعنے دخل کامون ہونیوالے
عالم مین مستقل ثابت کرنا چاہیئے یا اپنے تئیں
مغلوب انکی قدرت کا تصور کرنا چاہیئے
یہہ کام مقتضاے علاقہ بندگے اور خداوندے
کے ہین اور وہ خاص ہے ساتھ حق تعالے
کے اور کسے دوسرے کو اوسمین
دخل دینا کفر ہے اور مخالف
اسلام کے اور یہہ بند کرنا باب
غلو کا ہے فقط

تمت

خاتمۃ الطبع الحمد للہ کہ یہہ رسالہ عجیبہ حضرت قدوۃ المحققین امام المسلمین مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے
واسطے ہدایت و تفہیم معنی بدعت کے تالیف فرمایا اور عالی جناب محی السنت ماحی بدعت مولانا و اولینا
محمد جمال الدین خانصاحب بہادر مدظلہ نائب ریاست بھوپال نے بنظر خیرخواہی مسلمین اجازت اشاعت اس رسالہ کی مع ترجمہ
اس عاجز کو فرمائی تھی جزاہ اللہ خیر الجزاء - چنانچہ اب اس خیرخواہ نے نہایت صحت و حسن کتابت سے عمدہ کاغذ پر چھپوایا حق سبحانہ و تعالے
ہم سب مسلمانونکو توفیق اتباع سنت عطا فرماوے - آمین یارب العالمین -

بسم الله الرحمن الرحیم

از عبارت مذکوره چنان مستفاد میشود که مقصود معترض ایراد اعتراض است بر عبارت رسالهٔ تقویة الایمان بسه وجه اول آنکه دعوی تعلق قدرت الهیه بمثل محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم فی نفسها باطل است و ثانی آنکه ذکر دعوی مذکوره بدین طور اسائت ادب است بجناب سید المرسلین و ثالث آنکه ذکر آن لغو است اقول مجیبا باید که اولا دعوی مذکوره را مدلل نماییم بعد از ان دفع اعتراضات معترض نمیکند تا مقصود او که اثبات دعوی است حاصل شود والا پر ظاهر است که از مجرد دفع اشکال ثبوت دعوی صورت نمی بندد پس میگوییم که وجود مثل پیغمبر صلی الله علیه وسلم داخل است تحت قدرت الهیه نه تحت تکوین تا وقوع آن لازم آید تفصیلش آنکه قدرت صفت علیحده است و تکوین صفت علیحده اثر قدرت امکان صدور مقدور است از ذات قادر بالنظر الی ذاته نه وقوع مقدور بالفعل و اثر تکوین وقوع مکون است بالفعل این مذهب ماتریدیه است که بتغایر صفتین مذکورین قائل اند یا بگوییم که مراد از دخول شیء تحت قدرت صحت تعلق قدرت است بآن شیء نه بالفعل تعلق قدرت بآن و مقتضای اول امکان صدور شیء است نه فعلیت آن و مقتضای ثانی فعلیت است و این بنا بر مذهب اشاعره است که فعلیت تعلق قدرت را تکوین می نامند بالجمله مقصود درین مقام اثبات همین قدرت است که وجود مثل مذکور داخل است تحت قدرت نه اثبات وقوع آن بالفعل و این دعوی مدلل است بدلیل نقلی و برهان عقلی اما دلیل نقلی پس بیانش اولا آنکه حق جل علا در سوره یٰس میفرماید أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ۝ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ پس ضمیر جمع مذکر راجع است بسوی جمیع بنی آدم زیرا که آیه کریمه مذکوره در مقام بیان معاد واقع گردیده پس هرکه در معاد زنده خواهد شد آن داخل است در کریمه مذکوره و ظاهر است که هر فردے از افراد انسانی در معاد زنده شدنی است پس مثل او بمقتضای کریمه مذکوره داخل تحت قدرت الهیه باشد پس گویا ترکیب دلیل مذکور باینسان باشد که نبی صلی الله علیه وسلم در معاد زنده خواهند شد و آن از ضروریات دین است و هرکه در معاد زنده خواهد شد پس وجود مثل او داخل است تحت قدرت الهیه بمقتضاے کریمه مذکوره پس وجود مثل نبی صلی الله علیه وسلم داخل باشد تحت قدرت الهیه و هو المطلوب و ثانیا آنکه وجود مثل مذکور شیء ممکن است بالذات و هر شیء ممکن بالذات داخل است تحت قدرت الهیه لقوله تعالی وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ و قوله تعالی وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا ۝ چنانکه خود معترض بدین امر مذکور اذعان کرده و آنچه بر آن ایراد کرده مدفوع است چنانکه عنقریب مذکور خواهد شد و ثالثا آنکه حق جل علا

ارض از انزال مطر بر احیاء موتی در معاد در آیات کثیره استدلال فرموده منها قوله تعالی وهو الذی نزّل من
السماء ماءً بقدرٍ فانشرنا به بلدةً میتاً کذلک تخرجون و از ایجاد آدم علیه السلام بی پدر بر امکان ایجاد
حضرت عیسی علی نبینا وعلیهم السلام بی پدر استدلال نموده ان مثل عیسی عند الله کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له
کن فیکون و بالجمله استدلال بوجه مذکور در قرآن مجید شایع و متعارف است پس برین تقدیر وجود نبی صلی الله علیه وسلم
خود دلیل باشد بر امکان وجود مثل ایشان نظر بقدرت الهیه پس گویا ترکیب دلیل برین تقدیر باینوجه خواهد بود که هرگاه
که وجود نبی صلی الله علیه وسلم داخل تحت قدرت الهیه باشد وجود مثل ایشان هم داخل تحت قدرت مذکوره باشد پس وجود
مثل ایشان هم داخل باشد تحت قدرت مذکوره لان حکم المثلین واحد فی الدخول تحت القدرة وعدمه بمنطوق
القرآن وهو المطلوب اما برهان عقلی پس بیانش آنکه وجود مثل مذکور ممتنع بالغیر است و هر ممتنع بالغیر ممکن بالذات و هر
ممکن بالذات داخل تحت قدرت الهیه پس وجود مثل مذکور داخل است تحت قدرت الهیه وهو المطلوب اما مقدمه
اولی پس بیانش آنکه مثل مذکور در نفس الامر معدوم است و هر معدوم یا ممتنع بالذات است یا ممتنع بالغیر پس مثل
مذکور یا ممتنع بالذات است یا ممتنع بالغیر لکن ممتنع بالذات نیست پس ممتنع بالغیر است اما صغری و کبری قیاس
اول پس احتیاج بیان ندارد و اما قضیه استثنائیه در قیاس ثانی پس بیانش آنکه مثل مذکور عبارت است از
فردی که مشارک آنجناب باشد در ماهیت و اوصاف کمال پس امتناع بالذات یا بسبب امتناع مشارکت
در ماهیت خواهد بود یا بسبب امتناع اتصاف باوصاف مذکوره بالنظر الی نفس الذات و ظاهر است که ماهیت آنجناب
و ذلک انسان است و اشتراک ماهیت انسانیه در الوف الوف افراد ممتنع نیست و اتصاف باوصاف مذکوره
نظر بنفس ماهیت هم ممتنع نه والا اتصاف آنجناب هم باوصاف مذکوره ممتنع میشد فان حکم المثلین واحد فیما یثبت
ویسلب بالنظر الی نفس الماهیة والا لزم عدم اشتراک الماهیة بینهما فلزم عدم المماثلة هذا خلف پس وجود مثل مذکور ممتنع
بالذات نباشد بلکه بنظر موانع خارجیه مثل اخبار الهی بعدم وقوع آن یا تعلق اراده ازلیه بعدم آن و امثال ذلک معنی است
ممتنع بالغیر پس وجود مثل مذکور ممتنع بالغیر باشد وهو المقدمة الاولی و اما مقدمه ثانیه یعنی هر ممتنع بالغیر ممکن بالذات است اما
بیانش آنکه هر ممتنع بالغیر معدوم است و هر معدوم یا ممتنع بالذات است یا ممکن بالذات و ممتنع بالغیر ممتنع بالذات نمیتواند شد
والا لازم آید توارد علل مستقله بر معلول واحد شخصی بر سبیل اجتماع و آن ممتنع است بالاتفاق اما اینکه هر واحد از علتین نفس
ذات و مانع خارجی علة مستقله است مر ثبوت امتناع را پس بدیهی است که حاجت برهان ندارد و اما اینکه این توارد بر سبیل
اجتماع است پس بیانش آنکه امتناع ذاتی در هیچ وقتی از اوقات از ذات ممتنع منفک نمیتواند شد پس در وقت
ثبوت امتناع بالغیر هم امتناع ذاتی متحقق باشد پس اجتماع علتین مستقلتین لازم آید — وهو محال

وهو محال بالاتفاق پس ثابت شد که ممتنع بالغیر ممکن بالذات ست وهو المقدمة الثانیة واما مقدمه ثالثه پس بیانش آنکه
مناط صحت تعلق قدرت الٰهیه امکان ذاتی ست نه تساوی نفس الامری تفصیلش آنکه لفظ امکان در عرف بدو معنے
مستعمل میشود اول آنکه بالنظر الی ذات الممکن وجود و عدم متساوی باشد گو بنظر امور خارجیه از علل موجبه یا موانع و عوائق احدهما
واقع بل واجب باشد واین را امکان ذاتی میگویند واین مجامع میشود با وجوب بالغیر وامتناع بالغیر یعنی واجب بالغیر
وممتنع بالغیر در عین حالت وجوب یا امتناع ممکن ذاتی ست زیرا که در عین آنحالت هم صادق می آید که وجود و عدم بالنظر
الی ذاته متساوی ست اگرچه بالنظر الی الامور الخارجیه احدهما واجب گردیده ومعنے ثانی آنکه در نفس الامر وجود و عدم او
متساوی باشد یعنے نه ذات او مقتضی احدهما می کند و نه امرے از امور خارجیه واین را تساوی نفس الامری گویند واین مجامع
نمی شود با وجوب بالغیر واین بدیهی ست لیکن میگوئیم که آنچه لوازم امکان ذاتی ست ممکن ذاتی را دائما ثابت ست حتی که در عین
حالت وجوب بالغیر وامتناع بالغیر خود امکان ذاتی ولوازم آن مثل احتیاج بسوی علة وامثال آن ممکن را ثابت میباشد اگر
میگوئیم که صحت تعلق قدرت الٰهیه از لوازم امکان ذاتی مقدور ست نه از لوازم تساوی نفس الامری پس در عین حالت وجوب
بالغیر وامتناع بالغیر متحقق باشد و زوال آن در هیچ وقتی از اوقات وسببی از اسباب خارجیه محال بیانش آنکه اگر تساوی
نفس الامری مناط صحت تعلق قدرت الٰهیه باشد لازم آید که هیچ شئ از اشیاء داخل تحت قدرت الٰهیه نباشد پس اصلا
قدرت متحقق نباشد هذا خلف اما ملازمت پس بیانش آنکه شئ یا موجود ست یا معدوم وموجود یا واجب بالذات ست
یا واجب بالغیر ومعدوم یا ممتنع بالذات ست یا ممتنع بالغیر پس هیچ شئ از اشیا متصف بتساوی نفس الامری نیست
تا داخل تحت قدرت الٰهیه نباشد بالجملة اگر موانع خارجیه مانع صحت تعلق قدرت الٰهیه باشد لازم آید که هیچ معدومے از
معدومات داخل تحت قدرت الٰهیه نباشد چه عدم ممکن لابد در نفس الامر معلل ست بعلتے که مانع وجود او باشد واقل آن
عدم تعلق اراده ازلیه بوجود او ست وتعلق علم ازلی بعدم او وهمچنین لازم آید که هیچ موجودی از موجودات داخل
تحت قدرت الٰهیه نباشد چه قدرت متعلق بجانبین مقدور میباشد و وقتیکه موجود شد پس لابد اراده الٰهیه وعلم ازلے
متعلق بوجود او شده باشد وآن مانع وقوع عدم او ست پس عدم او خارج از قدرت باشد پس وجود او هم خارج باشد
پس واضح گردید که مناط صحت تعلق قدرت الٰهیه امکان ذاتی ست وهر ممکن ذاتی در همه اوقات بر جمیع تقدیرات "
یعنے در وقت وجود علل موجبه وموانع عائقه وبر تقدیر وجوب بالغیر یا امتناع بالغیر داخل تحت قدرت الٰهیه است
در عین تلبس بموجبات یا موانع وامقدمه ثالثه ست وازین بیان واضح گردید که دخول شئ در تحت قدرت الٰهیه
منافی امتناع و وجوب او که بنظر امور خارجیه باشد نیست بلکه آنچه منافی او ست دخول آن تحت تکوین ونیز واضح گشت
که وجود محال بر تقدیر وجود شئ مانع دخول آن شئ تحت قدرت الٰهیه نمی تواند شد زیرا که لزوم محال مانع وجود او ست

منافی امکان ذاتی و مناط صحت تعلق قدرت الهیه امکان ذاتی ست نه عدم مانع خارجی آری لزوم محال مانع از تعلق
تکوین است کما لا یخفی پس ازین بیان لایح گشت که آنچه معترض ایراد است از قبیل الزام محالات بر تقدیر وجود مثل مذکور کرده همه بیکار
ست زیراکه نهایت انجاز آن ثابت خواهد گردید امتناع بالغیر است و ثبوت آن بدعوی صاحب رساله هیچ مضرتی نمیرساند چه مدعای
او اثبات صحت تعلق قدرت الهیه است بمثل مذکور نه اثبات تعلق تکوین باو این است جواب اجمالی از جمیع اشکالات معترض
و اما جواب تفصیلی پس جبته جبته ازان زیر هر قول معترض بیان کرده خواهد شد ان شاء الله تعالی **قوله** و هو خلاف ما اتفق علیه جمهور
الملیین انتهی این وجه اول است از وجوه ثلاثه اشکال حاصلش آنکه دعوی صاحب رساله یعنی دخول مثل مذکور در تحت قدرت الهیه
خلاف اجماع مسلمین است **اقول** دعوی مذکوره خلاف یکی از مسلمین سابقین هم نیست چه جای آنکه خلاف جمیع مسلمین باشد چه کسی از
مسلمین سابقین هم تصریح باین نکرده که حق جل و علا عاجز است در ایجاد مثل آنجناب صلی الله علیه و سلم و اگر مراد او این است که مقدمات
متفق علیها را اگر جمع کرده شود از آن نتیجه حاصل میشود که خلاف مدعای صاحب رساله است پس این محض وهم معترض است که بطلان
آن عنقریب مذکور خواهد گردید پس این را باین عبارت بایستی گفت که هو خلاف ما فهمت من کلام جمهور الملیین **قوله** زیرا که مثل
محمد صلی الله علیه و سلم ممتنع الوجود است و هر چیزیکه وجود آن ممتنع باشد مقدور حق سبحانه تعالی نیست **اقول** اگر مراد او از ممتنع الوجود
در مقدمتین ممتنع بالذات است پس صغری ممنوع است و آنچه در مقام اثبات آن ذکر نموده تقریب آن تام نیست و اگر ممتنع بالغیر است
پس کبری ممنوع است و دلیل او غیر تام التقریب است و اگر مراد در مقدمتین مطلق ممتنع است پس کلیه کبری ممنوع است
و اگر مراد از لفظ امتناع در مقدمتین مختلف است پس اوسط مکرر نیست **قوله** اما بیان صغری پس میگوییم **اقول** برای بیان صغری
دو وجه ذکر کرده اول از جهت منصب پیغمبر صلی الله علیه و سلم که منصب آنجناب قابلیت مشارکت نمیدارد و ثانی از جهت اخبار
الهی بعدم وقوع مثل آنجناب و هر دو غیر تام التقریب است چنانچه عنقریب ذکر کرده خواهد شد **قوله** چه اگر مثل او ممکن باشد لا محاله نبی
خواهد بود انتهی حاصلش آنکه آنجناب خاتم الانبیاء است و خاتم الانبیاء متعدد نمی تواند شد اما صغری پس از اصول عقاید اسلامیه
است و اما کبری پس بیانش آنکه خاتم الانبیاء در ترقی موازی صادر اول است و چنانکه اسبق از صادر اول چیزی
نمیتواند شد همچنین اعلی از خاتم الانبیاء چیزی نمی تواند شد **اقول** آنچه در بیان کبری درین مقام ذکر نموده ظاهر الطریق سهو
از قلم صادر شده باشد چه مفاد ازین بیان همین است که وجود اعلی از خاتم الانبیاء ممتنع است و کلام در وجود مثل است نه در وجود
اعلی بلکه بیانش باین وجه بایستی کرد که خاتم الانبیاء موازی صادر اول است و تعدد در صادر است محال بنا بر قول مشهور الواحد
لا یتصور عنه الا الواحد پس تعدد در خاتم الانبیاء هم محال و مخفی نیست که این دلیل مدفوع است بچند وجه **وجه اول** آنکه مقدمه
مشهوره نزد اکثر متکلمین مسلم نیست پس نزد ایشان تعدد صوادر در مرتبه اولی در سلسله بدو ممکن است داخل تحت قدرت
الهیه پس تعدد افراد در مرتبه اخیره از سلسله عود هم ممکن باشد داخل تحت قدرت الهیه پس این دلیل نزد ایشان مقلوب است
بر معترض **ثانی** آنکه بر تقدیر تسلیم مقدمه مشهوره نیز دلیل مذکور مدفوع است باینکه صادر اول حقیقة نزد محققین بصفته آ

از صفات الهیه یا اسمی ست از اسماء الهیه پس موازی آن در سلسله رجوع صفات عودیه یا اسمی از اسماء عودیه
و سلسله مجعولات بعد سلسله اسماء ست پس مرتبه مجعول اول بعد مرتبه خاتم الاسماء ست که از آن بلفظ مریدیه یا رحمن تعبیر
میکنند و آن مسبوق است بصدور کثیره پس بلاریب تعدد مجعولات در مرتبه ممکن باشد و مرتبه خاتم الانبیاء موازی
مخلوق اول است نه صادر اول چنانکه روایت اول ما خلق الله نوری بر آن دلالت میدارد پس تعدد در ان مرتبه
ممکن باشد و اما موازی صادر اول پس تجلی حضرت حق ست در جنت که آنرا هر مومن بمقام خود خواهد دید لا تضامون فی
رویته شان اوست و تعدد تجلیات اگر در آن مرتبه ممکن نباشد هیچ مضرتی بعبارت رساله نمیرسد بالجمله قطع نظر از تحقیق مذکور
پس انعقاد رساله بدین ست که مراد از واحد در قضیه مشهوره واحد من جمیع الاعتبارات باشد یعنی نه کثرت حقیقی داشته باشد و نه
کثرت اعتباری و ظاهر ست که مبداء اول به نسبت مجعول اول باجماع جمیع اهل سنت و جماعت بل باجماع جمیع مسلمین
بل جمیع ملیین واحد کذائی نیست زیرا که صدور مجعول اول از مبداء اعلی نزد ایشان بر سبیل اختیار ست نه بر سبیل ایجاب
و صدور اختیاری مسبوق است بتحقیق اراده مبداء و آن موقوف ست بتحقیق قدرت و آن موقوف ست بتحقیق علم
و آن موقوف ست بتحقیق حیات پس لابد فاعل باختیار متقدم ست بر معلول خود مع صفات اربعه مذکوره پس لابد در
مرتبه اولی از سلسله مجعولات تعدد صدور کثیره ممکن باشد و ثالث اینکه بر تقدیر تسلیم عدم تعدد در مرتبه اولی از سلسله
کائنات میگوئیم که معلول اول باجماع جمهور ملیین حادث ست و مبداء اعلی مع جمیع صفات خود که از انجمله قدرت ست قدیم
پس پیش از وجود معلول اول مبداء اعلی قادر بود که سلسله کائنات غیر این سلسله موجوده ایجاد میکرد و در ان سلسله
هم یکی صادر اول میباشد و یکی خاتم الانبیاء موازی آن و پیشتر ازین سلسله بر سلسله دیگر قادر بود الی غیر النهایة
و همچنین در جانب ابد قادر ست بر اینکه این سلسله موجوده را برهم کند و عالمی دیگر برپا نماید و در آن هم صادر اول ایجاد
کند و خاتم الانبیاء موازی آن قایم کرده آید أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يَخْلُقَ
مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ۝ و نیز قادر ست بر اینکه بعد دخول اهل جنت در جنت و بعد دخول اهل نار در نار عالمی دیگر مثل
این عالم برپا کند و در آن صادر اول و خاتم الانبیاء موجود آید قال الله تعالی وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ عَلٰى
أَنْ نُبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيمَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ قوله و بعبارت آخر گوییم اقول اینوجه ثانی ست برای بیان صغری
قیاس دلیل حاصلش آنکه وجود مثل مذکور مستلزم کذب نص ست و هو قوله تعالی مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ
وَلٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وکذب نص محال پس وجود مثل مذکور مستلزم محال باشد لذا خود ممتنع ست پس وجود
مثل مذکور ممتنع ست و هو المطلوب مخفی نماند که این دلیل مدفوع ست بچند وجه اول بطریق نقض بآیات کثیره که سه چهار
از آن درین مقام تلاوه کرده میشود مثلا گفته شود که اجتماع جمیع اشخاص بر یک ملت مستلزم کذب نص ست و هو قوله تعالی
وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ پس اینهم ممتنع شد

بنی آدم مستلزم کذب نص است و هو قوله ان الذین حقت علیهم کلمة ربک لا یؤمنون و لو جاءتهم
کل آیة پس ممتنع باشد و غیر داخل در قدرت الٰهیه حالانکه وارد شده ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلهم جمیعا
و نیز گفته شود که ترک الشرک از همه مردمان مستلزم کذب نص است و هو قوله تعالی و ما یؤمن اکثرهم بالله الا و هم مشرکون
حالانکه وارد شده ولو شاء الله ما اشرکوا و نیز گفته شود عدو انبیا بودن امة کفار مستلزم کذب نص است و هو قوله
تعالی حکایة عن ابراهیم علیه السلام و بدا بیننا و بینکم العداوة والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا بالله وحده و حکایة عن شعیب علیه السلام
و نیز گفته شود که سلب نبوت از نبی آخر الزمان مستلزم کذب نص است و هو قوله تعالی هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره
علی الدین کله مع اندورد و لئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک به علینا وکیلا بالجمله کسیکه مزاولت کلام الله داشته باشد بیقین
خواهد دانست که دلیل مذکور بآیات کثیره منقوض است که اکثر آیات مشتمل بر بیان تعلق قدرت الٰهیه بجانب مقابل آنچه
داخل وعده الٰهیه گشته بحدیست که تعداد آن خیلے متعذر بلکه اگر نیک تامل کرده شود واضح گردد که نقض وجود قدرت الٰهیه
نقض دلیل مذکور میکند زیرا که قدرت بضرورة بجانبین مقدور متعلق می گردد و هر چیزیکه موجود است عدم او مستلزم
کذب است در علم ازلی و هر چیزیکه معدوم است وجود او مستلزم کذب مذکور است و کذب علم ازلی مثل کذب نص است
در استحاله پس لابد عدم هر موجود و وجود هر معدوم خارج از قدرت باشد پس وجود هر موجود و عدم هر معدوم هم خارج از قدرت
مذکوره باشد پس قدرت اصلا متحقق نباشد هذا خلف و ثانی بطریق حل بیانش آنکه مراد از لفظ ممتنع در قول معترض اگر
هر چه مستلزم محال است او خود ممتنع است یا ممتنع بالذات است یا ممتنع بالغیر بر تقدیر اول مقدمه مذکوره ممنوع است بل
منقوض چه عدم عقل اول مستلزم محال است یعنی عدم واجب حالانکه عدم عقل ممتنع بالذات نیست والا عقل اول
واجب لذاته باشد بلکه عدم هر ممکن موجود مستلزم محال است یعنی کذب علم ازلی حالانکه عدم ممکن ممتنع بالذات
نیست والا ممکن موجود واجب لذاته باشد هذا خلف و بر تقدیر ثانی تقریب غیر تام است زیرا که برین تقدیر همین قدر
ثابت خواهد شد که وجود مثل مذکور ممتنع بالغیر است و امتناع بالغیر منافی صحت تعلق قدرت نیست و ثالث
بطریق معارضه بدلائل عقلیه و نقلیه که در صدر کلام مذکور گردیده و توضیح مقام آنکه وقوع چیزی که مخالف خبر باشد
مستلزم کذب آن خبر است نه امکان وقوع آن و مناط صحت تعلق قدرت امکان مقدور است نه وقوع آن مثلا زید
با عمرو گفت که ترا نخواهم زد پس ضرب عمرو از زید بالفعل صادر گردد البته مستلزم کذب او خواهد شد و اما امکان صدور
ضرب از زید پس اصلا مستلزم کذب او نیست والا لازم آید که زید بصدق وقتی متصف شود که مفلوج الاعضا گردد
حتی که امکان صدور ضرب از و باقی نماند پس تامل باید کرد که آیا مدح زید در صدق کلام و مدح عمرو در وجاهت از زید
بایں وجه متحقق میگردد که هر چند زید قدرت بر ضرب عمرو میدارد اما بنا بر پاس صدق کلام خود و رعایت وجاهت

عمرو او را نیز ندیا باین وجه متحقق میگردد که زید مفلوج الاعضا گردیده پس ثانیاً هر عارضه فالج عمرو و اعمی زید پس تا
وجه ثانی ایا هیچ مدح زید یا عمرو مفهوم می گردد سبحان الله این مضمون با وجود بداهت خود در نظر عقلاء زمانه چگونه از قبیل
نظریات گشته پس اگر مقصود معترض اینست که وقوع مثل مذکور بالفعل مستلزم کذب نص ست پس آن مسلم ست
ولیکن دعوی وقوع مثل مذکور بالفعل نکرده و اگر مقصودش اینست که امکان وقوع مثل مذکور مستلزم کذب نصی است
از نصوص قرآنیه پس آن نص را تلاوه باید کرد تا واضح گردد که کدام نص مبنی بر نفی امکان وجود مثل مذکور دلالت میکند
و اگر مقصودش اینست که امکان وجود مثل مذکور مستلزم امکان کذب نص ست و امکان کذب نص هم محال پس ملازمت
ممنوع ست زیرا که عدم وجود مثل مذکور معلول صدق نص مذکور ست پس تحقق عدم مذکور البته مستلزم تحقق امکان
صدق نص مذکور ست و زوال عدم مذکور بالفعل مستلزم کذب نص مذکور ست و اما امکان زوال عدم مثل مذکور
پس مستلزم امکان زوال صدق نص مذکور نیست یعنے امکان وجود مثل مذکور مستلزم امکان کذب نص مسطور نیست
چه امکان زوال معلول مستلزم امکان زوال علة نیست والا لازم آید که امکان زوال عقل اول مستلزم امکان
زوال واجب باشد پس امکان زوال عقل اول ممتنع باشد پس عقل اول واجب لذاته باشد حاصلش آنکه تلازم درمیان
علة و معلول در فعلیة وجود و عدم ست نه در امکان ذاتی والا لازم آید که واجب لذاته ممکن لذاته گردد چه معلولات
او همه ممکنات اند **قوله** چه از وقوع ممکن محال ناشی نمی گردد الخ **اقول** اگر مقصود از کلام اینست که از وقوع ممکن
بالنظر الی ذاته محال ناشی نمی گردد پس این مقدمه مسلم ست لیکن مقدمه ثانیه یعنے از وجود مثل مذکور محال ناشی می گردد
ممنوع زیرا که از وجود مثل مذکور بالنظر الے ذاته هیچ محال ناشی نیست بلکه بالنظر الی البعض المذکور ست و اگر مقصود
اینست که از وقوع ممکن هیچ گونه محال ناشی نمی گردد لا بالنظر الی ذاته و لا بالنظر الی الامور الخارجیه پس این مقدمه ممنوع
چه برین تقدیر لازم مے آید که وجود هر معدوم و عدم هر موجود محال باشد زیرا که مستلزم محال ست یعنی کذب علم ازلی
قوله که دلالت صریح بر امتناع وجود مثل مذکور می دارد **اقول** نص مذکور دلالت صریح بر عدم وقوع مثل مذکور میدارد
نه بر امتناع ذاتی او **قوله** و ما هو الا تجویز الکذب علی الله تعالیٰ **اقول** آری قول بوقوع مثل مذکور تجویز کذب مسطور است
معاذ الله من ذلک و اما قول بامکان مثل مذکور پس مستلزم امکان کذب مسطور نیست کما ذکرنا سابقاً علاوه برین آنکه
قول بامکان مثل مذکور باین وجه هم میتواند شد که اصلا خشیار عدم وقوع او از اصل واقع نمیشد و عدم اختیار بعدم
وقوع مثل مذکور بل بعدم اختیار بقرآن مجید راساً از اصل ممکن نیست داخل تحت قدرت الهیه کما قال الله تعالی عز جل
قل لو شاء الله ما تلوته علیکم ولا ادراکم به و نیز بعد اختیار ممکن ست که ایشانرا فراموش گردانیده شود پس قول بامکان
وجود مثل اصلا منجر بتکذیب نصی از نصوص نگردد و سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست داخل تحت قدرت
الهیه کما قال الله تعالیٰ ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک به علینا وکیلا **قوله** و هو محال لانه

نقص و النقص علیه تعالی محال اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاته است که تحت قدرت الٰهیه داخل نیست پس لا نسلم که کذب
مذکور محال بمعنی مسطور باشد چه عقد قضیه غیر مطابقة للواقع والقای آن بر ملائکه وانبیا خارج از قدرت الٰهیه نیست والا
لازم آید که قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد چه عقد قضیه غیر مطابقة للواقع والقاے آن بر مخاطبین
در قدرت اکثر افراد انسانی ست بہ کذب مذکور آری منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر ست ولهذا عدم کذب را
از کمالات حضرت حق سبحانه میشمارند و او را جل شانه بان مدح میکنند بخلاف اخرس وجماد که ایشان را کسی بعدم کذب مدح
نمیکنند و پر ظاهر ست که صفت کمال همین است که شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب میدارد و بنا بر رعایت مصلحت و مقتضی حکمت
بتنزه از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید همان شخص ممدوح میگردد و بسبب عیب کذب و باتصاف به کمال صدق بخلاف
کسی که لسان او ماؤف شده باشد و تکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد یا قوة متفکره او خاسد شده باشد که عقد قضیه غیر مطابقة
للواقع نمی تواند کرد یا شخصی که هرگاه کلام صادق میگوید کلام مذکور اند و صادر می گردد و هر گاه که اراده تکلم بکلام
کاذب می نماید آواز او بند می گردد یا زبان او ماؤف می شود یا کسی دیگر دهن او را بند می نماید یا حلقوم او را خفه
میکند و یا کسی که چند قضایا صادقه را یاد گرفته است و اصلا بر ترکیب قضایاے دیگر قدرة نمی دارد و بنا بر علیه کلام کاذب ازو
صادر نمیگردد این اشخاص مذکورین نزد عقلا قابل مدح نیستند بالجمله عدم تکلم بکلام کاذب تنزها عن عیب الکذب
و تنزها عن التلوث به از صفات مدح است و بنا بر عجز از تکلم بکلام کاذب هیچ گونه از صفات مدایح نیست یا مدح آن بسیار
ادون ست از مدح اول **قوله** واما کبری دلیل الخ **اقول** این دلیل کبری قیاس اول است یعنی هر چند ممتنع ست داخل
تحت قدرة الٰهیه نیست مخفی نماند که اگر مراد از لفظ ممتنع درین مقام ممتنع ذاتی ست پس این مقدمه مسلم ست اما مفید نیست
زیرا که وجود مثل مذکور ممتنع ذاتی نیست تا در کلیه کبری مندرج گردد و اگر مراد ممتنع بالغیر ست پس مقدمه مذکوره ممنوع
و آنچه درین مقام ذکر کرده غیر تام التقریب ست چه حاصلش همین ست که از عموم لفظ کریمه ان الله علی کل شئ قدیر واجب
بالذات و ممتنع بالذات خارج ست و این کلام درین مقام هیچ مفید نیست بلکه مفید وقتی میشود که مطلق ممتنع از عموم کریمه
مسطور خارج گردد و هو لم یثبت بعد بلکه میگوییم که هرگز مطلق ممتنع از عموم کریمه خارج نیست چه اگر مطلق ممتنع
خارج مے شد پس مطلق واجب نیز خارج می شد چه واجب لذاته بالاتفاق خارج ست و خروج ممتنع بالغیر مستلزم خروج
واجب بالغیر ست چنانچه مفصلا مذکور شد پس هیچ شئ قابل تعلق قدرت نماند پس تخصیص کریمه منجر بابطال او گردید
و هو باطل بالاتفاق **قوله** و این عبارت صریح دال ست بر اینکه معتزله نیز بر عدم قدرة واجب بر ممتنع قائل اند **اقول**
لیکن حیف ست که از اهل سنت و جماعت باشد یعنی محض اتباع سنت را مطمح همت خود ساخته موافقت و مخالفت معتزله را
بجوی نمی ارزد آری اهل بدعت بحکم البدعة ملة واحدة موافقت معتزله را از امور عظیمه میشمارند **قوله** پس ثابت شد که وجود
نظیر از ممتنعات ست **اقول** هرگز این ثابت نشده اگر مراد از ممتنعات ممتنع بالذات ست یا ثبوت او هیچ مفید نیست

که درین مقام صادر گردیده که هر مؤمن دهر ملحد و موحد و مشرک از شنیدن این کلمهٔ قبیحهٔ شنیعه موی بر تنش می خیزد و بای (?) تو آ
آن رحمة للعالمین را شاید حق جل و علا بزعم این قایل پیدا نکرده باشد این کلام بدان ماند که یهود با وجود اعتقاد
اینکه توریة مقدسه را حق جل و علا انزال فرموده میگفتند که بر انزال مثل توریة قادر نیست پس در جواب این قائلین هم
همان آیة تلاوه باید کرد که حق تعالی در مقابل آن معاندین فرموده وما قدروا الله حق قدره اذ قالوا ما انزل الله
علی بشر من شیء قل من انزل الکتاب الذی جاء به موسی نورا و هدی للناس پس مؤمن موحد را باید که بشنیدن امثال این کلمات شنیعه بهزار
زبان این آیة تلاوة نماید کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا و آیة قل الله ثم ذرهم فی خوضهم یلعبون بچشم بصیرت خود سازد
قوله غایة ما یقال **اقول** تفصیل این دلیل در صدر کلام مذکور گردید **قوله** مخفی نیست که این جواب منافی مقصود نمی
تواند شد انتهی حاصلش آنکه کبری دلیل مجیب یعنی هر ممکن ذاتی داخل است تحت قدرة الٰهیه مخصص است پس کلیه آن
ممنوع باشد بیان تخصیص آنکه هر ممکن ذاتی که عدم وقوع آن بنص قرانی ثابت شده باشد داخل تحت قدرة الٰهیه نیست
پس گویا که ازین مقام معترض دلیلی دیگر بر اثبات دعوی خود استنباط نموده حاصلش آنکه وجود مثل مذکور ممکن ذاتی است
که عدم وقوع آن بنص قرانی ثابت شده و هر ممکن که چنین باشد داخل تحت قدرة الٰهیه نیست پس وجود مثل مذکور
داخل تحت قدرت الٰهیه نیست و هو المطلوب **اقول** کبری این قیاس ظاهرة البطلان است نقلاً و عقلاً اما نقلا پس آیات
کثیره که مشتمل است بر بیان عموم قدرة الٰهیه چیزی را که بعدم وقوع آن در نص قرانی خبر داده شده بارها ازان در صدر
کلام مذکور گردید و اما عقلا پس میگوییم اولا اینکه باعث تخصیص قضیه کلیه فقط لزوم تکذیب نص قرانی است یا لزوم مطلق
تنقیص بجناب حضرت حق جل و علا یا لزوم مطلق محال بر تقدیر اول ترجیح بلا مرجح و تخصیص بلا مخصص لازم می آید
چه تکذیب نص هم بهمین جهت ممنوع است که آن وجهی است از وجوه تنقیص پس بکدام سبب لزوم تکذیب باعث
تخصیص گردد و لزوم سایر وجوه تنقیص باعث تخصیص نگردد و بر تقدیر ثانی این امکان مذکور هم لازم می آید چه لزوم
تنقیص هم بهمین جهة باعث تخصیص گردیده که نسبت نقصان بآنجناب محال است پس بکدام وجه لزوم تنقیص و لزوم
سایر محالات باعث تخصیص نگردد علاوه برینکه وقوع عدم هر موجود و وقوع وجود هر معدوم مستلزم تکذیب بعلم الٰهی
مثل تکذیب نص قرانی است پس قدرة را بها منتفی گردد و اما بر تقدیر ثالث پس انتفای اصل قدرة لازم می آید چنانچه
سابق مفصلا محرر گردیده و ثانیاً آنکه سابق مذکور گردید که مناط صحت تعلق قدرة امکان ذاتی است پس چنانکه احتیاج
الی العلة در وجود از لوازم امکان ذاتی است که هرگز انفکاک آن متصور نیست همچنین صحت تعلق قدرة الٰهیه هم از لوازم
امکان ذاتی است که هرگز انفکاک آن متصور از و نیست بلکه اگر نیک تأمل کرده شود واضح گردد که وقتی که علة را قادر فرض
کنیم پس احتیاج الی العلة عین صحت تعلق قدرة گردد پس گویا که قول مخرج بعضی ممکنات از قدرة الٰهیه راجع میگردد

بالبداهة آن ممکن محتاج الی العلة نیست پس یا ممتنع بالذات باشد یا واجب بالذات و آن مستلزم انقلاب امکان ذاتی است
پس حاصل قول مذکور چنین باشد که محض ممکن بالذات بسبب موانع خارجیه ممتنع بالذات می گردد کما هو ظاهر **قوله** تعلق قدرة
بوقوع آن تعلق اراده که عبارت از تخصیص احد المقدورین بالوقوع است و تعلق خلق الی آخره **اقول** تعلق اراده و تعلق
خلق بممتنع بالغیر مثل تعلق آن به ممتنع بالذات است در عدم وقوع و اما تعلق قدرة بممکن بالذات مثل تعلق قدرة
بممتنع بالذات هرگز نمی تواند شد زیرا که مقتضای تعلق اراده و تعلق وقوع مراد و مخلوق بالفعل است و در عدم وقوع
ممتنع بالذات و ممتنع بالغیر متساوی اند و مقتضای صحت تعلق قدرت امکان ذاتی است و در امکان ذاتی ممتنع بالذات
و ممتنع بالغیر متساوی نمی تواند شد **قوله** وقوع آن همچو وقوع ممتنع بالذات غیر مقدور است **اقول** این مقدمه مسلم نیست
آری وقوع آن همچو وقوع ممتنع بالذات غیر واقع و هر غیر واقع غیر مقدور نیست این کلام بدان ماند که شخصی بگوید که
صدور کلام کاذب از انبیا همچو صدور کلام کاذب از جمادات غیر مقدور است و این امر بدیهی البطلان است بلکه باین
وجه باید گفت که صدور کلام کاذب از انبیا همچو صدور کلام کاذب از جمادات غیر واقع است **قوله** ولو فرضنا که
امتناع بالغیر هم منافی تعلق قدرة بممکن نیست الخ این وجه ثانی است از وجوه اشکال بر صاحب رساله حاصلش
آنکه اگرچه دعوی او که صحت تعلق قدرة الهیه است بوجود مثل مذکور در نفس الامر صحیح باشد لیکن اظهار دعوی مذکوره
اسائة ادب است بجناب سید المرسلین و دلیر کردن عوام است بر اسائة ادب بنسبت آنجناب و آن از قبیل اضلال
است خلاصه اش اینکه اظهار این دعوی اگرچه مطابق واقع باشد شرعاً ممنوع است زیرا که اظهار آن مستلزم اسائة
ادب و اضلال عوام است و هرچه چنین باشد آن شرعاً ممنوع است **اقول** این وجه مدفوع است اولا
بطریق نقض بآیات قرآنی بیانش آنکه قول بامکان وجود مثل شخصی در مناقب و کمالات مستلزم اسائة ادب بنسبت
آن شخص به همین وجه است که قول مذکور مستلزم تنقیص اوست و پر ظاهر است که نقصانیکه بسبب وجود نظیر آن شخص بآن
شخص عاید می گردد بسیار ادون است از نقصانیکه بسبب فقدان نفس کمال باو عاید میگردد پس نسبت فقدان
نفس کمال بآنجناب بمراتب اقبح است در اسائة ادب بنسبت وجود نظیر حالانکه در کریمه ولئن شئنا لنذهبن بالذی
اوحینا الیک ثم لا تجد لک به علینا وکیلا و کریمه فان یشاء الله یختم علی قلبک و کریمه قل لو شاء الله ما تلوته علیکم ولا ادریکم به
سلب نفس کمال رسالت آنجناب را داخل قدرة الهیه فرموده اند پس گویا ترکیب دلیل نقض باین وجه باشد که اظهار
دخول سلب کمال رسالت از آنجناب تحت قدرة الهیه اسائة ادب است بنسبت آن جناب و اضلال عوام و هرچه
چنین باشد پس آن شرعاً ممنوع است پس تلاوة آیات مذکوره و بیان معانی آن شرعاً ممنوع باشد و نیز اظهار مماثلت
آنجناب با اراذل ناس مثل کفار و فساق در بشریت بمراتب اقبح است از امکان وجود نظیر چه پر ظاهر است که قول بوجود نظیر

میکند چندان اسارت ادب بنسبت میکند نیست وقول با نیکه میکند مثل احاد رعایای خود هست نهایت اسارت
ادب است بنسبت او پس ترکیب دلیل باین طریق کرده شود که اظهار مماثلت آنجناب باحاد رعیتی بنی آدم اسارة ادب است
با آنجناب و ضلال عوام است پس شرعاً ممنوع باشد حالانکه در کلمه قل انما انا بشر مثلکم در مواضع متعدده از قرآن مجید
واقع گردیده پس تلاوة آیات مشتمل بران کلمه و بیان معانی آن شرعاً ممنوع باشد و ثانیا بطریق حل پس آنکه وزیر را
نوکر بادشاه گفتن و پدر را پسر جد گفتن و استاد را شاگرد استاد گفتن هیچ گونه اسارة ادب نیست آری وزیر را نوکر
مثل او گفتن یا پدر را پسر عم خود گفتن یا استاد را شاگرد هم سبق او گفتن اسارة ادب است پس اظهار دخول نظیر آنجناب
در تحت قدرة الهیه لا نسلم که اسارت ادب بنسبت آنجناب و ضلال عوام باشد زیرا که اظهار مذکور مستلزم تنقیص آنجناب است
بنسبت بحضرت حق جل وعلا چه شریک الباری ممتنع بالذات است و شریک آنجناب ممتنع بالغیر و تنقیص آنجناب بنسبت
حضرت حق اصلا اسارة ادب با آنجناب و ضلال عوام نیست بلکه اظهار عبودیت آنجناب است که از اهم مقاصد دین است
چنانکه سلب نفس کمال نبوت ولوازم آن از نزول وحی و عصمت و انقطاع آن بوفات جناب سید المرسلین علیه الصلوة
والسلام از اولیای کرام علیهم الرضوان هرگز تنقیص شان ایشان نیست پس اظهار احتمال وجود اولیا در هر زمان هرگز اسارة
ادب شان اولیای سابقین نیست همچنین سلب الوهیت ولوازم آن از وجوب و قدم و احاطه علم و عموم قدرت و امتناع
شریک و مثال آن از آنجناب هرگز تنقیص آنجناب نیست و اظهار شمول قدرة الهیه مثال آنجناب را بیان فرق است
درمیان منصب الوهیت و منصب نبوت چنانچه اظهار احتمال وجود اولیای و بزرگان هرگز تنقیص اولیا نیست بلکه بیان
فرق است درمیان منصب ولایت و منصب نبوة بالجمله فهم این معنی از عبارت مرقومة الصدر منقوله از رساله تقویة الایمان
مع سابق ولاحق آن بدیهی است که بر هیچ سامع پوشیده نمی تواند شد **قوله** هرگز عامیان این معنی که مستفاد رساله تقویة الایمان
است نخواهند فهمید **اقول** فهمیدن معنی مذکور از عبارة رساله مسطوره چندان بعید از عرف نیست چه اکثر اهل عرف در مقام
بیان کمال قدرة سلاطین و امراء بزبان بعض امکان ذاتی مقدور و استطاعت فاعل را ملاحظه کرده اظهار قدرة صحت
تعلق ایشان ببعضی اشیا را باوجود علم بموانع وقوع آن می کنند و در مقام بیان کمال قدرة سلاطین میگویند که فلان
بادشاه اگر خواهد همه وزراء و امراء خود را در یک ساعت بقتل برساند یا میگویند فلان بلدان و قریه را اگر خواهد در یک روز تباه
نماید یا میگویند که اگر خواهد در یک لمحه فقیری مفلس را وزیر عالی مقدار گرداند حالانکه میدانند که بادشاه مذکور عادل حکیم است
و عدالت او مانع از قتل و نهیب است و حکمت او مانع از تفویض منصب وزارة بهر کس و ناکس می باشد بلکه مقصود ایشان
از کلام مذکور مجرد اظهار کمال قدرة او می باشد و اگر با وجود شیوع امثال این عبارت در مجاری محاورات باز هم
از عبارة رساله مسطوره معنی غیر مقصود فهمند قصور صاحب رساله چیست وقتیکه حضرت حق جل وعلی در شان کلام پاک
خود میفرماید یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا تا بکلام دیگرے چه رسد **قوله** و درینصورت اگر هر کس از افراد عامه فهمایش داده

اقول آری اگر اظهار بودن کلمه طیبه از قبیل اخبار نه از قبیل انشا غرضی متعلق گردد مثل آنکه خلاف در میان
عوام واقع شود که کلمه طیبه مذکوره قابل نسخ ست یا نه پس درین صورت اظهار آنکه کلمه مذکوره از قبیل اخبارست نه انشا و احتمال
نسخ معنی دارد و اثبات خبریت و بدون بیان آنکه کلمه مذکوره بالنظر الی ذاتها احتمال صدق و کذب میدارد متصور
نیست پس لابد خواهش کلمه مذکوره بالنظر الی ذاتها احتمال صدق و کذب میدارد کرده خواهد شد و درین مقام غرضی با ظهار
امکان ذاتی مثل مذکور متعلق گردیده و آن بیان فرق ست در میان مرتبه الوهیت و منصب ختم نبوت که با وجود تفرد صاحب آن منصب
مثل تفرد صاحب مرتبه الوهیت نیست که مشارکت در مرتبه الوهیت ممتنع بالذات ست و در منصب ختم نبوت بالغیر **قوله** و منکران
نبوت را هم بسماعه آن موی بر تن میخیزد **اقول** منکران نبوة دو قسم اند یکی مفرطین که منکران کمال آنجناب اند پس از شنیدن
امکان وجود مثل آنجناب فرقه اولی را موی بر تن میخیزد مثل موحدان از شنیدن نسبت عجز بجناب حضرت حق جل و علا موی بر تن میخیزد
نه فرقه ثانیه را زیرا که ایشان همه افراد بنی آدم معاذ الله مماثل آنجناب میدانند پس ایشان بوقوع امثال کثیره قائل اند
فضلا عن امکان وجود مثل پس ظاهر لفظ هم در عبارة معترض من الطریق سهو واقع شده و مقصود این نیست که منکران نبوة
یعنی مدعیان الوهیت آنجناب را بسماعت آن موی بر تن میخیزد **قوله** مثالی برای بیان معانی قدرة شامله عامه الخ
اقول این بیان وجه ثالث ست از وجوه اشکال بر صاحب رساله تقویة الایمان حاصلش اینکه ذکر شمول قدرة
الهیه وجود مثل مذکور را بالخصوص لغو ست زیرا که مقصود از آن بیان عموم قدرة الهیه آن حاصل نمیشود به بیان
شمول آن جمیع ممکنات را اجمالا پس ذکر خصوصیت لغو باشد و مخفی نیست که این وجه مدفوع ست اولا بنقض بآیات
قرانی مثل قوله تعالی ولو اشرکوا لحبط عنهم ما کانوا یعملون که مرجع ضمیر راجع ست بسوی هژده کبار از انبیاء مرسلین و
قوله تعالی لئن اشرکت لیحبطن عملک و لتکونن من الخاسرین قوله تعالی ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین
ثم لقطعنا منه الوتین و مثل قوله ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیهم شیئا قلیلا اذا لاذقناک ضعف الحیوة وضعف الممات ثم لاتجد لک علینا نصیرا
قل فمن یملک من الله شیئا ان اراد ان یهلک المسیح ابن مریم و امه ومن فی الارض جمیعا و قوله تعالی و من یقل منهم انی اله من دونه فذلک نجزیه جهنم کذلک نجزی الظالمین
و ضمیر هم راجع ست بسوی عباد مکرمون که مراد از آن ملائکه و انبیاء اند بقوله تعالی و قالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانه بل عباد مکرمون و ظاهر ست که کفار نسبت
ولدیت یا بسوی ملائکه میکردند یا بسوی انبیاء پس بیان ترکیب دلیل نقض اینکه مقصود درین آیات بیان قبح شرک کذب
علی الله و مداهنة فی الدین و بیان عموم قدرة الهیه و قبح ادعای الوهیت ست بر سبیل عموم یعنی از هر که این امور قبیحه
واقع شود پس آن شخص ها خود خواهد شد یا هرچه حق جل و علا اراده آن میکند مزاحمت آنجناب هیچ کس متصور نیست
و آن معنی حاصل می تواند شد باین عبارات مثلا لئن اشرک احد لیحبطن عمله و لیکونن من الخاسرین ولو تقول علینا
احد الخ ولولا ان ثبتنا عبادنا لقد کادوا یرکنون الخ قل فمن یملک من الله شیئا ان اراد ان یهلک احدا ممن فی الارض
الخ و من یقل ممن سوی من دون الله انی اله من دونه الخ لیکن این امور شنیعه مثل شرک و جهل علی آنجناب انبیاء و مرسلین عموما

ونیز ہمین دو امر شنیع افترا علی اللہ و مداہنت فی الدین بجناب مطہر مقدس سید الاولین والآخرین خصوصاً بجناب حضرت ملائکہ و ملک تو، دعای الوہیت و دخول درجہنم بملائکہ مقربین وانبیاء مرسلین لغو ہست وحالانکہ لغو در کلام الہی محال ثانیاً بطریق تنزل بیانش انکہ در مقام بیان کمال قدرۃ قادری عبارت می تواند گفت اول انکہ شمول قدرۃ او را بر جمیع مقدورات او اجمالاً بیان کنند و ثانی آنکہ شمول قدرۃ او را بر صعب کمل مقدورات او بیان کنند تا شمول قدرۃ او بر ما دون او بطریق اولی مفہوم گردد مثلاً در مقام بیان شجاعت زید این عبارت ہم میتوان گفت کہ در مقابلہ ہیچ کس پشت نمی دہد و این عبارت ہم میتوان گفت کہ بمقابلہ رستم ہم پشت نمیدہد و در بیان سخاوت ہم این عبارت می توان گفت کہ ہرچہ خواہد میدہد و این عبارت ہم میتوان گفت کہ اگر خواہد یکمشت چند ہزار اشرفی بدہد و در بیان مقام استغنا این عبارۃ ہم میتوان گفت کہ ہیچ لذتی را از لذائذ دنیا بجوی نمی شمارد و این عبارت ہم میتوان گفت کہ تاج فریدون و تخت سکندر را بجوی نمی شمارد و عبارۃ ثانیہ ابلغ ہست بہ نسبت عبارۃ اولی نزد ارباب اذواق سلیمہ و ظاہر ہست در محاورات فصحاء و وجہ اش آنکہ از بسکہ تخصیص در عمومات شایع ہست پس می توان گفت کہ سامع عام مذکور را مخصص دانستہ فرد اکمل و اصعب را خارج شمارد یا ذہن او بسوی آن فرد اکمل انتقال نہ نماید بلکہ در افراد متعارفہ محبوس ماند پس کمال قدرۃ آن قادر نزد ذہن او متصور نگردد بخلاف عبارۃ ثانیہ کہ احتمال خروج افراد ناقصہ از شمول قدرۃ مذکورہ پیدا نمی شود و نہ ذہول از فرد اکمل بلکہ غایۃ کمال قدرۃ او از اول امر پیش روی بصر بصیرت او متصور میگردد و بعد ازان انبساطی پیدا میکند تا ہمہ افراد ناقصہ را فرا میگیرد چنانچہ اکثر آیات قرآنی بر ہمین اسلوب واقع ہست مثل قولہ ھو الذی خلق سبع سمٰوٰت ومن الارض مثلھن یتنزل الامر بینھن لتعلموا ان اللہ علی کل شیء قدیر و مثل آیات سابقہ چون این مقدمہ ممہد شد پس باید دانست کہ مقصود صاحب رسالہ تقویۃ الایمان در ینمقام بیان شمول قدرۃ الٰہیہ است بر معدومات و چنانکہ اکمل کائنات و اشرف مخلوقات و اصعب مجعولات باعتبار ایجاد بحسب ظاہر آن والا صفات جناب سید المرسلین ہست ہمچنین اکمل مفروضات نظیر مفروض آنجناب ہست پس صاحب رسالہ شمول قدرۃ الٰہیہ را بر جمیع معدومات ممکنہ بر اسلوب بلیغ بیان کردہ پس عبارت رسالہ مذکورہ بمنزلہ این ہست کہ کسی بگوید کہ فلان معمار در باب عمارات بحدی حذاقت میدارد کہ مثل جامع شاہجہان آباد تعمیر تواند کرد پس ازین عبارت ہم حذاقت معمار مستفاد گردید و ہم شرافت جامع شاہجہان آباد بر سایر مساجد در حسن تعمیر فتأمل ولا تکن من المکابرین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ——

در ماہ ذی حجہ ۱۲۴۰ ہجری مقدسہ مبیض شد فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باید دانست کہ ممتنع آنست کہ ممتنع باشد بالنظر الی ذاتہ مع قطع النظر عن امر خارج و ممکن نباشد وجود او اصلاً فی ذاتہ لا بالنسبۃ الی قدرۃ دون قدرۃ کالجمع بین الضدین مثل عدم زید و وجود زید در زمان واحد کہ قادر نیست بر جمیع آن احدی و مختص نیست بقدرۃ دون قدرۃ و از قادر نبودن حق سبحانہ تعالیٰ بر آن عجز او سبحانہ لازم نمی آید چرا کہ داخل مقدورات

هست که صلاحیت برای وجود داشته باشد و ممتنع بالذات صالح برای وجود نیست پس نقصان بسبب عدم صلاحیت مقدور است
لا بالنظر الی قدرة القادر کذا حققه المحققون من المتکلمین و هرگاه فهمیدی معنی ممتنع بالذات که فی ذاته امکان وجود نداشته
باشد لا بالنسبة الی قدرة دون قدرة و امتناع ناشی از ذات او باشد لا بالنظر الی امر خارج پس آنچه ممتنع بود بالنظر
الی قدرة العبد لا بالنظر الی قدرة الله تعالی مثل خلق جواهر یا ممتنع باشد بالنظر الی امر خارج مثل چیزی که دانست
حق سبحانه تعالی عدم وقوع آن یا خبر داده است که واقع نخواهد شد ممتنع بالذات نیست بلکه ممکن است فی نفسه و داخل است
در تحت قدرة او سبحانه و از دانستن یا خبر دادن او سبحانه بعدم وقوع بیرون نخواهد شد ممکن از امکان چه اخبار مثل علم است

ولا یخرج الممکن عن الامکان بعلم الله تعالی ان ذلک الممکن واقع او لیس بواقع فان العلم مطابق للمعلوم او بخبر الله تعالی بانه وقع او لم یقع
فان الاخبار کالعلم فامکانه ابتداء فی علمه وخبره تعالی بعدم وقوعه ولا یقتضی علمه وخبره تعالی بعدم وقوعه ان یکون ممتنعا کذا فی الکشف

و شرح التحریر و المسلم و شرح المواقف للابهری و سر در آن این است که علم را در امکان و امتناع شی دخلی نیست زیرا که علم تابع معلوم
است مطابق و موافق معلوم پس اگر باشد معلوم فی نفسه ممکن پس علم متعلق خواهد شد بآن من حیث انه ممکن
و اگر باشد معلوم ممتنع غیر ممکن پس علم متعلق خواهد شد بآن من حیث انه ممتنع ولا مدخل للعلم فی امکان الشی و امتناعه لانه

تابع للمعلوم فان کان المعلوم فی نفسه ممکنا فالعلم یتعلق به من حیث انه ممکن وان کان المعلوم ممتنعا غیر ممکن فالعلم یتعلق به من
حیث انه ممتنع کیف لا والامکان لا یکون بالغیر لان الکلام فی الامکان بالذات ولیس العلم سببا لوجود المعلوم ولا لتغییر شی
بالعلم و بعدمه ممکنا و ممتنعا و هو بدیهی لا یمکن ان یشک فیه کذا فی التقریر و حواشی شرح مختصر الاصول و فیه و لا یلزم الکذب

اذ لو وقع خلاف الخبر یلزم الکذب ولا نقول بوقوعه بل بامکانه وهو لا یستلزم الوقوع انتهی و اگر متوهم شود که چیزی را که دانست
الله تعالی عدم وقوع آن اگر ممکن باشد پس لازم می آید جهل او سبحانه چه ممکن آنست که ممکن باشد وقوع آن و آن غیر مطابق است بعلمه تعالی
و همین است معنی جهل و جهل بر او سبحانه محال است پس امکان آن محال است گوئیم در دفع آن که علم حاکی است از واقع و واقع عدم وقوع است
پس او سبحانه میداند همچنان فلا جهل چرا که جواز وجود موجب نیست مگر جواز فرض آنه وقوع محقق فی شرح الشرح لانه جواز الوجود
انما یوجب جواز الفرض دون الوقوع المحقق بلکه اخبار حق سبحانه تعالی بعدم وقوع چیزی بیرون نمی کند آن را از حد قدرت عبید و بنا بر آنست
اجماع منعقد شد بر صحت تکلیف بما اخبر الله تعالی بانه لا یقع کما فی المسلم فی الکشف و من خالفه لا اعتداد له فانه منکر
لما یجی من الشرع کیف وقد کلف الله تعالی ابا جهل بالایمان کما هو ظاهر و متواتر مع انه اخبر بانه لا یؤمن فان لم یکن مقدورا لابی جهل لم یکلف فان
القدرة شرط التکلیف اتفاقا پس هرگاه ما علم الله تعالی بعدم وقوعه او خبر به مقدور است بی جهل باشد پس هیچ شی بیرون از حد قدرت
الهی چگونه می تواند شد پس ثابت شد ازین مقدمات که وجود مثل حضرت صلی الله علیه وسلم ممکن است و از اخبار او سبحانه بعدم
وقوع آن از حد امکان ذاتی بیرون نخواهد شد و هر آنچه ممکن است داخل است تحت قدرت او سبحانه لان الله تعالی قادر علی الممکنات کلها
چنانکه مجمع علیه ملیین است و بالجمله چیزی که وجود مثل و وجود نقیض او ممتنع الذات باشد شان واجب بالذات است و خاصه او ست

در زمان وجود فائض الجود حضرت افضل الاولین والآخرین یا بعد آن انبیاء کثیرین مبعوث فرماید این آیة وافی هدایة است که در سورهٔ فرقان واقع شده — ولو شئنا لبعثنا فی کل قریة نذیرا فلا تطع الکٰفرین وجاهدهم به جهادا کبیرا قال الامام فی التفسیر الکبیر فی شرح هذه الایة هذا مبنی علی انه اخبر الله تعالیٰ بعدم وقوعه فهو مقدور له وممکن ولا یخرج الشیء بما علم الله او اخبر بعدم وقوعه عن حد الامکان فی تفسیر النیشاپوری فی شرح هذه الآیة انه سبحانه لما قرر سیرة القوم من کفران النعمة وایذاء النبی صلی الله علیه وسلم اراد تهییج نبیه علی استمرار الدعوة وفی الآیة لطف ممزوج بنوع تأدیب وارشاد وفحواه ولو شئنا لخففنا عنک اعباء نذارة جمیع القریٰ وبعثنا فی کل قریة نبیا لکن خصصناک برسالة الثقلین اجلالا وتعظیما فقابل هذا التفضیل بالتشدد بالدین ففی اول الآیة بیان کمال الاقتدار وانه لا حاجة به الی نبی محمدا کان او غیره ولکن فی مفهوم لو دلالة علی انه لم یفعل ذلک بل خصه بهذا المنصب الشریف لکمال العنایة به وبامته فعلیه ان یترک طاعة الکافرین فیما یریدون علیه مما یوافق اهواءهم وهذا النهی کقولک للمتحرک لا تسکن لا کقولک للساکن لا تسکن فانه صلی الله علیه وسلم لم یترک طاعة الله طرفة عین ثم بالغ فی النهی بان امر بضده قائلا وجاهدهم به ای بالقرآن ای بترک طاعتهم او بسبب کونک نذیر القریٰ کلها لانه لو بعث فی کل قریة نذیرا لم یکن علی کل نذیر الا مجاهدة قریته وحین اقتصر علی نذیر واحد لکل القریٰ وهو محمد صلی الله علیه وسلم فلا جرم اجتمع علیه تلک المجاهدات کلها فکبر جهاده وعظم وصار جامعا لکل مجاهدة انتهیٰ پس حاصل معنی این آیة حسب تفسیر نیشاپوری اینست که اگر میخواستیم هر آئینه سبکدوش میکردیم ترا از بار نبوت واثقال رسالت جمیع بلاد وقریٰ وپیغمبر میفرستادیم در هر قریه یک نبی لیکن خاص کردیم ترا به نبوت عامه ورسالت جن وانس اجلالاً وتعظیماً وتکریماً پس در مقابل این تفضیل وتکرمت شکر وسپاس بجا آر واکنون از تشدد وتصلب در دین پس در اول آیة بیان کمال اقتدار است واظهار اینکه احتیاج بنبی نیست او را بطرف نبی مخصوص ولکن در مفهوم لو دلالت است بر اینکه حق سبحانه تعالیٰ چنین نکرد بلکه خاص گردانید او را باین منصب شریف بسبب کمال عنایت بر حال او وبر امت او پس واجب است بر او که اتباع خواهش مخالفان نکند وبجهاد عظیم با ایشان پیش آید وچون معنی آیة اولیٰ اینست که اگر میخواستیم هر آئینه مبعوث میکردیم انبیای کثیرین در هر قریه در زمان بعثت تو که در صفتها از مشارک تو باشند پس دانسته شد از این که حق سبحانه تعالیٰ قادر است بر ایجاد انبیاء کثیرین که در صفت نذارة ودیگر صفات هم مثل حضرت صلی الله علیه وسلم باشند خواه در زمان بعثت حضرت شود وخواه بعد آن زیرا که در تعلق قدرت کامله بشیء ممکن ومقدور تخصیص بودن آن ممکن ومقدور بصفة . . بصفة وبزمان دون زمان شرط نیست اجماعاً واگر نیک تأمل کنی صرف همین آیة کافی وبسند است برای اثبات هر دو جزء . . . وجود نبی دیگر ممتنع بالذات نیست بلکه ممکن است وداخل تحت قدرت الٰهیه لیکن واقع نشد ونخواهد شد اجلالاً واکراماً للنبی

صلی اللہ علیہ وسلم وخصاصا لہ بہذا المنصب الشریف یعنے رسالۃ الثقلین وختم النبوۃ وہمین ست معنی ممتنع بالغیر کہ امتناع
آن بالنظر الی امر خارج باشد و درینجا امر خارج اخبار او سبحانہ ست بعدم وقوع آن و واضح تر انیکہ گوئیم کہ این امتناع
قبل تشریع ست یا بعد تشریع وظاہر ست کہ قبل تشریع نیست کا لجمع بین الضدین پس متعین شد کہ بعد تشریع ست
یعنے از جہت شرع و دلیل السمع وہمین ست معنے ممتنع بالغیر والامکان بالذات لاینافی الامتناع بالنظر الی شئ آخر
کما تقرر فی الاصول والکلام والحکمۃ فمن آمن باللہ سبحانہ وقدرتہ الکاملۃ وسطوتہ وعظمتہ وکبریائہ ولازم ملکہ وحکمہ علم انہ ممکن ومقدور
ومن آمن یصدق ما اخبر اللہ تعالی بہ جلالہ فرہبتہ لشیوحبیبہ خاتم النبیین جزم بعدم وقوع نبی بعدہ ؞ ؞
پس آنکس کہ ممتنع بالذات گفت وخارج از حد قدرت او سبحانہ انگاشت حقیقت الٰہیہ وقدرت کاملہ ادراک نشناخت بلکہ نسبت
نزدیک اشاعرہ دون قدر ساوست شان آن قادر ذوالجلال در قہر ولطف اینست کہ گفت حسان عجم کہ اگر تیغ قہر
کشد نبی وولی سر در کشد ؞ وگر غمزہ لطف بجنباند بدان را بنیکان در رساند ؎ گر بمحشر خطاب قہر کند ؞ انبیا را
چہ جای معذرت ست ؞ پردہ از روی لطف گو بردار ؞ کاشقیا را امید مغفرت ست ؞ قال اللہ تعالی وللہ ما فی السموٰت وما فی الارض
یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ غفور رحیم فی تفسیر النیشاپوری ثم ذکر لازم الملک والحکم فقال یغفر لمن یشاء بعمیم فضلہ
وان کان من الابالسۃ والفراعنۃ ویعذب من یشاء بحکم الالٰہیۃ والقدرۃ وان کان من الملائکۃ المقربین والصدیقین وکل ذلک
یحسن منہ شرعا وعقلا والالم یحصل کمال الملک والحکم الا ان جانب الرحمۃ والمغفرۃ غالب ولہذا ختم الکلام بقولہ واللہ غفور رحیم ہذا قول
الاشاعرۃ انتہی وفی الکفایۃ ہذا مذہب الاشاعرۃ وکذا عندہم یجوز تخلید المؤمنین فی النار وتخلید الکافرین فی الجنۃ الا ان السمع ورد انا
لا نفعل قال اللہ تعالی ما یبدل القول لدی وان وعد اللہ حق وان اللہ لا یخلف المیعاد قال الامام وفعل العبد لا یوجب علی اللہ شیئا
البتۃ فلا الطاعۃ یوجب الثواب ولا المعصیۃ یوجب العقاب بل کل من اللہ بحکم الالٰہیۃ وقد تقدم مالو عیناہ انہ لو شاء تعذیب جمیع المقربین
حسن منہ ولو شاء رحم جمیع الفراعنۃ والابالسۃ حسن ذلک منہ وہذا البرہان ہو الذی
دل علیہ ظاہر قولہ یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء فان قیل الیس انہ لا یغفر الکفار
ولا یعذب الملائکۃ والانبیاء قلنا مدلول الآیۃ انہ لو اراد الفعل لا اعتراض
علیہ وہذا القدر لا یقتضی ان یفعل وہذا الکلام فی غایۃ الظہور ثم ختم الکلام
بقولہ واللہ غفور رحیم فالمقصود بیان انہ وان حسن کل ذلک منہ الا ان
جانب الرحمۃ والمغفرۃ غالب لا علی سبیل الوجوب

بل علی سبیل الفضل والاحسان انتہی وآنکس کہ بوقوع وفعلیت آن قائل شد تجویز کرد
وقوع کذب از حق سبحانہ تعالی وہو متعال عن ذلک قطعاً زیرا کہ کذب نقص ست ونقص صادر نمیشود از حق سبحانہ تعالی کما
فی المسلم وشرحہ لملا نظام الدین رحمہ اللہ ان الکذب نقص لان ما ینافی الوجوب الذاتی کیفما کان او تعالی من الاستحالات العقلیۃ

عقلا اثبت الحکماء الذین هم غیر متشرعین لشریعة لاستحالة المذکورة فالکذب مما لا یقتضیه الواجب فان الوجوب والکذب لا یجتمعان کما بین فی الکلام انتهی فی شرح المواقف
فاما امتناع الکذب علی الله تعالیٰ عندنا فانه نقص والنقص علی الله تعالیٰ محال اجماعا وتواتر عن الانبیاء کونه تعالیٰ صادقا کما تواتر عنهم کونه متکلما انتهی قال الله تعالیٰ ومن اصدق من الله قیلا و این علم یعنی علم بعدم وقوع قطعی وجزمیست وامکان ذاتی بمعنی تجویز عقلی منافی قطعیت آن نیست
فی شرح القسم الثانی لتهذیب الکلام ان الامکان الذاتی بمعنی التجویز العقلی لاینافی حصول العلم القطعی الذی حصل لنا بدلیل السمع انتهی چه هر اینچه شارع بعدم وقوع آن خبر داد بالیقین میدانیم که واقع نخواهد شد وآنرا ممتنع اعتقاد میکنیم وبامتناع شرعی آن قایل ایم گو امکان آن عقلی باشد و هر اینچه بوقوع آن خبر داد ممکن است و واقع شدنی است گو دلایل عقلیه بعد تمامیت آن بر استحاله این امور قایم شود چنانکه اکثر اصول معاد وحقیقة حشر وتفاصیل ما یتعلق بامور الآخرة همچنین است مثل حشر اجساد و صراط و وزن و حوض که بالیقین این امور را از امور ممکنه میدانیم و خبر داد بوقوع آن الصادق المصدوق و ناطق است بآن کتاب و سنت و همچنانست حال معراج بلکه بنای اکثر اعتقادیات بر دلایل سمعیه است چنانکه عصمة انبیاء علیهم السلام در زمان نبوت از کبائر مطلقا و از صغائر عمدا که مستفاد است از سمع واجماع است ومغفرت از شرک که امتناع آن شرعی است نه عقلی نزدیک اشاعره قالوا انه یجوز عقلا الا ان السمع ورد انه لا یفعل بالجمله هر اینچه ممکن است عقلا بس من حیث الشرع از سه حال خالی نیست یا شارع حکم کرد بعدم امتناع آن پس آن ممکن است عقلا و شرعا یا شارع حکم کرد بامتناع آن پس آن ممکن است عقلا و ممتنع است شرعا و مبحوث عنه در شرعیات همین امکان شرعی و امتناع شرعی است و در علم فروع جاری در افعال عباد است و در اصول کلام جاریست در ذوات نیز نزدیک ماتریدیه و یا شارع هیچ حکم نکرد در آن بامتناع یا عدم امتناع و ساکت است از آن پس ما را قطع نظر از آن است مثل تحقیقات فلاسفه در اکثر از مباحث طبعی و ریاضی و الٰهی و بر مستبصران معانی کلام معجز نظام ملک علام پوشیده نباشد که آیة ولو شئنا لبعثنا فی کل قریة نذیرا دال است بر کمال عظمت حضرت خاتم النبیین صلی الله علیه وسلم چه در مفهوم لو دلالت است بر اینکه چنان نکردیم نه بر اینکه صدق شرطیه مقتضی تحقق طرفین نیست نحو لئن اشرکت لیحبطن عملک و همچنان قضایای شرطیه در کلام ملک علام و احادیث خیر الانام علیه الصلوٰة والسلام بسیار واقع که حکم در آن بر فرض و تقدیر است چنانکه در حدیث قدسی است که روایت کرد آنرا مسلم یا عبادی لو ان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم ما زاد ذلک فی ملکی شیئا ولو ان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد منکم ما نقص ذلک من ملکی شیئا پس معنی آیت اینست که اگر میخواستیم مبعوث

میکردیم در هر قریه پیغمبرے مانند تو لیکن به فضلیت شما ورود این امر ممکن مقدور ازبرای اجلال و اعظام و اختصاص تو
بایمنصب شریف یعنی ختم نبوت و رسالت است چه در وقوع آن منقصت شان تو بود پس شکر این نعمت عظمی
ادا کن و جاهدهم به جهادا کبیرا و مجاهده کن با مخالفان دین باین قران مجاهده عظیم پس ببین که باوجود اظهار قدرت کامله
خود چگونه لطف فرمود و تسلی داد حبیب خود را که شکستگی خاطر او نگردد از شکایام و چنان تدارک آن فرمود به لطف و عنایت و
اقتضاے کمال رحمت و شفقت و محبت است که در عین تادیب مراتب لطف و محبت مرعی شده و هرگاه مالک ملک
قادر ذوالجلال هنگام اظهار قدرت کامله خویش اینچنین مراتب اجلال و اکرام حبیب خود مرعی فرماید پس بر امت او
اولی و احری و الیق اینست که وقت بیان این نحو خاص قدرت او سبحانه این طریقه حسنه را که ماخوذ از قران است نامرعی
نگذارند تا از عهده اداے حق خداوند عالم و هم سرور بنی آدم فی الجمله بدر آیند که اختصاص نبی ما نبی الرحمة باین فضلیت و کرامت
خاص که خاتمیت است موجب هزاران هزار شرف و اعتبار و افتخار و مباهات بی شمار این امت بر دیگر امم است چرا که مخاطب
بخیر امت از آن شدیم که نبی ما خیر الانبیاء و افضل المرسلین است تمام شد کلام فیما یتعلق به المرام اکنون واجب است بیان
قول محقق دراینجا بعضے از ناظرین درینمقام تقریر کنند و آن اینست که بحث و خوض در امکان مثل آنحضرت صلی الله
علیه وسلم موجب منقصت شان نبوی و اساءت ادب است گو در قران مجید ازین امکان خبر داده چنانکه در تفسیر آیه
ولو شئنا لبعثنا فی کل قریة نذیرا گذشت لیکن ما را نمی باید که در این خصوص کلام کنیم و در تفسیر نیشاپوری در تفسیر سوره طه آورده
قال المحققون الاولی ان لا یطلق لفظ العاصی والغاوی علی آدم علیه السلام وان ورد فی القرآن وعصی آدم ربه فغوی
لان السید یجوز له ان یشتم عبده بما شاء ولیس ذلک لغیره و شیخ عبد الحق محدث دهلوی در خاتمه مرج البحرین نوشته که ثانی از اعتقادات
اعتقاد درجات نبوت است و اعتقاد عصمت انبیاء علیهم السلام و تنزیه ساحت عز و کمال ایشان است از هر علم و عمل
و حال که نه لایق مرتبه کمال بود و اگر از جانب حق با ایشان خطابے و عتابے رود یا سخن بر وجه عزت و کبریا آید و یا از
ایشان بجناب کبریا سخن مطلق تواضع و اظهار بندگی و مسکنت رود ما را شاید که در آن مشارکت جوئیم و سخن جز بطریق ادب
و ملاحظه علو شان و حفظ مرتبه ایشان گوئیم خواجه را میرسد که با بنده خود هرچه خواهد گوید و بنده نیز هرچه از عجز و مسکنت با
مالک جوید دیگرے را چه مجال است که دم زند و مجمل اعتقاد در حق سید کائنات صلی الله علیه وسلم آنست که هرچه جز مرتبه
الوهیت است از کمالات و کرامات اثبات کنند کما قال ؎ دع ما ادعته النصاری فی نبیهم + واحکم بما شئت مدحا
فیه واحتکم + وانسب الی ذاته ما شئت من شرف + وانسب الی قدره ما شئت من عظم ؎ مخوان او را خدا از بهر شرع و حفظ دین اما دگر هر وصف کش
میخواهی اندر مدحش املا کن + و در شرح فتوح الغیب در آخر مقاله شصت و پنجم گفته که موافق آیه یا داؤد اهجر هواک
الی آخر الآیة این آیه است که هم خطاب بداؤد علیه السلام است ولا تتبع الهوی فیضلک عن سبیل الله و اگرچه متابعت
نفس و هوی از انبیاء و رسل نیاید ولیکن مقصود زجر و منع است و تعریض است با ایشان یا آنکه حسنات الابرار سیئات المقربین

ایشان به درگاه عزت تواضع و انکسار نماید ما را نشاید که در آن دخل کنیم و در آن شرکت جوئیم صاحبان را با نزدیکان

درگاه و نزدیکان را با صاحبان خود نازی و نیازی است دیگران را در آن مجال گفتگو نیست و بعضی مردم که بعضی

مواقع آیهٔ انک لا تهدی من احببت میخوانند بر این ضعیف مستمند چندان گران آید که گویا گستاخی در حضرت

رسول مقبول بروی مبارک او کرده باشد چرا انک لتهدی الی صراط مستقیم نخوانند نعوذ بالله من سوء الادب

انتهی قول محقق اینست که فی الواقع علو مقام انبیاء همچنین است که سخن جز بطریق ادب و ملاحظهٔ سمو شان

و حفظ مراتب ایشان نگوئیم خصوصاً سید کائنات هادی طریق نجات علیه افضل الصلوات و اکمل التحیات که در اینجا

ادب فوق الامر است نه الامر فوق الادب چنانچه قول امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی الله عنه با وجود یافتن اجازت امامت

از پیشگاه حضرت اقدس نبوی حیث قال لا ینبغی لابن ابی قحافه ان یتقدم بین یدی رسول الله صلی الله

علیه وسلم لیکن این مقام مقام عتاب و خطاب نیست سخن در ما نحن فیه در بیان قدرت قادر علی الاطلاق است و چیزی

که امکان آن بدلایل عقلیه و نقلیه ثابت شد و هر ممکن مقدور او سبحانه است پس نفی قدرت او نسبت بآن کردن

و قایل بعجز او سبحانه از آن شدن از کدام ادب است اسارت ادب فرود ینه پایهٔ آن است و رعایت حفظ ادب مفروض

شان ربوبیت را هم سزاوار است یا نه شیخ عبد الحق محدث دهلوی چنانکه اعتقاد ثانی را در خاتمهٔ مرج البحرین بیان کرده

اعتقاد اول را نیز شرح نموده حیث قال اعتقاد اول درجات ربوبیت و مجمل آن اعتقاد تنزیه و نفی تشبیه است و اثبات

صفات بر وجه کمال انتهی و ربوبیت و عبودیت را مقامی است که بجز حضرت ما صلی الله علیه وسلم دیگری کما حقه

حقیقت آن را نمی داند ملا عبد الحکیم سیالکوتی در وجه اضافت عبد الی الله که در خطبهٔ بیضاوی بدین عبارت واقع شده الحمد لله الذی

نزل الفرقان علی عبده گفته اضافة العبد الی الله للتعظیم والتنبیه علی انه مختص به تعالی منقاد لحکمه وانما اختاره علی

حبیبه ورسوله وغیر ذلک اشارة الی ان النبوة مجرد تفضل منه تعالی وان العبودیة اکمل المقامات والاحوال اذ

جمیع ماسواه من ثمراتها قال السهروردی فی بعض رسائله انه خیر رسول الله صلعم لیلة الاسراء بین العبودیة والمحبوبیة

فتفکر فی نفسه انه ما للتراب ورب الارباب فما الا ثوق بحالی العبودیة فاختارها فقال الله تعالی یا محمد انک اخترت

العبودیة ادبا فاصطفیتک بجمیع الکرامات الانسیة تفضلا فان فی العبودیة جمیعها ولذا قدم عبده علی رسوله فی کلمة الشهادة

انتهی و از رعایت حفظ ادب ربوبیت است که اطلاق لفظ خالق القردة والخنازیر علی الله تعالی نمی کنند و منع اطلاق سخی

علی الله تعالی مع انه جواد المطلق فی شرح المسلم لمولانا عبد العلی رح وجها انه ملکة بالاستقراء والملکة از نسبی لا یتحقق

فیه تعالی ولا یمکن لعدم وجود جهة الامکان فیه وقد یجاب بانه یجوز الاطلاق لغة وان لا یجوز شرعا لان الاسماء

توقیفیة ولا نزاع فیه ولانه یوهم النقص و حمل لا یرد العلامة المراد منه للعلام ایضا وبجهه دنقصیر

نیک چوری وجہ عدم اطلاق لفظ عاصی و عاوی بر آدم علیہ السلام ہست نوشتہ کہ سید وانا وخطا و خطا را میرسد کہ درحق عبد

خود ہرچہ خواہد بگوید دیگر برا نمیرسد و سزاوار نیست در بیان مقام وجہ دیگر ہم نوشتہ حیث قال ولا یطلق لفظ

العاصی والغاوی علی آدم علیہ السلام لانہ لم یصدر منہ الزلۃ الامرۃ واحدۃ وصیغۃ اسم الفاعل تنبئ عن المزاولۃ ولا

المسلم اذا تاب عن الشرب او الزنا حسنت توبتہ لا یقال لہ شارب ولا زانی و مؤید آنست آنچہ در اصول مقرر شدہ کہ اطلاق مشتق مثل

ضارب برای مباشر ضرب فی الحال حقیقت ہست اتفاقاً و آنانکہ قایل اند کہ در ماضی حقیقت ہست مطلقاً گویند کہ اطلاق

مومن ثابت ہست عرفاً ولغۃً ایضاً کما فی فانہ مومن اجماعاً مع ان الایمان غیر حاصل لہ فی الحال فیصح الاطلاق باعتبار

الماضی فی المسلم و شرحہ لمولانا عبد العلی ویعارض بامتناع اطلاق کافر علی رجل مومن لکفر تقدم وانہ لم یمتنع

ذلک لزم ان یکون اکابر الصحابۃ رضوان اللہ تعالی علیہم الذین ہم اکابر المؤمنین بعد الانبیاء

علیہم السلام کفاراً حقیقۃ العیاذ باللہ وقد یقال فی الجواب عن المعارضۃ ان ہذا

الاطلاق الشنیع جائز لغۃ والمانع عنہ شرعی فلا یجوز شرعاً حفظاً للادب المفروض

⁂ ومقام عتاب وخطاب آنست کہ الفاظے کہ درحق انبیاء علیہم السلام در قرآن مجید بطور عتاب وارد ہست

ما را نشاید کہ بخصوصہ آن لفظ را از الفاظ سابق ولاحق جدا نمودہ بر زبان آریم و در آن بحث وگفتگو نمائیم مثلاً لفظ

ضال کہ در ووجدک ضالاً فہدی واقع ہست بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اطلاق کنند وبگویند کان ضالاً معاذ اللہ یا

کسی قرارت سورہ عبس وتولی را کہ یک گونہ عتاب ہست دران از جانب حق بمحبوب خود التزام کند در ہر نماز علمای

محققین از آن منع کردہ اند قال السید فی شرح المواقف ولا یجترا علی الانبیاء باطلاق اللسان انتہی علی الخصوص

مقام سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از ہمہ نازک تر ہست درینجا ایہام سوء ادب ہم موجب تزلزل در ارکان ایمان ہست

مصرعہ ہشدار کہ رہ بر دم تیغ ست قدم را ۔ وچون نباشد کہ قربتے کہ او را با خدائے جل شانہ ہست ہیچکس را با وی دران

شرکتی نیست بشر را نہ ملک را نہایت کمال بشریت تا اینجا ست کہ فوق آن رتبہ نیست مگر مرتبۂ الوہیت ؎ ہر رتبہ کہ بود

در امکان بر او ست ختم ۔ ہر نعمتے کہ داشت خدا شد بر او تمام ؎ ولنعم ما قیل ؎ یا صاحب الجمال ویا سید البشر

من وجہک المنیر لقد نور القمر ۔ لا یمکن الثناء کما کان حقہ ۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ۔ ونختم الکلام بالصلوٰۃ

علی نبیہ محمد خاتم النبیین وآلہ الطیبین الطاہرین اللہم صل وسلم علیہ ابد الآبدین واحشرنا فی زمرۃ اتباعہ الصالحین

حررہ العبد المعتصم بحبل اللہ المتین محمد صدر الدین شرح اللہ صدرہ بنور الیقین واعطاہ کتابہ بیمینہ فی یوم الدین فقط فی اوائل

محرم [illegible] ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چہ میفرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندرین باب کہ زید میگوید مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہمچنین نبی بعد آنحضرت

ممکن ست بحسب عقل و معتقد و بجناب باشی عزاحمد لیکن نبیے بعد آنحضرت دیگری نخواهد شد بموجب وعده صادق الهی
و هرکه اعتقاد بامکان وقوع مثل آنحضرت صلی الله علیه وسلم من غیر مانع سمعی یا اعتقاد وقوع آن دارد کافرست بلا شبه و عمرو
میگوید که هرکه مثل آنحضرت یا نبی دیگر را بعد آنحضرت صلعم معتقد در حقیقت گویا داند کافرست و استدلال میکند بقول تورپشتی که در
معتمد میگوید نیز آنکس که گوید بعد از وی نبی بود یا هست یا خواهد بود و آنکس نیز که گوید امکان دارد که باشد کافرست انتهی و نیز
استدلال میکند بقول ملا علی قاری که در شرح شفا میگوید ومن المعلوم استحالة وجود مثله بعده انتهی آیا این استدلال او صحیح ست
یا نه و حکم شخص مذکور چیست آیا ضال یا مهتدی و نیز ادعا میکند که هرکه برای خاتم النبیین معنی دیگر سوای آخر النبیین تراشد
او هم کافرست این قول هم صحیح ست یا نه بینوا توجروا **جواب** قول این قایل سراسر باطل ست و از قبیل کشف عاطل
و استدلال او بکلام تورپشتی دال بر کمال اجنبیت او از کلام علما و مبنی بر جهالت و غباوت اوست و مختل ست بچند وجه؛
اول آنکه لفظ امکان و تجویز و جواز در کلام علمای اعلام بچند معنی مستعمل شده منجمله آن امکان شرعی و امکان عقلی و امکان
عرفی ست و قس علیه التجویز والجواز و همچنین مقابل آن یعنی امتناع مستعمل بمعنی امتناع شرعی و امتناع عقلی و امتناع عرفی آمده
کما لایخفی علی من تتبع کتب الاصول والکلام کالمسایرة وشرح العقاید والمسلم والمغتنم وغیرها پس از کجا دانسته شد که مراد از
امکان در کلام تورپشتی امکان عقلی ست محتمل ست که امکان شرعی باشد و ظاهر همین ست چه در کلام علما و شریعت همین معنی
غالبا مراد میباشد چنانکه بیننده کتب فقه مثل کنز و زیلعی و مستخلص و هدایه وغیرها مخفی نیست بلکه از کلام تورپشتی نیز همین امر
به ثبوت میرسد و اگر بسبب قلت علم کسی را مراجعت باین کتب میسر نشود باید که به تحفه اثنا عشریه دهلویه رجوع کند **دوم**
آنکه کلام تورپشتی دال به نقیض مطلوب است بیانش آنکه تورپشتی اولا نوشته که احادیث بسیار از رسول صلعم درست شده
ست که نبوة بآمدن او تمام شد و بعد از وی دیگر نبی نباشد الی آن قال و بحمد الله این مسئله در میان اسلامیان روشن
تر از آنست که آنرا بکشف و بیان حاجت افتد ما اینقدر از ترس آن بیان کردم که مبادا زندیقی جاهلی را در شبهه اندازد
و بسیار باشد که از ظاهر بنا برند کردن و بد منظر تو یا در نهند که خدا بر همه چیز قادرست کس قدرت را منکر نیست اما چون خدا
از چیزی خبر دهد که چنین خواهد بود یا نخواهد بود آن چیز چنان باشد که خدا از آن خبر دهد و خدا خبر داد که بعد از وی
نبی دیگر نباشد انتهی بلفظه و بعد از بیانات منقوله مستدل واضح است پس اگر مراد تورپشتی نفی امکان عقلی میبود کلام او متناقض
میگردید زیرا که ممتنع عقلی شی نیست و نه در تحت قدرت الهیه داخل کما هو مسلم عند المستدل ایضا و تورپشتی میگوید کس قدرت را
منکر نیست اگر نزد تورپشتی نبی بعد آنحضرت ممتنع عقلی میبود میگفت که وجود نبی بعد آنحضرت ممتنع عقلی ست و ممتنع عقلی
نه شی است و نه تحت قدرت داخل استدلال باخبار او تعالی کردن چه حاجت بود و از آنچه بیان کردم امری دیگر هم منکشف شد که
مستدل مذکور در بعض مسایل خود مینویسد اما قوله بامکان نبی بعده صلعم فقد صرح الامام ابوالفضل التورپشتی فی کتابه
المسمی المعتمد فی المعتقد یکفر من قال بامکان نبی یکون بعده وفیها الایمان بخاتم النبیین وتحقق معنی ختم

النبوة واطال البحث عنها وقال هذا بينة بين الانبياء هذا المقدار ذكرت لمخافة ان يغتر بذلك جاهل وكثيرا ما نجد نعوذ بالله

وفيما اخبر عز وجل بان يكون او لا يكون انتهى تامل باید کرد که توربشتی کجا گفته بل الکلام فی الشئ این مستدل برای اصلاح مطلب خود این لفظ را

از طرف خود تراشیده بعلامه مذکور نسبت کرده مقصود از آن محض تلبیس و تدلیس است که مخالفین او را اشتباه افتد و گمان

برند که اگر مقصود توربشتی امتناع عقلی نمی بود کلام در شئ چرا میکرد والله محمد علی فضیح هذا المستدل **سیوم** آنکه استدلال توربشتی

بر امتناع یعنی قول او اما چون خدا از چیزی خبر دهد که چنین خواهد بود یا نخواهد بود چیز چنان باشد که خدا از آن خبر دهد و خدا

خبر داد که بعد از وی دیگری نباشد انتهی مفید امتناع شرعی است نه امتناع عقلی زیرا که اخبار و علم او سبحانه تعالی

بچیزی موجب استحاله نقیض آن چیز نمیگردد چنانچه در سلم و شرح عقاید وغیره مصرح است از این بیان هویدا شد که مراد توربشتی تا اینکه بس با وجود

صرف وقوعات در مطالعه آن نه دریافته است **چهارم** آنکه هنوز امتناع عقلی مثل آنحضرت صلی الله علیه وسلم بهیچ دلیل

عقلی یا نقلی که از معارضه و منع خالی باشد باثبات نرسیده و توربشتی هم بران دلیلی قایم نکرده بلکه خلاف آن دلایل

عقلیه و نقلیه برعکس دعوی این شخص موجود است و بعضی علماء اعلام متعهم الله رحیق الغفران در رسایل خود مسرود ساخته اند

وجمهور از اهل اسلام بآن قایل چگونه صرف بنا بر قول توربشتی حسب مزعوم مستدل که نه دلیلی بر آن قایم کرده و نه از علمای

سابقین نقل نموده بر تکفیر جمهور اهل اسلام سوای چند جهلا که مصداق انهم کالانعام بل هم اضل سبیلا و انهم الا یخرصون اند

مبادرت کرده شود و در اعتقادیات صرف به قول یک کس حکم بر کفر کردن دال بر کمال ناواقفیت این قایل است **پنجم** آنکه اعتقاد

بر مخالفین خود طعن میکنند که ایشان بعض رسوم کفار بنا بر قول بعض علما مسلمین جاهلین را تکفیر میکنند و از بحر نقل

میکنند که تکفیر اهل بدعت در کلام بسیاری از علما مذکور است لیکن ایشان مجتهد نبودند ولا عبرة لغیر الفقهاء پس غلط دانند

که توربشتی را از کجا دانسته که ایشان مجتهد بودند و قاعده لا عبرة لغیر الفقهاء را در اینجا چرا فراموش کرد که بتکفیر علما مبادرت

نمود **ششم** توربشتی بموجب اعتقاد او کافر بود و قول کافر در دیانات غیر معتبر است بیانش آنکه توربشتی قایل بامکان

نبی بعد آنحضرت است چنانکه قول او که قدرت را منکر نیست دال بر آنست کما مر مشروحا نیز برای خاتم النبیین معنی

دیگر میگیرد کما سیجی انشاء الله پس هرگاه که کفر او بنا بر زعم مستدل بپایه ثبوت رسید باز تمسک بقول او یعنی چرا آنچه

انتقال استدلال بکلام علی قاری کرد نیز مبنی است بر عدم فهم مرام چه ما سبق تحقیق کرده ایم که محال بچند معنی مستعمل میگردد

پس از کجا دانسته که استحاله عقلی از لفظ استحاله که در کلام ملا علی قاری واقع است مراد است جایز است که استحاله شرعا

مراد باشد و اگر بر این امر مجادلی قناعت نکند پس میگوییم که خود ملا علی قاری در شرح حصن حصین تحت قول ماتن وان لا

یعتدی فی الدعاء بان یدعو بمستحیل منقول است ای شرعا او عادة مثل طلب النبوة بعد ختم النبوة او عدم وجود الاولاد معین

انتهی پس هر منصف را از آنچه ذکر کرده ایم شکی باقی نخواهد ماند و از این عبارت هم لفظ مستحیل بجانب عادی و شرعی

معلوم گردید و تکفیر ملا علی قاری حسب مزعوم این قایل ضرور است زیرا که ملا علی قاری نبوت را بعد خاتم النبیین شرعا محال

میدانند نه عقلا پس بودن نبی بعد آنحضرت صلی الله علیه وسلم بنابر قول ملا علی هیچ شبهه باقی نماند و نیز در ینجا باید دانست
که بعضے علما متفلسفین بر استحاله مثل آنحضرت صلی الله علیه وسلم دلیل آورده اند باید که آنرا ذکر کنیم و حال آنرا علی سبیل الاجمال
منکشف گردانم و آن دلیل اینست که در حدیث شریف آمده که آنحضرت صلعم فرموده انا اول من تنشق عنه الارض و اول من
یحرک حلق الجنة پس اگر مثل آنحضرت ممکن باشد از دو حال خالی نیست یا آنکه مصداق اول من تنشق عنه الارض و اول
من یحرک حلق الجنة خواهد بود یا نه بر تقدیر ثانی مثل آنحضرت نشد و بر تقدیر اول تعدد اول لازم خواهد آمد و ظاهرست
که لفظ اول مضاف است بجانب من که از الفاظ عموم است پس اولیت بلحاظ جمیع افرادی خود بالحصر مراد است و الاول
لایتعدد در کتب اصولیه موجود انتهی محصل قوله اقول بحول الله و قوته که این کلام ضلالت انجام اگر تمام شود لازم آید عدم دخول
امثال بسیار شی از صلحا و انبیا تحت قدرت حضرت رب قدیر مثل حضرت ابراهیم علیه السلام و حضرت ابوبکر صدیق رض
پس تخصیص مثل آنحضرت فایده ندارد و اگر نیک تامل کرده شود امثال اشقیا هم بعض افراد بحسب این دلیل تحت قدرت
حق سبحانه تعالی داخل نباشد مثل یزید که مصداق اول من یبدل سنتے است کما فی الصواعق بالعین و بالاتفاق
مصداق اول من قام ست پس اگر نعوذ بالله مثل این متفلسف بگوید که مثل یزید تحت قدرت حقتعالی داخل نیست
زیرا که از دو حال خالی نیست یا آنکه مثل یزید مصداق اول من یبدل سنتی است یا نه بر تقدیر ثانی مثل یزید نیست و بر تقدیر اول
تعدد اول لازم خواهد ماند چرا که لفظ اول اسم تفضیل است مضاف بجانب من که از الفاظ عموم است و الاول لایتعدد در کتب
اصولیه موجود خدا داند که این متفلسف کدام شق را اختیار خواهد نمود بالجمله مقصود در ینجا صرف همین است که این دلیل اگر بجمیع
مقدمات صادق باشد امتناع ذاتی مثل بعض اشرار هم لازم خواهد آمد و لا یقول به مسلم و حل شبهه اینست که لفظ اول افعل
التفضیل است و اسم تفضیل وقتیکه مضاف میباشد برای آن دو اعتبار است احدهما و هو الاکثر ان یقصد الزیادة علی من
اضیف الیه و یجوز فی هذه الصورة الافراد و المطابقة کذا فی الکافیه فیجوز زید اول الناس و الزیدان اول الناس و چون در ینجا
لفظ اول مضاف است پس تعدد در آن مضایقه ندارد پس اگر حق سبحانه تعالی خواهد دو شخص را در صفت شریک کند
هیچ محذور لازم نیاید و اگر کلام بلغا را درین باب تتبع کرده شود نظائر آن بسیار بر آید قال الله تعالی فی سورة طه اما ان
تلقے و اما ان نکون اول من القے و قال الله فی سورة الشعراء انا نطمع ان یغفر لنا ربنا خطایانا ان کنا اول المؤمنین و فی صحیح
البخاری اول من قدم علینا مصعب بن عمیر و ابن ام مکتوم اخرج ابن سعد عن علی قال اخبرنی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اول من یدخل الجنة
انا و فاطمة و الحسن و الحسین کذا فی الدر و علی ما نقل عنه و الخطیب عن جابر عن النبی صلعم اول من یدخل الجنة الانبیاء ثم ...
عبارت گفته که اول در ینجا مضاف بجانب من که از الفاظ عموم است پس اگر شخصے دیگر در صفت شریک باشد تعدد اول
لازم خواهد آمد و آن باطل محض و خیال خام است و آنچه بعض مدعیان منطق در بعض رسایل آورده اند انه تعالی جعل
خاتم النبیین فلو وجد الله نظیره لکان هو ایضا خاتم النبوة و کما وجد نظیره خاتم النبوة لکان قوله تعالی ...

الاول رای صاحب الکشاف والاخر رای الامام الرازی والمال علی کل توجیہ ہو معنی الاخیر ولذلک فسرہا صاحب المدارک قرأۃ عاصم الا
انتہے پس اختلاف مفسرین از ین جہات ہم بظہور رسید و نزد اہل تفسیر ہر دو تفسیر صحیح است پس کفر بر ین معنی مرتب کردن بجز جہل چہ گفتہ آید و حضرت
نوشتہ ولیکن او فرستادہ خدا ست و خاتم النبیین یعنی مہر پیغمبران یعنی بدو مہر کردہ شد در نبوۃ پیغمبران را بدو ختم کردہ شد و خاتم بمعنی آخر نیز ہست یعنی آخر
انبیا بہ ظہور یعنی انکا اول بود بالظہور بود انتہے و نیز درین تفسیر میباید کہ در عنوان الا جو بہ گفتہ کہ صحت ہر کتاب مبرہ وست حق بجا بہ پیغمبر
مہر گفت تا بداند کہ تصحیح دعوی محبت جز بمتابعت حضرت رسالت پناہی نتوان کرد انتہی مولوی رفیع الدین صاحب در ترجمہ آیۂ کریمہ ولکن رسول اللہ
و خاتم النبیین مینویسد اور ختم کرنیوالا انبیو نکا انتہے وہکذا یستفاد من معالم التنزیل انتہے

خاتمة الطبع

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰے اما بعد کمترین انام محمد معظم ابن احمد علی خدمت مین جملہ برادران دینی کے عرض کرتا ہے
کہ اللہ سبحانہ جلشانہ نے بموجب آیۂ کریمہ ان اللہ بالغ امرہ کے کوئی بات ایسی نہین چھوڑی کہ جسمین کسی کو کوئی حجت باقی رہے
نعمتا تمام حجت اپنے بندون پر بخوبی کرکے جناب رسالت مآب سید المرسلین کو خاتم النبیین کیا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت صلعم نے
کوئی دقیقہ احکام دین مین سے باقی نچھوڑا کہ جس سے عذر و حیلہ لاعلمی کا درپیش ہو اور اسیطرح جملہ بزرگان دین مبین نے حتی الوسع نہایت صاف
واضح کرکے اس سنت نبوی کو کوشش ہاے بلیغ سے اشاعت و اعلان کیا یہانتک کہ آخیر زمانہ مین ارحم الراحمین فی محض اپنے فضل و کرم سے
ایک خاندان باصفا حضرت شاہ ولی اللہ رحمت اللہ علیہ کا ایسا پیدا کیا کہ جسنی تمام ہندوستان کی کدورت جہل و شرک و بدعت کو نابود کر دیا اور
اتباع سنت کا بازار گرم کیا ہر ایک فرد بشر اس خاندان عالیشان کا ممنون احسان ہے چنانچہ اس ایام فرخندہ انجام مین جناب
فیضمآب جامع کمالات صوری و معنوی سالک مسالک ظاہری و باطنی حامی فروع و اصول قاطع شرک و بدعت قامع کفر و ضلالت حامی سنت بیضا ہنر
وسیع اللہ یعنی مولانا بالفضل اولانا سید نا مولوی اسمعیل شہید نے فی سبیل اللہ طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ نے تائید سنت مین کتاب مستطاب ایضاح الحق الصریح فی
احکام المیت والضریح تالیف فرمائی چونکہ یہہ کتاب نہایت دقیق تھی بجز اہل علم کے دوسرونکی فہم اس سے قاصر تھی لہذا مینے چاہا کہ اسکا ترجمہ ہوکر عام
ہوجاوے سو یہ ترجمہ مولوی عبد الکریم صاحب دام فیضہ کی سے اسکا ترجمہ ہوا تا کہ کسیقدر آسان ہوجاے چنانچہ عنایت ایزدی سے یہہ کتاب مستطاب مع رسالہ ایکر وزی کے چھپکر
تمام ہوچکی جیسا کہ اس خاندان موصوف کو تالیف کتب رد شرک و بدعت کی توجہ تھی ایسے ہی فی زماننا حضور پر نور رئیسہ بھوپال ادام اللہ اقبالہا
اور جناب مستطاب معلی القاب امیر الملک والا جاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب نفعنا بہا ادام اقبالہم کو اس قسم کی تصنیفات کے اشاعت کا
نہایت شوق ہے اور انہین کے تائید و توجہ سی صحاح ستہ کا بھی ترجمہ ہوکر مطبوع ہو رہا ہے اور علی ہذا القیاس اس قسم کی صدہا کتابین حضرت
موصوف کے فیض برکت سی چھپتے ہین اور خصوصاً حضرت دردمند اہل اسلام عاشق صادق سنت خیر الانام عالیجناب نواب رئیسہ
بھوپال بارک اللہ فی عمرہ نے تالیفات کو اس خاندان کے جہانتک ممکن ہوا نہایت اشاعت کیا چنانچہ یہہ بھی ان ہی محتشم الیہ کے
فیض کا نتیجہ ہے ۔ امید کہ جن حضرات کی نظر سے یہ کتاب گذرے دعاے خیر سے ہمکو یاد فرماوین جزاہم اللہ خیر الجزا ۔ وما علینا الا البلاغ

مطبع فاروقی دہلی سنہ ۱۲۹۰ ہجری مین میر محمد معظم کے اہتمام سے طبع ہوئی